UNIVERSAL
LIBRARY

مثنوی تغلق نامه

شائع کردہ مجلس مخطوطات فارسیہ - حیدرآباد دکن
بہ حسن اعانت دولت آصفیہ دام اقبالہا

سلسلۂ مخطوطاتِ فارسیہ (۱)

مثنوی

تغلق نامہ خسرو دہلوی

تہذیب و تحشیہ

سیّد ہاشمی فریدآبادی

بہ اہتمام محمد صدیق حسن صاحب، در مطبع اردو، اورنگ آباد، دکن، طبع گردید

۱۳۵۲ھ
۱۹۳۳ع

ارکان مجلس مخطوطات فارسی

۱ - نواب سر اکبر حیدر نواز جنگ بہادر (صدر نشین)

۲ - نواب محمد یار جنگ

۳ - مولوی عبدالحق صاحب

۴ - مولوی غلام یزدانی صاحب

۵ - مولوی عبداللہ العمادی صاحب

۶ - سید ہاشمی (معتمد اعزازی)

ارکان جماعت عاملہ

۷ - سر سید مسعود جنگ

۸ - نواب صدر یار جنگ شروانی

۹ - ڈاکٹر عبدالحق صاحب پروفیسر عربی

۱۰ - ڈاکٹر نظام الدین صاحب پروفیسر فارسی

۱۱ - ڈاکٹر قاری کلیم اللہ صاحب

——— * ———

فہرست اجزائے کتاب

دیباچہ

(بقلم سید ہاشمی فرید آبادی)

تغلق نامہ کی تاریخی نوعیت

جیسا کہ امیر خسرو کے سوانح، تذکروں اور فارسی تاریخوں سے ثابت ہے، ان کی سب سے آخری تصنیف تغلق نامہ ہے جو انہوں نے صاحب منتخب التواریخ کے بقول سلطان غیاث الدین تغلق اول کی فرمایش سے تحریر کی تھی * - قرآن السعدین، دول رانی خضر خاں، خزاین الفتوح اور نہ سپہر کی طرح یہ بھی اپنے عہد کی نہایت دلچسپ اور مفید تاریخی نظم ہے جس میں سلطان قطب الدین مبارک شاہ کے قتل، خسرو خاں کی چند روزہ بادشاہی اور پھر غیاث الدین تغلق کی فتح اور تخت نشینی کے حالات درج ہیں - یہ تمام واقعات شاعر کی زندگی اور بعض اوقات اس کی موجودگی میں ہوے تھے - اگر کشف الظنون اور ملا عبد القادر کا قول صحیح مانا جاے کہ یہ مثنوی سنہ ۷۲۵ ھ میں نظم ہوئی تو احتمال ہوتا ہے کہ اس میں تغلق اول کے بادشاہی کے حالات بھی ہوں گے جو

---

* صفحہ ۵۸ (مطبوعہ نول کشور) -

کتاب کے آخری اوراق ضایع ہونے کی وجہ سے اب مفقود ہوگئے۔

تعداد اشعار

لیکن کشف الظنون اور بعض تذکروں میں یہ بھی لکھا ہے کہ اس مثنوی کے کل اشعار کی تعداد تین ہزار تھی۔ اور جو نسخہ اب ہمیں دستیاب ہوا' اس میں سے حیاتی کاشی کے (۱۷۹) اشعار خارج کردینے کے بعد بھی جو اشعار محفوظ ہیں (مع منظوم عنوانات) ان کی تعداد (۲۷۴۲) باقی رہتی ہے۔ یہ ٹھیک اندازہ نہیں کیا جا سکتا کہ ابتدائی اشعار جو تلف ہوے ان کی تعداد کتنی تھی۔ تاہم یہ قیاس کرنا بےجا نہ ہوگا کہ آخر کے جو اشعار اب نہیں ملتے وہ کم و بیش دو سو ہوں گے اور اس کے معنی یہ ہیں کہ شاعر نے اپنے ممدوح کی تخت نشینی کے بعد اس عہد کے دوسرے واقعات قلم بند نہیں کیے اور کیے بھی تو بہت سرسری طور پر ان کا ذکر کیا ہوگا —

سنہ تصنیف

اس میں شک نہیں کہ امیر خسرو بنگالہ کی فوج کشی تک تغلق اول کے ہمراہ اور بادشاہ کے ندیم تھے لیکن ان کی تاریخ وفات ۱۸ شوال سنہ ۷۲۵ ھ ہے۔ اور زندگی کے آخری چند مہینے انہوں نے اپنے محبوب و محترم پیر کے ماتم میں گزارے۔ پس یہ قول کسی قدر مشکوک معلوم ہوتا ہے کہ امیر خسرو نے یہ پوری مثنوی زندگی کے اسی آخری سال میں نظم کی ہو* —

---

* مولوی رشید احمد صاحب مرحوم نے اپنے ناتمام مقدمے میں کشف الظنون کا یہ قول لکھا ہے کہ "یہ نظم تمام ہونے نہیں پائی تھی

(بقیہ حاشیہ صفحہ آئندہ پر)

بہر حال چونکہ یہ مثنوی امیر خسرو کے آخری زمانے اور پیرانہ سالی کی تصنیف ہے دوسرے ' ایک ایسے بادشاہ کے ایما سے لکھی گئی جس کی نسبت مشہور ہے کہ وہ ان کے محترم مرشد سے چنداں حسن عقیدت نہ رکھتا تھا ' بظاہر اسی لئے اس مثنوی میں وہ جوش و ولولہ نہیں پایا جاتا جو حضرت طوطئی ہند کی سب سے پہلی تاریخی مثنوی قرآن السعدین کا امتیاز ہے -

ادبی حیثیت

تاہم کلام کی استادانہ پختگی اور بیان کی حیرت انگیز قوت و قدرت ہر ورق سے نمایاں ہے - تاریخی جزئیات کی صحت کا پاس ہر داستاں سے آشکارا ہے - اور یہ وہ خصوصیت ہے جس کی بدولت یہ فخر آمیز دعوی کرنا بالکل بجا ہوگا کہ شاید دنیا کی کسی قوم نے ایسا شاعر نہیں پیدا کیا جس نے طویل اور اہم تاریخی واقعات کو شاعرانہ حسن گفتار کے ساتھ اتنی صحت سے نظم کا جامہ پہنانے میں کامیابی پائی ہو جیسی کہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ)

کہ حضرت امیر کی وفات ہوگئی'' مگر کشف الظنون (مطبوعۂ لائپزگ سنہ ۱۸۳۵ ع) کی جلد دوم صفحہ (۳۲۱) میں تغلق نامہ کے متعلق صرف یہ عبارت درج ہے :-

" تعلق نامہ خسرو الدهلوی المتوفی سنہ ۷۲۵ ھ و ہو نظم فارسی فی ثلاثة آلاف بیت'' (تغلق کی بجائے '' تعلق '' صریحاً کاتب کی غلطی ہے - ۱۲) -

اس عبارت سے مولوی رشید احمد صاحب کا قیاس ثابت نہیں ہوسکتا - مگر ممکن ہے کسی دوسری جگہ کشف الظنون میں ضمناً کوئی ایسی عبارت آ گئی ہو جس سے ان مرحوم نے یہ نتیجہ اخذ کیا - ۱۲ -

پرانی دهلی کے اس درباری شاعر کے حصے میں آئی * —

مگر جیسا کہ هم کہہ رہے تھے تغلق نامہ میں شاعرانہ رنگینیاں کم هیں۔ صنایع بدایع جن میں امیر خسرو کو بڑی مہارت حاصل ہے، ان کی مثالیں اتفاقی طور پر کہیں کہیں نظر آجاتی هیں۔ اور مجموعی طور پر یہ مثنوی هندوستان کے اس بے مثل ادیب کے

تاریخی مرتبہ

بہترین ادبی یا شاعرانہ کارناموں میں شمار نہیں هوسکتی بلکہ یہ محض ایک بیش بہا بلند پایہ تاریخی نظم هے۔ دوسری تاریخی مثنویوں کے خلاف اس میں بہت تھوڑے زمانے کے حالات نظم کیے گئے هیں۔ اور سب سے بڑھ کر جو بات اس موقع پر هم جتانا چاهتے هیں وہ یہ هے کہ اس مثنوی کا بڑا حصہ سلطان قطب الدین کے قتل، سلاطین خلجی کے خاندان کی تباهی، اور ایک ادنیٰ درجے کے نو مسلم، نو دولت کے غصب سلطنت اور پائے تخت دهلی کے مسلمانوں پر مصائب و شدائد کے درد انگیز حالات پر مشتمل هے —

نایابی کے اسباب

مسلمانوں کے اعلیٰ طبقات میں آج سے سو برس پہلے تک هفت اقلیم کی بادشاهی کا جو غرور و ناز تھا اور اسی نسبت سے ان کی همت و خود داری جس مرتبے کی تھی، اگر اس کا لحاظ رکھا جائے تو یہ قیاس محض لا یعنی نہ هوگا کہ تغلق نامہ کی سادہ بیانی سے بڑھ کر اس کا تاریخی موضوع ایسا تھا کہ آج سے چند صدی پہلے کے تعلیم یافتہ مسلمانوں

---

* سر هنری الیٹ نے بھی اپنی مشہور تاریخ هند میں ایک انگریز مستشرق کی قریب قریب یہی رائے نقل کی هے (جلد سوم صفحہ ۵۵۴)۔

میں درجۂ قبول حاصل نہ کرسکا - ادھر پہلے تو سلطان محمد تغلق نے پایۂ تخت دہلی کی آبادی دکن میں منتقل کی اور اس شہر کو بالکل ویران و بے چراغ کردیا - پھر کچھ مدت کے بعد تیمور کے خوفناک حملے اور بعد کی طوائف الملوکی کے ہنگاموں میں جہاں اور علم و فن کے خزانے غارت ہوے' وہاں بظاہر یہ کتاب بھی قریب قریب مفقود ہو گئی —

امیر خسرو کی بعض اور تصانیف زمانے کی اس دست برد سے محفوظ نہیں رہیں اور جیسا کہ بعض مبصرین کا اندازہ ہے ان کا آدھے سے زیادہ کلام بے نشان ہو گیا - اسی میں مثنوی تغلق نامہ کو بھی شامل سمجھنا چاہیے - چنانچہ اکبر کے عہد میں جب دوبارہ ہندوستان میں امن و امان اور علم و فن کا چرچا ہوا تو اس وقت یہ مثنوی بہت ہی کم یاب ہو گئی تھی —

فیضی کا رقعہ

اس بارے میں سب سے دلچسپ اور قیمتی شہادت ملک الشعرا فیضی کے رقعے سے ہم پہنچتی ہے جو اس نے راجہ علی خاں فاروقی والیء خاندیس کو تحریر کیا تھا - یہ رقعہ سر ہنری الیٹ کے کاغذات کے ساتھ متحف برطانیہ میں محفوظ ہے اور اس تک میری رہنمائی لندن یونیورسٹی کے ایک طالب علم محمد اشرف صاحب نے کی جو خود بھی غالباً امیر خسرو کی شاعری کے متعلق علمی تحقیقات کر رہے تھے - اس معاونت پر میں ان کا دل سے ممنون ہوں - رقعے کی عبارت یہ ہے :—

"بہ سلطنت و ابہت پناہ سیدالاقران راجہ علی خاں فاروقی والیء خاندیس امید کہ نواب معلّی القاب مزکّی اوصاف مؤیّد و منصور باشید - این

ذرۂ بے نام و نشان خاک نشین را چہ یارا کہ دم از اشتیاق ...
بموجب ضرور استدعا می نماید کہ از کتاب تغلق نامہ کہ از انفاس
مقدسۂ امیر خسرو هست، چند ورق از اول و چندے از آخر رفتہ،
التفات فرمودہ دو جز از اول و همین قدر از آخر بہ یکے از
خدمت گاران امر فرمایند کہ بہر خطے مسودہ نمودہ بجہت بندہ
مصحوب حاملان عریضہ فرستند۔ امید کہ مکارم عالیہ را عذر پذیر
این جرأت و تصدیع خواهند داشت۔ ادام اللہ افضالکم —
العبدالاقل فیضی" —

اس رقعہ سے اندازہ هوتا ہے کہ یہ مثنوی اکبر بادشاہ
کے زمانے میں کم سے کم شمالی هندوستان میں بہت نادرالوجود
هو گئی تھی۔ دوسرے یہ کہ بظاهر شاهی کتب خانہ میں اس کا
جو نسخہ موجود تھا اس کے ابتدائی اور آخری اوراق ضایع هو گئے

صاحب فرهنگ جهانگیری اور تغلق نامہ

تھے۔ تغلق نامہ کا جو نسخہ مولف فرهنگ جهانگیری جمال الدین انجو، کے سامنے
تھا ممکن ہے وہ کوئی دوسرا اور مکمل نسخہ هو لیکن اول تو اس
نے اپنے نسخے کا جس سے کام لیا کوئی ذکر نہیں کیا دوسرے یہ بات
بعید از قیاس ہے کہ فیضی کو اس نسخے کا علم نہ هوا هو کیوں کہ انجو
اکبر بادشاہ هی کے حکم سے اس کے آخری زمانے میں فرهنگ جهانگیری
کی تالیف میں مصروف تھا۔ خود اس مولف لغت کا تغلق نامہ سے
کام لینا متعدد اشعار سے ثابت ہے جو اس نے سند میں نقل کیے
هیں اور انہیں هم آگے اپنے ناظرین کے سامنے پیش کریں گے —

فرشتہ کا قول

اس موقع پر محمد قاسم فرشتہ کا قول بھی نقل کردینا چاہئیے۔ اس نے اپنی مشہور تاریخ (کم سے کم اس کے ابتدائی مقالے) سنہ ۱۰۱۵ ھ یعنی عہد جہانگیری کے بالکل ابتدا میں تالیف کی - اور وہ بھی بیان کرتا ہے کہ تغلق نامہ جسے امیر خسرو نے غیاث الدین تغلق کے نام لکھا تھا، کم یاب ہو گیا ہے* اس مورخ نے تغلق نامہ کے چار شعر نقل کیے ہیں جن کا مولوی رشید احمد صاحب نے اپنے مقدمہ میں حوالہ دیا ہے † - لیکن یہ شعر سلطان معزالدین کیقباد کے حالات کی ضمن میں درج ہیں - قطب الدین مبارک، خسرو خاں یا خود غیاث الدین تغلق کے حالات میں اس مثنوی کا کوئی شعر نقل نہیں کیا حالانکہ جا بجا دوسرے اشعار اور قطعات موجود ہیں —

حیاتی کا بیان

مذکورۂ بالا اسباب کو پڑھنے کے بعد حیاتی کاشی کی عبارت جو اس نے کتاب کے عنوان میں لکھی ہے سمجھنی آسان ہوجاتی ہے :—

---

* جلد اول مطبوعۂ نول کشور صفحہ ۱۳۲ —

† اشعار یہ ہیں :—

نشاید پادشہ را مست بودن	نہ در عشق و ہوس پیوست بودن
بود شہ پاسبان خلق پیوست	خطا باشد کہ باشد پاسباں مست
شہاں چوں شد خراب از بادۂ ناب	رمہ در معدۂ گرگاں کند خواب
در آئینے کہ رسم ملک داری است	ثبات کار ہا در ہوشیاری است

(فرشتہ - طبع نول کشور - جلد اول - صفحہ ۸۹)

تغلق نامہ میں ان اشعار کا نشان ۲۷۹ تا ۲۸۲ ہے —

" آغاز سخن در شرح چگونگی بنظم آوردن این چند
داستان و با تمام رسانیدن کتاب تغلق نامۂ سخن
پیرائے گلزار هر تازگی و نوی گنجور خزائۂ معنوی امیر
خسرو دهلوی رحمۃ اللہ علیہ کہ نہ از نقوش دیباچہ
اش اثرے بود و نہ از نگارش خاتمہ اش خبرے ' نہ
حدیقۂ حمدش را درہا باز و نہ گلشن مدحت را
دستان سرائے بآواز " —

نسخہ میں " خاتمہ اش " کی بجائے " خامہ اش " درج ہے
مگر یہ صریحاً کتابت کی غلطی ہے کیونکہ یہ ظاہر ہے کہ حیاتی
نے صرف " این چند داستان " نظم کرنے کا دعویٰ کیا ہے اور
کتاب تغلق نامہ کو جس میں دیباچہ حمد مدح خاتمہ موجود
نہ تھا اتمام کو پہنچایا ہے - نہ یہ کہ پوری کتاب خود لکھنے کا
ادعا کیا ہو - اپنی منظوم تمہید میں بھی حمد اور بادشاہ وقت
جہانگیر کی صفت و ثنا کے بعد حیاتی لکھتا ہے کہ سنہ ۱۰۱۹ ھ
میں ایک رات بادشاہ نے امیر خسرو کے تغلق نامہ کا ذکر کیا :

ع " کہ * در تاریخ سال شش صدو اند "

من جملہ اور منظوم تصانیف کے یہ کتاب بھی خسرو نے

---

* یہ جہانگیر یا خود حیاتی کی غلطی ہے - امیر خسرو
کی عمر کا بڑا زمانہ " شش صد واند " یعنی ساتویں صدی میں
گزرا لیکن جیسا کہ ہم اوپر بیان کر چکے ہیں اور خود مثنوی
کے واقعات سے جو سنہ ۷۲۰ ھ میں ہوئے ' ظاہر ہے ' کہ تغلق نامہ
آٹھویں صدی کی تصنیف ہے —

لکھی مگر اس کے آغاز و آخر کے اشعار غایب ہو گئے ہیں —
ازاں دفتر، ولے ز آغاز و انجام سخن را نے نشاں نے قصہ را نام
اور اسی کمی کو پورا کرنے کا حیاتی کو حکم دیا۔ حیاتی کے
اشعار کی تعداد اور ان کا لب لباب ہم نے اپنے خلاصۂ مثنوی میں
لکھہ دیا ہے اور مولوی رشید احمد صاحب کے فاتہام مقدمے میں بھی
یہ بحث خاصی تفصیل سے موجود ہے —

حیاتی کے اشعار کی تعداد اور ان کا صلہ

حیاتی کے ان کل ابتدائی اشعار کی تعداد (۱۷۵) ہے۔ ممکن ہے کہ اس نے اخیر
کے بھی کچھہ شعر جن کا وعدہ کیا ہے (دیکھو بیت ۱۶۸ تا
۱۷۷) تحریر کیے ہوں لیکن وہ اب مفقود ہیں۔ ان محفوظ
تمہیدی اشعار کی تاریخی اہمیت اور معنوی خوبی تقریباً صفر
ہے مگر اس میں شک نہیں کہ ادبی اعتبار سے یہ شعر نہایت
صاف و شگفتہ ہیں۔ کم سے کم اس کے ممدوح جہانگیر کو تو
وہ اتنے پسند آے کہ اس نے حیاتی کو زر سرخ و سفید سے
تلوا کر اس کے ہم وزن روپیہ انعام دیا۔ تذکروں میں سعیدائے
گیلانی کا یہ قطعۂ تاریخ اس واقعے کی یادگار میں نقل
کیا ہے :—

چوں حیاتی را بزر سنجید شاہنشاہ عصر
پادشاہ عدل گستر شاہ گردوں اقتدار
شاہ نورالدین جہانگیر ابن اکبر پادشاہ
آفتاب هفت کشور سایۂ پروردگار
بہر تاریخش بہوے گفتہ میزان چرخ

شاعر سنجیدۂ شاهی رقم زد روزگار

احوال حیاتی کاشی

اس موقع پر حیاتی کاشی کے حالات میں مختصر طور پر یہ بتانا دلچسپی سے خالی نہ ہوگا کہ یہ شاعر اپنے وطن ایران سے پہلے احمد نگر آیا اور بظاہر اپنے آخری زمانے میں جہانگیری دربار میں پہنچا تھا۔ عہد جہانگیری کی مشہور تاریخوں میں اس کا حال نہیں ملتا۔ تزک جہانگیری بھی اسے سونے چاندی میں تولنے کا ذکر نہیں کرتی۔ قریب العصر تاریخی تذکرہ یعنی 'طبقات شاہ جہانی' ذیل کی چند سطروں پر اکتفا کرتا ہے :—

حیاتی کاشی۔ " از درد مندان بود و در اقسام شعر مستثنی۔ صاحب دیوان بودہ و باسخنان اکابر سرے داشت اگرچہ از مادۂ علمی عاری بود اما فہمے درست داشتہ۔ وفاتش در زمان جہانگیر بادشاہ واقع شد "

'وآلہ داغستانی' کے ضخیم تذکرے میں صرف ایک سطر حیاتی کے حصے میں آئی۔ بعد کے ہندوستانی تذکروں میں سب سے واضح کیفیت ہم کو 'خزانۂ عامرہ' میں دست یاب ہوئی جس نے بعض پہلے تذکروں کی غلطی بھی صاف کردی ہے :—

حیاتی کاشی

" حیاتی کاشی شاعر شیریں ابیات است و میر آب چشمۂ آب حیات۔ آغاز حال تخلص 'سقائی' می کرد۔ وجہ تخلص این است کہ بمصاحبت بعضے ملاحدہ پرکار همتش گرد اهل نقطہ گردید و در علم منطقہ ترقی بسیار کردہ مرکز دائرۂ نقطویان گشت و نقد هوش

در عشق صراف پسرے باختہ ہمراہ او از 'کاشاں'
'بقزوین' رفت و مدتے در آنجا با امنا یعنی اہل
نقطہ اختلاط داشت جمعے ازیں طائفہ را با چند کتاب
در حضور 'شاہ طہماسپ صفوی' بردند و بحکم شاہی
ہمہ ایں ہا محبوس و معذب گردیدند - بعد در سال
جانے از شکنجۂ حبس نجات یافتہ جانب شوراز رفت و
یک دو سال درانجا گزرانیدہ در سنہ ۹۸۶ ستہ و ثمانین
وتسع مائۃ بوطن مانوس کاشاں شتافت و نقطہ را از لوح
خاطر شستہ سربر خط دین نبوی گذاشت و بعد زماں
بسہر از کاشاں متوجہ دیار دکن گردیدہ در احمد نگر
بسرمی برد - یکے از مقربان جہانگیر بادشاہ تعریف او
بہ سمع بادشاہ رسانید - حکم طلب او صادر شد -
حیاتی امتثال امر نمودہ خود را بدرگاہ رسانید و مشمول
عواطف خسروانہ گردید - در سنہ تسعۃ و عشر و الف
مثنوی امیر خسرو مسمی بہ تغلق نامہ پسند خاطر
بادشاہ افتاد - یک مبحث آں کتاب مفقود بود - شعراء
ملازم رکاب بہ نظم آں مبحث مامور شدند - ہر کدام
سرمایۂ فکر خود تحفۂ محل بادشاہی ساخت - ازاں جملہ
نظم حیاتی نہایت مقبول افتاد - حکم شد تا بجلدوئے
آں حیاتی را بزر سرخ و سفید سنجیدند - شش خریطہ
در پلہ افتاد - ہر یک خریطہ مشتمل بر ہزار اشرفی
و روپیہ - و سعیدائے گیلانی در تاریخ ایں واقعہ گوید :-

" چوں حیاتی را — الخ "

خان آرزو را در حیاتی گیلانی و حیاتی کاشی غلط واقع شدہ - از مطالعہ مجمع النفائس تالیف او واضح می شود - از انفاس حیاتی است : اشعار .... ' (خزانۂ عامرہ) —

حیاتی کی نظم کا صحیح زمانہ

آزاد کے مذکورہ بالا بیان سے ثابت ہے کہ حیاتی نے تغلق نامہ کا صرف ایک " مبحث " (یا فصل) جو گم ہوگیا تھا تحریر کیا ۔ دوسرے ' قطعۂ تاریخ سے حیاتی کی نظم کا صحیح سال بھی معلوم ہوگیا اور اس میں مطلق شبہ نہیں رہا کہ وہ تغلق نامہ جس سے فرشتہ نے سنہ ۱۰۱۵ ھ میں چار شعر نقل کیے حیاتی کا لکھا ہوا کلام نہیں ہوسکتا کیوں کہ ' حیاتی ' نے تغلق نامہ میں جو کچھ لکھا وہ فرشتہ سے چار سال بعد سنہ ۱۰۱۹ ھ کی تحریر ہے —

۲ - علی ہذا فرہنگ جہانگیری کی تالیف اکبر کے عہد سنہ ۱۰۰۵ ھ میں شروع ہوئی اور سنہ ۱۰۱۷ ھ میں تکمیل کو پہنچی چنانچہ ع :-

" زہے فرہنگ نور الدین جہانگیر "

سال تکمیل کی تاریخ ہے - اگر تغلق نامہ کا یہ نسخہ جو ہمارے سامنے ہے حیاتی کاشی کی سنہ ۱۰۱۹ ھ کی تصنیف ہوتا تو ظاہر ہے کہ اس کے چند سال پہلے کی تالیف فرہنگ جہانگیری میں اس کے اشعار نقل نہیں کیے جا سکتے تھے دوسرے فرشتہ اور عضد الدولہ انجو دونوں تغلق نامہ کے اشعار کو صراحتاً امیر خسرو کے نام سے نقل کرتے ہیں اور یہ نا ممکن ہے کہ انہوں نے اپنے ہم عصر

جہاتی کے کلام کو امیر خسرو سے منسوب کردیا ہو —

تغلق نامہ کے اشعار فرہنگ جہانگیری میں

فرشتہ کے اشعار ہم اوپر نقل کرچکے ہیں۔ ذیل میں وہ اشعار نقل کرتے ہیں جو ایک سرسری تلاش سے فرہنگ جہانگیری میں صراحتاً امیر خسرو کے نام سے ہمیں دستیاب ہوئے اور جو ہمارے نسخۂ تغلق نامہ میں موجود ہیں :—

اشعار تغلق نامہ جو فرہنگ جہانگیری (مطبوعہ سنہ ۱۸۷۶ع مطبع ثمر ہند لکھنو) میں سنداً نقل کئے گئے ہیں :

صفحہ جہانگیری	تحت (لفظ)	نشان بیت تغلق نامہ	شعر
۳۳۴	خراب	۲۸۱	شباں چوں شد خراب از بادۂ ناب رمہ در معدۂ گرگاں کند خواب
۴۰۵	مردم	۲۸۹	نشاید هیچ مردم خفته در کار که در پایاں پشیمانی دهد بار
۳۲۸	چرخ	۶۱۱	کسے کش چشم زخم از چرخ روزیست رسد گرچش جهاں در چرخ دوزیست
"	"	۶۱۲	چو زخم از قهر بے تدبیر چرخ است نه کم تر تیر چرخ از قهر چرخ است
۴۲۰	بزانه	۱۱۷۶	ولایت دارم و گنج و خزانه سپاهے نیز چوں باد بزانه
۴۰۴	لر	۱۲۱۱	ملک کز لشکر آفت سگالش چو موے لر پریشاں دید حالش
۴۰۴	لر	۱۲۱۲	ترش رو بود چوں افغان جنگی ولے هم چوں کلاه لر به تنگی

۱۷۴ شارک ۱۹۱۴ اگر شاھیں زبوں گردد ز شارک
کلہ گل مرغ را زیبد بتارک

۹۱ باخہ ۱۸۷۱ بسا پر دل نہنگ از تیغ کہنہ
کہ بر ھز دیدہ چوں باخہ بسینہ

(ف) شمس اللغات چھاپہ بمبئی صفحہ (۱۱۳) میں بھی یہ شعر امیر خسرو کے نام سے درج ھے —

۱۴۴ دار ۲۱۳۸ خودش در دھلی و جاں در ھوا دو
تنش در شہر و جاں در دار مندو

۴۰۴ لر ۲۱۵۴ لرے کردند دا ھموار در پیش
کہ باد از سر برآید در تگ خویش

۱۲۷ قار - قال ۲۱۹۹ ز سیری بسکہ ھند و سیر خورشد
ھمہ قال برنجش قال زر شد

۱۲۰ پایگاہ ۲۸۴۹ رمہ گرگاں رہایند از سپاھش
فرس دزداں برند از پایگاھش

ذیل کے دو شعروں کے متعلق جو تغلق نامہ کے بیمعنی نشان (۶۴۸) و (۶۴۹) ھیں، فرھنگ جہانگیری جلد اول صفحہ (۴۵۱) میں یہ عبارت لکھی ھے :—

" حکیم امیر خسرو ایں معنی را در کور کردن پسران سلطان السلاطین، رقاب الامم، ملوک الشرق والعجم علاء الدین والدنیا گفتہ :—

کسے کو برکشید ایں دیدۂ سر بساں خستہ شفتالو بود تر
دو چشم او چو دو عناب خستہ ھمیشہ خستہ و در خوں نشستہ

تغلق نامہ کی دوبارہ نایابی

لیکن حیرت اور افسوس کی بات ہے کہ جہانگیر کی اس قدردانی اور کاوش کے باوجود تغلق نامہ کا یہ نسخہ بھی جس کی حواشی نے تمہید لکھی تھی ملک میں رواج نہ پا سکا اور بعد کی تاریخوں اور تذکروں میں اس کا بہت ہی مجمل ذکر یا صرف نام باقی رہ گیا ہے - اسی سلسلے میں مجھے متحف برطانیہ میں نواب ضیاء الدین خاں نیر دہلوی کی ایک تحریر ملی جو انہوں نے امیر خسرو کے حالات اور تصانیف کے متعلق بطور یادداشت قلمبند فرمائی تھی - یہ غالباً سنہ ۱۸۳۸ ع کی تحریر ہے اور سر ہنری الیٹ کے ذخیرے کے ساتھ متحف مذکور میں داخل ہوگئی ہے —

نواب ضیاء الدین خاں کا بیان

نواب صاحب موصوف نے من جملہ اور تاریخی مخطوطات کے امیر خسرو کی تاریخی مثنوی خزائن الفتوح کا ایک نسخہ سر ہنری الیٹ کو دیا تھا۔ اور اسی فاضل انگریز کی فرمایش سے خود اپنی قلم سے امیر خسرو کے حالات بھی لکھ کر کتاب کے ساتھ بھیجے تھے - اس میں نواب صاحب موصوف لکھتے ہیں :—

" مثنوی نہمیں تغلق نامہ است کہ در حال تغلق شاہ تصنیف نمودہ کہ بس عدیم الوجود است و آخرین تصنیفات اوست "

پھر حاشیہ پر یہ سطر تحریر کی ہے :—

" ہمگی کتب مذکورہ مصنفۂ امیر خسرو بجز تغلق نامہ کہ جز اسمے مسمی ندارد نزد این احقرالعباد موجود "

تغلق نامہ کی دریافت

اس طرح اندازہ ہوتا ہے کہ یہ مثنوی گزشتہ دو صدی میں بھی نایاب رہی اور سنہ ۱۹۱۴ ع میں جب نواب اسحاق خاں مرحوم نے کلیات خسرو کی تلاش اور طبع کا وسیع پیمانے پر اہتمام کیا تو اس وقت بھی ہندوستان یا بیرونی ممالک کے کسی مشہور کتب خانے میں اس کتاب کا پتہ نہیں چلا اور یہ محض نادر اتفاق تھا کہ یہ مثنوی مولانا حبیب الرحمن خاں صاحب شروانی رئیس حبیب گنج کے ذاتی کتب خانے سے اور جہانگیر نامہ کے نام سے بر آمد ہوئی۔ مولانا شروانی صاحب کو ایک مدت تک یہ شبہہ رہا کہ یہ کتاب حقیقت میں امیر خسرو کا تغلق نامہ ہے یا حیاتی کاشی کی بعد کی نظم - لیکن دنیائے ادب کو مولوی رشید احمد صاحب انصاری مرحوم کا احسان مند ہونا چاہیے جنھوں نے بہت جلد معلوم کرلیا کہ حیاتی کاشی کی تمہید کے ساتھ اصلی تغلق نامہ بھی ہے - اس عظیم الشان "دریافت" کا فخر انہی مرحوم کو حاصل ہے - پھر انھوں نے شروانی صاحب کے نسخے کی اپنے قلم سے نقل کی اور اس پر ایک مقدمہ بھی تحریر کیا جو پورا نہ ہونے پایا تھا کہ ان کا انتقال ہو گیا —

نواب اسحاق خاں کے انتقال سے کلیات خسرو کی طبع و اشاعت کا کام بھی معرض التوا میں پڑ گیا اور تغلق نامہ کو شاید اس واسطے اور بھی نظر انداز کر دیا گیا کہ اس کی اصلیت ہی مشکوک و مشتبہ تھی —

تین سال ہوتے ہیں کہ مولوی رشید احمد صاحب مرحوم کا

نسخہ ان کے داماد کی وساطت سے میری نظر سے گزرا۔ اور محض کتاب کی چند داستانیں پڑھ کر ھی مجھے یقین ہو گیا کہ یہ امیر خسرو کی گم شدہ مثنوی ھے۔ یورپ کے سفر میں بھی یہ نسخہ میرے ساتھ تھا۔ اور میں نے کوشش کی کہ وھاں کے کسی کتب خانے میں اس کا دوسرا نسخہ ناقص یا کامل مل سکے تو بہم پہنچایا جاے۔ لیکن اس تلاش میں کامیابی نہ ہوئی اور آخر میں یہی فیصلہ کرنا پڑا کہ مجلس مخطوطات فارسیہ کی طرف سے مولوی رشید احمد صاحب کا نسخہ خرید لیا جاے اور مولانا شروانی کے اصل نسخے سے اس کا مقابلہ کر کے یہ کتاب بجنسہ چھاپ دی جائے —

مولوی رشید احمد صاحب مرحوم کا نا تمام مقدمہ بھی کتاب کے ساتھ چھاپا جا رہا ھے۔ اور مثنوی کے تاریخی واقعات کا ایک خلاصہ میں نے لکھ کر مقدمے کے بعد شامل کتاب کردیا ھے۔

کتاب کی تاریخی اھمیت

تغلق نامہ کی تاریخی اھمیت، اصل مثنوی بلکہ محض اس کے اردو خلاصے کے مطالعہ سے واضح ھو گی لیکن میں یہاں خاص طور پر اس کی ایک خصوصیت بیان کردینا ضروری سمجھتا ھوں۔ اور وہ یہ ھے کہ اس مثنوی میں سلطان قطب الدین کے قتل، خاندان علائی کی تباھی، خسرو خاں کی چند روزہ بادشاھی، تغلق کی سرتابی، بعض امرا سے خط کتابت، دھلی پر چڑھائی اور دو بڑی لڑائیوں کے بعد فتح یابی، خسرو خاں اور اس کے بھائی کی گرفتاری، اور قتل کے متعلق ایسے صحیح اور تفصیلی حالات ملتے ھیں جو کسی

دوسری تاریخ میں موجود نہیں ہیں - افریقی سیاح ابن بطوطہ کا بیان بے ربط اور بہت مجمل ہے اور ہمیں اس سے زیادہ توقع رکھنے کا حق بھی نہیں ہے —

برنی کی تاریخ اور غلطیاں

لیکن ضیاءالدین برنی جس کی تاریخ محفوظ ہے اور جو ان تمام واقعات کے وقت خود دہلی یا اس کی نواح میں موجود ہوگا ' افسوس ہے کہ اس نے بھی ان واقعات کو اچھی طرح اور پوری صحت و وضاحت کے ساتھہ قلم بند نہیں کیا - اور اس کی تاریخ میں ان واقعات کا کوئی صحیح مہینہ یا سنہ تک درج نہیں ہے - ' خسرو ' کی بادشاہی کا زمانہ اس نے ایک جگہہ " چار ماہ " اور دوسری جگہہ " سہ چار ماہ " لکھہ دیا ہے *

معلوم ہوتا ہے کہ اس کی اسی بے احتیاطی سے بعد کے اکثر تاریخ نگاروں کو طرح طرح کے مغالطے ہوئے - اور قطب‌الدین کے قتل سے محمد تغلق کی تخت نشینی تک جملہ واقعات کی تاریخیں مختل ہو گئیں پس تغلق نامہ کے مل جانے سے ہماری تاریخ کا

اہم واقعات کی صحیح تاریخیں

یہی فائدہ کچھہ کم نہیں کہ اس مثنوی کی بدولت سب تاریخوں کی تصحیح ہو جاتی ہے کیونکہ امیر خسرو نے نہایت صراحت سے لکھا ہے کہ قطب‌الدین کا قتل جمادی‌الثانی سنہ ۷۲۰ھ کی میں چاند رات کو واقع ہوا † :—

---

* برنی مطبوعہ ایشیاٹک سوسائٹی صفحہ ۴۱۱ ' ۴۱۲

† سیرالاولیا (مطبوعہ چرنجی لال صفحہ ۱۵۱) اور حضرت

(بقیہ حاشیہ بر صفحہ آئندہ)

چو تاریخ عرب شد هفصد و بیست — ثبات قطب شد کم جانب زیست
جماد دوئمیں را شد پدیدار — هلال تیره و تاریک دیدار
شد آں مہ بر همه گیهاں مبارک — مگر بر طالع سلطان مبارک

اور ٹھیک دو مہینے بعد غازی ملک تغلق غاصب خسرو خاں کو شکست دے کر پہلی شعبان سنہ ۷۲۰ ھ کو تخت دہلی پر متمکن ہو گیا :—

" چو صبح غرۂ شعبان فرخ — نہود از تخت گاہ آسماں رخ "

یہ ہفتے کا دن تھا اور خسرو خاں سے آخری لڑائی اس سے ایک دن پہلے یعنی جمعہ کو ہوئی تھی :—

همه شب بود خسرو لشکر آرائے — سران و سر کشانش نیز برپائے
چو صبح جمعه تیغ تیز برداشت — زمانه غلغل خونریز برداشت

اس کا ذکر برنی اور بعد کے مورخوں نے بھی کیا ہے کہ لڑائی جمعہ کو ہوئی اور دوسرے دن تغلق تخت نشین ہوا مگر ان میں سے کوئی صحیح تاریخ نہیں لکھتا —

اس عہد کے رسل و رسایل

اس اہم تاریخی اطلاع کے بہم پہنچ جانے کے بعد ہمیں یہ اندازہ کرنے کا بھی موقع ملتا ہے کہ اس زمانے میں رسل و رسایل کا کس قدر عمدہ انتظام تھا کہ صرف دو مہینے کے اندر تغلق بعض اور ہم خیال امیروں کی فوج

(بقیہ حاشیہ از صفحہ گزشتہ)

سلطان المشایخ کے بعض دوسرے تذکروں میں بھی یہ بات ضمناً تحریر ہے کہ سلطان قطب الدین چاند رات کو مارا گیا لیکن ان تذکروں میں صحیح مہینہ درج نہیں ہے —

ساتھ لے کر دیپال پور سے لڑتا بھڑتا پائے تخت دھلی تک پہنچ گیا حتیٰ کہ شروع میں راقم الحروف کو اس دو مہینے کی مدت تسلیم کرنے میں اسی لیئے تامل تھا کہ اتنے قلیل زمانے میں غازی ملک تغلق کو دور دور کے صوبہ داروں سے خط کتابت کرنے کی مہلت کیونکر ملی - امیر خسرو نے ان صوبہ داروں کے نام اور مقام اور ان کی مکاتبت کا حال خاص تفصیل سے تحریر فرمایا ھے (۱۰۷۴ تا ۱۳۱۵) - پائے تخت دھلی سے خود تغلق کا مستقر دیپال پورا دو سو میل سے زیادہ فاصلے پر تھا - اگر چہ اس صوبہ کی حدود سرستی ندی یعنی موجودہ شہر حصار کے قریب تک پھیلی ہوئی تھیں جس کا فاصلہ دھلی سے سو میل سے بھی کم ھے - جن صوبہ داروں کو تغلق نے خط لکھ کر خسرو خاں کی مخالفت پر ابھارا ان میں سب سے زیادہ دور سہوان (موجودہ ضلع لڑکانا) صوبۂ سندھ اور جالور (ریاست جودھپور) کے والی تھے - نقشے میں دیکھنے سے معلوم ہوگا کہ دیپال پور سے سہوان کا فاصلہ تقریباً (۴۲۵) میل اور جالور کا (۴۰۰) میل کے قریب ھے - ڈاک چوکی کے عمدہ انتظام کی بدولت اتنے دور کے مقامات تک سرکاری ڈاک کا ھفتہ عشرہ میں پہنچ جانا خلاف قیاس نہیں اور ابن بطوطہ کے سفر نامے نیز برنی وغیرہ مورخوں کی تحریروں میں ایسی نظیریں بھی ملی ھیں کہ سرکاری ھرکاروں نے اس سے بھی زیادہ سرعت کے ساتھ ایک مقام سے دوسرے مقام تک اطلاعات پہنچا دیں - جیسا کہ مثنوی یا اس کے خلاصے سے معلوم ھوگا تغلق نے جن صوبہ داروں کو خط لکھے تھے ان میں سے صرف ایک شخص ' بھرام ابیہ ' فوج کے

ساتھہ تغلق سے آملا اور دھلی پر لشکر کشی میں نمایاں خدمات انجام دیں اسی بہرام کو بعد میں کشلی خاں کا خطاب اور پورے سندھ و ملتان کی صوبہ داری عطا ہوئی تھی —

کتاب کے ادبی محاسن یا صنایع بدایع پر میں نے کچھہ نہیں لکھا - تغلق نامہ میں ایسے صنایع بہت کم ہیں اور مصنف علیہ الرحمۃ کے ان کمالات پر زیادہ واقف اہل ذوق کلیات خسرو کے بعض دیباچوں میں بہت کچھہ لکھہ چکے ہیں - البتہ مختصر طور پر یہ لکھنا باقی ہے کہ مولوی رشید احمد صاحب مرحوم کا نسخہ مجلس مخطوطات کے لیے خریدنے کے بعد اس کی اصل کتب خانہ حبیب گنج سے منگا لی گئی اور مخدومی مولانا شروانی رئیس حبیب گنج کی عنایت سے تغلق نامہ کا یہ دنیا میں واحد نسخہ کئی ہفتے میرے پاس رہا - اس عنایت پر میں مجلس کی طرف سے جناب ممدوح کا شکریہ ادا کرتا ہوں —

نسخۂ حبیب گنج

حبیب گنج کے اس نسخہ میں بھی کاتب کا نام یا کتابت کا سن درج نہیں ہے - جیسا کہ اوپر بیان ہوا آخری اوراق مفقود ہیں ' آخری صفحہ پر ترک موجود ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آگے ضرور کم سے کم ایک یا زیادہ اوراق موجود تھے - اسی خاتمۂ کتاب سے چند ورق پہلے حاشیہ پر ایک عنوان کا شعر تحریر ہے - یہ اسی بحر و قافیہ میں ہے جس میں تغلق نامہ کی داستانوں کے دوسرے عنوانات لکھے گئے ہیں —

حدیث چترو کشورداد ن شہزادگان وانکہ بشغل آراستن کار ملوک وبندہ وچاکر

اس عنوان سے معلوم ہوتا ہے کہ کم سے کم ایک داستان امیر خسرو کی لکھی ہوئی اور موجود تھی جس میں تغلق کی تخت نشینی کے بعد، ملوک و امرا کے جدید مراتب و مناصب کا حال تحریر تھا —

نسخے کے اوراق بھی بعض جگہ غیر مرتب ہوگئے ہیں مگر ان کا سلسلہ تھوڑے سے تجسس کے بعد مل جاتا ہے۔ کتابت کی بے شمار غلطیاں پائی جاتی ہیں، جن میں بہت سی مولوی رشید احمد صاحب مرحوم نے اپنی نقل میں درست کردی تھیں اور ہم نے اس اصلاح سے کافی استفادہ کیا۔ کتاب کو بار بار محنت اور غور کے ساتھ پڑھنے سے بہت سی دوسری غلطیاں بھی صاف ہوگئیں۔ مگر سوائے بالکل صریحی اور یقینی اغلاط کے ہم نے متن میں ہر جگہ نسخۂ حبیب گنج کی کتابت کی بجنسہ نقل کردی ہے اور مولوی رشید احمد صاحب یا اپنی قیاسی تصحیح کو حاشیہ میں لکھا ہے۔ کتاب کی آخری خواندگی اور تصحیح میں مولانا احتشام الدین صاحب حقی دہلوی سے نہایت مفید مشورے ملے جس کے لئے میں ان کا منت گزار ہوں ہر بار کی خواندگی اور تصحیح میں شہید احمد صاحب حیدرآبادی جو مجلس مخطوطات کے دفتر میں کام کرتے ہیں، برابر معین رہے اور بعض عمدہ مشوروں سے مجھے ممنون کیا —

نسخۂ حبیب گنج کے ایک صفحہ کا عکس لے کر شامل کتاب کردیا گیا ہے جس سے اس کی تقطیع اور خط کا اندازہ ہوگا۔ یہاں اتنا اور لکھہ دینا چاہئے کہ اس نسخہ کے سرورق پر یہ

الفاظ تحریر ہیں :

" جہانگیر نامہ عطاے حیاتی کاشی -

اللہ اکبر ۔

دہلی - خانقاہ قطب صاحب -

مرزا سکندر بخت "

پہلے جملے سے قیاس ہوتا ہے کہ شاید یہ نسخہ خود حیاتی کاشی نے لکھوا کر اپنے کسی دوست کو " عطا " کیا تھا ۔ مگر افسوس ہے کہ اس کے بعد کی سر گزشت نا معلوم ہے اور خود مرزا سکندر بخت کے متعلق بجز اس صریحی قیاس کے کہ تیموری خاندان کے شہزادے ہوں گے * اور کچھہ حالات معلوم نہیں ہوے ۔ نسخہ مجلد ہے - اگرچہ جلد کچھہ بہت پرانی نہیں ہے ۔ البتہ کاغذ یقیناً کم و بیش دو سو سال کا پرانا معلوم ہوتا ہے ۔ جگہ جگہ سے کرم خوردہ اور کہیں کہیں پانی کی سیل کا نشان بھی موجود ہے - کل صفحات (۱۹۷) ہیں ۔ نثر کا پہلا عنوان اور بعد کے

---

* مکرمی مولوی غلام یزدانی صاحب جنھوں نے از راہ کرم اس مقدمے کو ناقدانہ ملاحظہ کیا اور اپنی راے سے مجھے مستفید فرمایا ' لکھتے ہیں کہ :

'' ایک میرزا سکندر بخت دہلی میں غدر کے بعد بھی موجود تھے اور تھوڑا عرصہ ہوا کہ ان کا انتقال ہوا ہے ''—

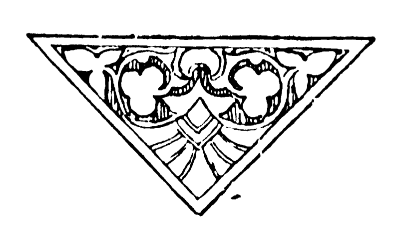
خود جناب شروانی صاحب کو یہ کتاب لکھنو کے کسی کتب فروش سے ملی تھی —

منظوم عنوانات نیز کہیں کہیں بعض نام سرخی سے لکھے ہوئے ہیں —

آخر میں دولت آصفیہ دام اقبالہا کا شکریہ ادا کرنا فرض ہے جس کی امداد سے مجلس مخطوطات فارسیہ اس قابل ہوئی کہ اس نادر و نایاب تاریخی مثنوی کو دنیاے علم کے سامنے چھاپ کر پیش کرتی ہے - فقط —

جمادی‌الاول سنہ ۱۳۵۱ ھ
حیدر آباد دکن

خاکسار
سید ہاشمی



خلاصۂ مثنوی

(بقلم سید ہاشمی فرید آبادی)

حیاتی کی تمہید

حمد کے (۳۶) شعر ہیں اور اس کے بعد یہ کہہ کر کہ 'حیاتی' حمد کا پورا حق کون ادا کرسکتا ہے بغیر کسی نعت و منقبت وغیرہ کے مدح بادشاہ (جہانگیر ابن اکبر) کی طرف گریز کیا ہے ۔

(۳۸) شعر بادشاہ کی مدح میں لکھ کر مثنوی ہذا کے متعلق لکھتا ہے کہ یہ سنہ ۱۰۱۹ ھ کا ذکر ہے کہ وقت مساعد اور زمانہ سازگار تھا جب کہ ایک نہایت مبارک رات کو میں بادشاہ کی خدمت میں حاضر تھا ۔ بادشاہ نے زبان مبارک سے ارشاد فرمایا کہ " چھ سو کچھ " سنہ میں شاعر مشہور امیر خسرو نے بہت سی دوسری تصانیف کے بعد تغلق نامہ کی ترتیب کی اور حمد و مدح نیز بادشاہوں کے اوصاف اور اہل غفلت کی فسانہ پردازی اور بعض ماتحتوں کی غداری و سرکشی کے متعلق بہت کچھ تحریر کیا ۔ اس کتاب کا ایک " دفتر " محفوظ ہے لیکن ابتدائی اور آخری اوراق اور سلسلۂ نظم حتٰی کہ خود کتاب کا نام

غائب ہوگئے ہیں ۔ اور جا بجا سے عنوان بھی چھوٹ گئے ہیں ۔
ایسی عمدہ کتاب کو حوادث روزگار نے ابتر و پریشان کردیا ہے ۔
میرے خیال میں اسی وقت یہ بات آئی کہ کسی ایسے شاعر سے
جو اس کا اہل ہو فرمایش کی جائے کہ اس نظم میں سے جو
چیزیں ضایع ہوگئی ہیں وہ ان کو پورا کردے '—

یہ فرمانے کے بعد (حیاتی بیان کرتا ہے کہ) اس وقت
جب کہ زمانہ فتنے سے خالی تھا ' میرے نصیبے کا قفل کھلا ۔
اور بادشاہ کی نظر مجھ پر پڑی اور اشارہ ہوا کہ اے شخص
اس پرانے مجموعے کو تو نیا کر تاکہ خسرو کی روح ہم سے خوش
ہو ۔ تو اس کام کی بخوبی اہلیت رکھتا ہے ۔ جب تک یہ
اتمام کو نہ پہنچے ہاتھ سے قلم نہ رکھیو (نمبر ۸۰ تا ۱۰۰) ۔

حیاتی کہتا ہے کہ میں نے حکم بادشاہی کو بسر و چشم
قبول کیا اور اس نظم کے لکھنے میں دل و جان سے مصروف ہوگیا —

پھر چند اشعار میں بادشاہ کے اس خیال کی تعریف لکھ کر
اسے دعائیں دی ہیں (تا نمبر ۱۲۵) اور یہ دو شعر نقل
کیے ہیں :—

۱ — چو بہند آسماں از دیدۂ مہر شود خارا زر از زیبائی چہر

۲ — نگر ہدہد کہ مرغے کم ہنر شد سلیماں چوں گزیدش تاجور شد

پھر نیکوں کی تعریف اور ان کی صحبت کے فوائد اور تمثیل
میں ایک حکایت لکھی ہے (نمبر ۱۲۷ تا نمبر ۱۵۱) اور اس
کے بعد صراحت کی ہے کہ میں نے یہ اشعار نصیحت آمیز اس
وجہ سے لکھے کہ تغلق نامۂ خسرو میں ایک داستان پند و موعظت

کی تھی جو ضایع ھوگئی اور اب اس کے صرف یہی دو شعر (جو اوپر نقل کیے گئے) باقی رہ گئے ھیں۔ چونکہ بادشاہ کا حکم تھا کہ یہ کہی پوری کی جاے لہذا میں نے چند ٹکڑے اسی مثنوی کی طرز پر نظم کیے۔ اور ان دو شعروں پر اتنے نفیس اشعار کا اضافہ کردیا (تا نمبر ۱۶۷) —

مذکورۂ بالا بیان کے بعد متن میں تو صریحاً اصل مثنوی یعنی تغلق نامۂ امیر خسرو کی نظم شروع ھوجاتی ھے لیکن حاشیہ پر بارہ شعر، بظاھر بعد میں، بڑھا دئے گئے ھیں۔ ان میں حیاتی لکھتا ھے کہ اگر اب بھی میرے (یعنی حیاتی کے) عمدہ کلام کی تشنگی باقی ھے تو ناظرین کتاب کے خاتمے کو دیکھیں جہاں میں نے بڑے تکلف سے بزم مسرت کا نقشہ کھینچا ھے* (نمبر ۱۹۸ تا نمبر ۱۸۰) —

پھر امیر خسرو کے وھی دونوں شعر، (جن پر یہ تمہید کے ایک سو چہتر شعر لکھے تھے) نقل کردیے ھیں جو اس بات کا مکرر اشارہ ھے کہ یہاں سے اصل مثنوی تغلق نامۂ خسرو شروع ھوتی ھے —

اصل مثنوی تغلق نامہ

(۱)

ھر چند تغلق نامہ کے ابتدائی اوراق ضایع ھو گئے اور بظاھر حمد و نعت کی داستان یا پہلے باب میں صرف وہ دو شعر باقی

---

* لیکن جیسا کہ مقدمۂ کتاب میں ھم بیان کرچکے ھیں ھمارا نسخہ ناقص الآخر ھے اور اصل مثنوی کے آخری اوراق کے ساتھہ بظاھر حیاتی کے یہ محولۂ بالا اشعار بھی نابود ھو گئے ھیں۔

رہ گئے جن کا حیاتی نے اوپر ذکر کیا تاہم مثنوی کا اصل مضمون یہیں سے شروع ہوتا ہے اور مصنف رحمۃاللہ علیہ ایک تمثیلی حکایت سے کتاب کا آغاز کرتے ہیں کہ کسی بادشاہ نے جوہریوں کی پرکھ آزمانے کے لیے انگوٹھی پر سبز بلور کا ٹکڑا جڑوا لیا اور فن کے ایک ماہر کو دے کر کہا کہ اس زمرد کی قیمت کیا ہوگی۔ وہ شخص جس طرح اپنے فن میں کامل تھا اسی طرح نہایت عاقل و ادب شناس بھی تھا - کہنے لگا کہ ایسا جواہر دنیا بھر میں نہیں مل سکتا - اس پر بادشاہ نے بگڑ کر ارادہ کیا کہ اس جوہری کو اندھا کرادے لیکن اس نے رو کر جان کی امان مانگی اور عرض کیا کہ اے بادشاہ میں نے پہلی ہی نظر میں اس نگینے کی حقیقت پہچان لی تھی لیکن جب یہ بادشاہ کے ہاتھ میں آیا تو از خود بیش قیمت جواہر بن گیا - میں نے اسے زمرد اس لیے نہیں کہا کہ سوائے رنگ کے اس میں کچھ نہ تھا اور ادب شاہی کی وجہ سے اس کا اعزاز یہ کیا کہ اسے ایک نادر روزگار چیز بتایا ـــ

یہ حکایت لکھ کر، امیر خسرو اپنے ممدوح بادشاہ (غیاث الدین تغلق اول) سے خطاب کرتے ہیں کہ ہر چند میری کتاب کوئی قدر و قیمت نہیں رکھتی لیکن جب تجھ جیسا بادشاہ اس پر کرم کی نظر کرے گا تو اس کی قیمت خود بخود بڑھ جائے گی - پھر اپنی اور اپنے کام کی بے حقیقتی لکھ کر فرماتے ہیں "میں نے اپنی لیاقت کے مطابق کوشش کی ہے - اے بادشاہ تو اپنی شان کے مطابق کام کر اور اسے قبولیت دے"۔ آخر میں چند شعر اپنی گناہ گاری اور اس کے مقابلے میں رحمت الٰہی کی بے کرانی

وسعت پر تحریر کیے ہیں اور حسب معمول بادشاہ کو دعا دے کر دوسری داستان شروع کی ہے - (تا بیت ۲۷۰)

(۲)

نہ سپہر وغیرہ بعض دوسری مثنویوں کی طرح مصنف رح نے اس مثنوی کی داستان کے عنوان بھی منظوم تحریر کیے ہیں- لیکن اصل مثنوی کی بحر ہزج مسدس مکسور ہے اور جملہ عنوانوں کی بحر ہزج سالم ہے چنانچہ اصل مثنوی کا پہلا عنوان یہ ہے :-

خطاب از حضرت شاہ و از و خواہش بہ پستاخی
کہ از چشم رضا و مرحمت بیند دریں دفتر

پھر بادشاہ وقت غیاث الدین تغلق کی مدح کرتے ہیں کہ وہ رزم و بزم دونوں میں یگانۂ روزگار ہے - اس کی بزم "فردوس زمانہ" ہے اور اس میں بہت سے "فردوسی" یعنی شعرائے قادرالکلام موجود ہیں - ان میں سے ہر ایک نے اپنی جادو بیانی دکھائی اور شاہ نامے لکھے - مجھکو بھی بادشاہی اشارہ ہوا کہ اس کے نام پر تازہ نقش تیار کروں - ہر چند میری مثنوی میں کوئی موتی اس قابل نہ تھا کہ اسے مسند شاہی پر نچھاور کرتا لیکن جب اس شاہ غازی کے حالات لکھنے کی ہمت کی تو اس کی برکت سے معانی کے موتی غیب سے برسنے لگے - اسی امداد غیبی سے میں نے یہ موتیوں کی لڑی تیار کی کہ شاید حضور بادشاہ کے پسند آئے کیونکہ ادنیٰ کلام بھی بادشاہ کی پسند سے اعلیٰ ہوجاتا ہے - اور جس خطا کو بادشاہ جایز رکھتے ہیں ' وہ تحریر کی زینت و صنعت بن جاتی ہے (۲۲۵ تا ۲۳۸)- اس کے بعد دوبارہ تقریباً

(۴۰) شعر بادشاہ کے اوصاف جہاں داری ' سپہ گری ' حسن انتظام اور عدل و تدبیر کی مدح میں لکھے ہیں اور دعا دے کر ' " در شروع نظم می گوید " کے نثر یہ عنوان سے اصل قصے کا آغاز کیا ہے - یعنی سلطان قطب الدین خلجی ' کی آئندہ تباہی کی تمہید میں لکھتے ہیں کہ شراب ' عشق ' جوانی ' حکومت اور اقبالمندی وغیرہ ایسی ہوائیں ہیں کہ جس کے سر میں بھر جاتی ہیں ' اسے مستقبل کا کچھ ہوش باقی نہیں رہتا لیکن بادشاہ کو عشق و مستی کی وجہ سے مدہوش ہو جانا کسی طرح مناسب نہیں کیوں کہ اس کے ذمے صرف اپنی ہی سود و بہبود اور ذاتی حفاظت نہیں ہے بلکہ تمام رعایا کی حفاظت اور پاسبانی کا وہی ذمہ دار ہوتا ہے بادشاہوں کو آدمی کے انتخاب میں بھی بہت احتیاط کرنی چاہیے - خصوصاً اس لیے کہ ان کے سامنے جو لوگ آتے ہیں ان میں بہت سے دوست کے لباس میں چھپے ہوے دشمن ہوتے ہیں - انہی نصائح میں یہ بلیغ شعر لکھا ہے :—

" چو در ہر کس سپاس و ناسپاسی است فراست دختر مردم شناسی است "

پھر لکھتے ہیں کہ آخرکار یہ بات سب پر روشن ہوگئی کہ سلطنت پر عنقریب بلا آنے والی ہے اور سلطان قطب الدین مبارک (خلجی) کی زندگی کی خیر نہیں ہے - حسن خسرو خاں جس کو بادشاہ نے خاک سے پاک کیا اور بہت ادنیٰ درجے سے رتبۂ اعلیٰ تک پہنچایا ' اور جس کی نسبت کسی برائی کا گمان اس کے دل میں نہ گزرتا تھا ' وہ سپیرے کے پالے ہوے سانپ کی طرح بادشاہ کی جان لینے کے درپے ہو گیا - بعض لوگوں نے

اشارے کنایے میں بادشاہ سے یہ بات عرض بھی کی لیکن قضاے آسمانی نے اس کے گوش تمیز کو بند کردیا - اور اس نے دوست دشمن میں امتیاز نہ کیا - یہاں ایک شعر (نمبر ۳۰۹) میں بادشاہ کی ہوسناکی کے نام سے اسی جذبۂ شہوت رانی کی طرف اشارہ کیا گیا ہے جس کی صراحت مولف فیروز شاہی نے اس واقعے کے بیان میں جابجا کی ہے —

حسن خسرو خاں کے متعلق لکھتے ہیں کہ وہ نسل و نژاد کے اعتبار سے ہندو تھا - بادشاہ نے اسے وزارت و نیابت کے عہدوں سے سرفراز کیا اور اس کے ساتھہ یک جان و دو تن ہوگیا لیکن حسن کا دل صاف نہ تھا - وہ ظاہری اطاعت کی تہ میں دشمنی کی تلوار تیز کر رہا تھا - خبرداروں نے کئی بار مخبری کی - لیکن بادشاہ کا ستارہ گردش میں تھا - اور عشق و محبت پر کسی کی بادشاہی کا زور نہیں چلتا - وہ اسی طرح غفلت میں رہا - اور حسن نے غداری کے ارادے سے براداو قوم کے بہت سے ہندوؤں کو اپنے پاس نوکر رکھہ لیا - امیر خسرو فرماتے ہیں کہ یہ قوم ہندوؤں میں سپاہی پیشہ اور لڑنے والی ہوتی ہے - بدایونی نے بھی حسن خسرو خان کے برادو ساتھیوں کا ذکر کیا ہے - لیکن برنی اور اکثر بعد کے مورخ انھیں "پروار" بتاتے ہیں جو براداو یا براوو سے الگ، گجرات کی ایک نیچ ذات کا نام ہے —

الغرض، امیر خسرو تحریر فرماتے ہیں کہ جس شام کو جمادی الثانی سنہ ۷۲۰ ھ کا نیا چاند نکلا، اسی رات خسرو خاں نے اپنے ساتھیوں کو محل کے اندر بلا لیا - غافل بادشاہ سے محل کے

دروازوں کی کنجیاں وہ پہلے ہی حاصل کرچکا تھا۔ لیکن اندر کے حصے میں جب وہ بالا خانے کی طرف چلے جہاں بادشاہ اور خسرو خاں تھے تو راستے میں قاضی سے دو چار ہوئے اور اسے انہوں نے مار ڈالا۔ برنی نے اس کا پورا نام قاضی ضیاء الدین لکھا ہے اور صراحت کی ہے کہ وہ بادشاہ کا اُستاد تھا اور اس نے خسرو خاں کی سازش سے ایک مرتبہ بادشاہ کو خبردار بھی کیا تھا، لیکن بادشاہ نے اس کی بات نہیں سنی بلکہ خسرو خاں سے کہہ دیا کہ قاضی ضیاء الدین تیری نسبت ایسا کچھ کہتا ہے۔ برنی کا بیان ہے کہ اسی دشمنی کی بنا پر خسرو کے آدمیوں نے ضیاء الدین کو قتل کیا —

بہر حال قاضی کے مرنے پر محل میں ہنگامہ برپا ہوگیا۔ تغلق نامے کے بیان کے مطابق کچھ اور بادشاہی آدمی بھی اسی ہنگامے میں مارے گئے اور بادشاہ کو بھی آخرکار خبر ہوگئی کہ اس کے ساتھ دغا کی جارہی ہے۔ تب خسرو خاں کو جو بالا خانے پر اس کے پاس تھا پٹخ کر وہ اُس کی چھاتی پر چڑھ بیٹھا، لیکن کوئی ہتھیار ہاتھ نہ آیا جس سے خسرو خاں کو مار سکتا اور چونکہ نیچے کے شور اور آوازوں سے معلوم ہوتا تھا کہ حملہ آور بالاخانے پر چڑھ رہے ہیں لہذا خسرو خاں کو چھوڑ کر وہ زینے کی طرف چلا۔ جیسا کہ برنی نے لکھا ہے یہ محل سرا کا راستہ تھا مگر اس سے قبل کہ بچ کر نکل سکے، خسرو خاں نے دوڑ کر اس کے پٹے پکڑ لئے اور اتنی دیر میں کہ بادشاہ اپنے بال اس کے ہاتھ سے چھڑائے، اس کے ہندو ساتھی آ پہنچے۔ اور ان میں سے ایک شخص جاہریا نام (جہریا) نے ایک

ھی کاری وار میں بادشاہ کا کام تمام کردیا اور سر کاٹ کر نیچے صحن میں پھینک دیا - (تاریخ نمبر ۳۷۴) - برنی نے صراحت کی ھے کہ یہ قصر ھزار ستون کا واقعہ ھے —

پھر امیر خسرو لکھتے ھیں کہ حسن خسرو خاں کے ساتھیوں میں یہ گفتگو ھوئی کہ اب تخت پر کس کو بٹھایا جاے - اس کے ھوا خواھوں نے اس موقع پر کسی شہزادے کو تخت پر بٹھانے کی سخت مخالفت کی - اور کہا کہ جب تونے اپنے ولی نعمت کو قتل کر دیا تو اب خود بادشاھی اختیار کر ورنہ تجھے کوئی بادشاہ زندہ نہ چھوڑے گا - اس راے میں خسرو خاں کے بعض مسلمان رفیق بھی شریک تھے - یہی مشورہ آخر میں اختیار کرلیا گیا - اور دوسری صبح خسرو خاں نے مسند شاھی پر جلوس کیا -

مصنف تغلق نامہ کے اس بیان سے یہ معلوم ھوتا ھے کہ خسروخاں کا منشاء صرف سلطان قطب الدین کو ھلاک کردینے کا تھا - تخت پر قبضہ کرنے کی راے بعد میں قرار پائی - لیکن اس میں کوئی شک نہیں کہ برنی کے قول کے مطابق وہ سازش کی تیاریاں مدت سے کر رھا تھا - برنی نے یہ بھی لکھا ھے کہ اسی رات تمام بڑے بڑے امرا کو خسرو خاں نے قصر ھزار ستون میں بلا کر نظر بند کردیا اور رات بھر محل میں ایسی روشنی رکھی کہ دن معلوم ھوتا تھا - مگر امیر خسرو نے اس نظر بندی اور روشنی کا کوئی ذکر نہیں کیا —

(۳)

" سخن در سن عمرو خواندن شہزادگاں وانکہ
حدیث دو خلف کاں از خلاف آمد نہ خلعہ "

زمانے کے عبرت ناک انقلابات اور دنیا کے عیش و جاہ کی بے ثباتی پر چند نصیحت آمیز شعر لکھ کر مصنف رح تحریر فرماتے ہیں (از نمبر ۴۱۷) کہ پہلے کے جو عبرت ناک افسانے سنے تھے، ان سے بڑھ کر خود اپنے زمانے میں یہ حادثہ اپنی آنکھوں دیکھنے کا اتفاق ہوا کہ علاءالدین جیسے صاحب سطوت بادشاہ کی اولاد ایسی بے دردی سے بے گناہ قتل کردی گئی، اس کی تفصیل یہ ہے کہ سلطان قطب الدین کے مارے جانے کے بعد اس کے پانچ بھائی باقی تھے۔ ایک فرید خاں (۱۵) سال کا جو قرآن ختم کرچکا تھا اور سپاہیانہ فنون سیکھ رہا تھا۔ دوسرے ابوبکر خاں جس کی عمر (۱۴) سال کی تھی، قرآن پڑھ رہا تھا اور نظم و نثر اور خوش نویسی سے خاص مناسبت اور دلچسپی رکھتا تھا۔ ان سے چھوٹے علی خاں اور بہا خاں دونوں آٹھ آٹھ سال کے تھے اور پانچواں بھائی عثمان صرف پانچ سال کا تھا۔ اس جگہ یہ تصریح مناسب ہوگی کہ مورخ برنی نے صرف دو شہزادوں کے نام لکھے ہیں اور تغلق نامے میں ان کے نام عمر اور تعلیم کی جو تفصیل درج ہے وہ اور کسی تاریخ میں نہیں ہے۔ اسی سے بخوبی ثابت ہے کہ یہ مثنوی امیر خسرو کی تصنیف ہے جو اس وقت پائے تخت دہلی میں موجود تھے —

القصہ امیر خسرو لکھتے ہیں کہ ایسے کم سن، ہونہار ناز پروردہ شہزادوں کی نسبت خسرو خاں نمک حرام نے قتل و نابینا کرنے کا حکم دیا۔ حکم کے ساتھ ہی اس کے وحشی سپاہی محلات شاہی میں، جہاں ہوا اور فرشتے کا گزر نہ تھا، بے محابا گھس

پڑے - محل سرا میں ایک قیامت برپا ہو گئی۔ پردہ نشین بیبیاں بد حواس ہو کر ہر طرف بھاگتی اور چھپتی پھرتی تھیں اور ان کے پیچھے یہ غولِ بیابانی دوڑ رہے تھے اور شہزادوں کو نام لے لے کے پکارتے تھے کہ اگر وہ باہر نکل آئیں تو ان کے ساتھ کوئی برائی نہ کی جائے گی۔ جب ان شہزادوں کو یقین ہو گیا کہ ان قضا کے فرشتوں سے جان بچانا غیر ممکن ہے تو انہوں نے اپنے آپ کو ان کے حوالے کر دیا۔ اور جس طرح قصائی بھیڑوں کو مسلخ کی طرف ہانک کے لے چلتا ہے، ان معصوم مظلوموں کو خسرو خاں کے سپاہی لے چلے - ان کے پیچھے پیچھے ان کی مائیں اور محل سرا کی بیبیاں اور نوکریں فریاد و فغاں کرتی چلیں۔ وہ ان بچوں کو اپنے سے جدا کرنا نہ چاہتی تھیں کہ ظالموں نے پہلے ان میں سے دو بڑے بھائیوں کو زبردستی جدا کیا - اس وقت فرید خاں نے سخت فریاد و فغاں کی مگر شہزادہ ابو بکر نے اسے روکا کہ یہ نالہ و فریاد مردانگی کے خلاف ہے - اگر تقدیر میں مارا جانا لکھا ہے تو ہمیں مردوں کی طرح صبر و شکر سے جان دینی چاہیے - پھر ان شہزادوں نے وضو کے لیے پانی مانگا - اور پانی نہ مل سکا تو تیمم کر کے دوگانہ ادا کیا اور ان بے رحم جلادوں کے آگے گردن جھکا دی - یہ قتل و خونِ ناحق بظاہر محل سرا کے بالا خانے پر ہوا تھا اور یہیں سے ان کا خون پرنالے کے راستے بہہ کر نیچے گیا (بیت نمبر ۵۲۴) - شاہی محل سرا میں سخت کہرام برپا ہو گیا، خصوصاً ان معصوم مقتولوں کی ماؤں نے رو رو کے برا حال کیا اور ایسے دلگداز بین کیے کہ محلات شاہی میں کبھی نہ سنے گئے ہوں گے -

ان دو بڑے شہزادوں کو قتل کرانے کے بعد خسرو خاں نے باقی تینوں بچوں کی آنکھوں میں نیل کی سلائیاں پھروا کر اندھا کرا دیا - یہ کیفیت امیر خسرو نے ایک جداگانہ عنوان کے تحت میں ایسی درد ناک تفصیل کے ساتھہ بیان کی ھے جسے پڑھ کر بے اختیار دل بھر آتا ھے اور جیسا کہ وہ خود تصریح کرتے ھیں (نمبر ۹۱۹) یہ تمام حالات انھوں نے ایک چشم دید راوی سے سن کر لکھے ھیں ' اور حقیقت میں یہ دونوں داستانیں تاریخی اھمیت کے علاوہ ' امیر خسرو کی قوت مشاھدہ اور قوت بیان کا حیرت انگیز اور یادگار نمونہ ھیں - مجھے امید نہیں کہ کوئی تاریخی نظم صحت واقعات اور بیان کی درد انگیزی میں ان داستانوں سے بڑھ کر کبھی لکھی گئی ھو حتی کہ میرے ایک ذی علم دوست یہ قیاس ظاھر کرتے تھے کہ امیر خسرو نے جس تفصیل کے ساتھہ محل سرائے شاھی کے ان واقعات کو تحریر کیا ھے انھیں پڑھنے کی با حمیت مسلمان غالباً تاب نہ لاسکتے تھے - اور شاید اسی لئے امیر خسرو کی تاریخی مثنویوں میں صرف تغلق نامہ ایسی کتاب ھے جو زیادہ مقبول و مروج نہ ھوسکا -

(۴)

اس کے بعد ایک مستقل عنوان کے تحت میں امیر خسرو نے بیان کیا ھے کہ حسن خسرو خاں کی ایسی غداری اور تخت سلطنت پر غاصبانہ قبضہ کرلینے کے باوجود امرائے سلطنت میں سے کسی نے دم نہ مارا - اور اپنے بادشاہ کے قتل کئے جانے پر کسی کی غیرت یا حمیت نہ ھوئی کہ کافر نعمت حسن سے ان سفاکیوں کا بدلہ

لیتا - بخلاف اس کے سب کے سب طوعاً یا کرھاً اس کی اطاعت پر آمادہ ھوگئے بجز غازی ملک تغلق کے جو اپنے اولیائے نعمت کی یہ خانہ بربادی سن کر سخت پیچ و تاب کھاتا تھا اور انتقام لینے کے لیے بے چین تھا لیکن چونکہ اس کا بیٹا ملک فخرالدین جونا خاں جو آگے چل کر محمد تغلق کے نام سے وارث تخت ہوا اور جسے امیر خسرو ملک فخرالدول اور فخرالحق کے نام سے یاد کرتے ھیں' پائے تخت دھلی میں موجود تھا اور اس اندیشے سے کہ حسن اسے کوئی گزند نہ پہنچائے غازی ملک تغلق اپنے ارادۂ انتقام کا اظہار نہ کر سکا (نمبر ۶۸۰ تا نمبر ۷۱۰) —

خود ملک فخرالدین کو ان افسوسناک واقعات کا دلی صدمہ تھا اور بالآخر جب اس سے صبر نہ ھوسکا تو اس نے ایک محرم راز علی بغدی کو اپنے باپ کے پاس بھیجا اور جملہ حالات سے اطلاع دی - " علی افدی " کے نام سے ایک امیر کا ذکر ضیاء الدین برنی نے کیا ھے جو تغلق اول کے اعیان دولت میں شامل تھا اور اعجاز خسروی کے بعض خطوط میں بھی یہ نام بسبیل تمثیل آتا ھے - القصہ جب علی' غازی ملک تغلق کے پاس پہنچا تو اس نے جواب میں بیٹے کو کہلا بھیجا کہ وہ جس قدر جلد ممکن ھو پائے تخت دھلی سے نکل کر آجائے- چنانچہ فخرالدین جونا نے ملک بھرام کے بیٹے کو ھم راز بنایا اور چند چیدہ سواروں کے ساتھ باپ کے صوبے کی طرف روانہ ھوگیا اور دھلی کے لشکر کثیر میں سے کسی کی ھمت نہ ھوئی کہ اس کو جا پکڑتا - برنی نے لکھا ھے (اور غالباً یہ اس کی بھول ھے) کہ خسرو خاں نے اس کے تعاقب میں لوگ بھیجے

تھے مگر وہ اس کو نہ پا سکے اور ناکام واپس آگئے - ابن بطوطہ کی روایت یہ ہے کہ خسرو خاں نے فخرالدین کو حکم دیا کہ گھوڑے شہر کے باہر پھرا لائے - وہ بھاگنے کی فکر میں تھا - اسی حیلے شہر کے باہر نکلا اور دیپالپور کی طرف فرار ہوگیا —

بہر حال فخرالدین اور اس کے ساتھی بخیر و عافیت غازی ملک کے پاس پہنچ گئے اور بیٹے نے باپ کو آمادہ کیا کہ وہ غاصب خسرو خاں پر فوج کشی کرے - اور اس نے بیٹے کو اطمینان دلایا کہ میں صرف تیرے آنے کا منتظر تھا اور اب اپنے اولیائے نعمت کے انتقام لینے میں کوشش کا کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کروں گا —

اس داستان میں کتابت کی اغلاط اور کاغذ کے کرم خوردہ ہونے سے اصل نسخے کے بعض اشعار صاف اور صحیح نہ پڑھے جاسکے - تاہم " صفت خنجر ملک غازی " کے ذیلی عنوان کے تحت میں شاعر نے اس امیر کے سپاہیانہ جذبات کا نقشہ کھینچا ہے (نمبر ۷۷۲ تا نمبر ۷۸۹) اور بیٹے کی ملاقات اور گفتگو (نمبر ۸۱۳ تا نمبر ۸۴۳) اس خوبی سے لکھی ہے کہ بے اختیار آفرین کہنے کو جی چاہتا ہے —

(۵)

مصنف(رح) لکھتے ہیں کہ ملک فخرالدین کے دہلی سے نکل جانے سے یہ معلوم ہوا گویا مکان کے چار ارکان میں سے ایک رکن ، یا تخت کے پایے میں سے ایک پایہ کم ہوگیا - اس نے گھوڑا باہر کیا ہانکا کہ حسن کا گھوڑا یک بیک بیٹھ گیا - اور کمان کے سرے ڈھیلے ہوگئے —

رفیقوں سے مشورہ کیا کہ اب کیا کیا جائے - اور دوسرے امیروں

کو کس طرح قابو میں رکھا جائے۔ ہوا خواہوں نے رائے دی کہ اول تو جتنے شاہزادے تخت کے وارث ابھی تک زندہ ہیں سب کو قتل کرا دیا جائے کہ سوائے تیرے کوئی سلطنت کا دعویدار نہ رہے۔ دوسرے جنگ جویوں کو قابو میں رکھنے کی بہترین صورت یہ ہے کہ انھیں بے دریغ روپیہ دیا جائے۔ اگر تو بادشاہ رہا تو یہ روپیہ سب وصول ہو جائےگا ورنہ ظاہر ہے کہ تیرے کس کام آئےگا۔ حسن کو یہ مشورہ پسند آیا اور کمال بے رحمی سے جو شہزادے زندہ باقی تھے انہیں قتل کرا دیا۔ ملک غازی کو یہ اطلاع ملی تو اور زیادہ غضب ناک ہوا اور دل میں کہا کہ اگر خدا چاہے تو ان ہیروں کا انتقام ان کتوں سے لیے بغیر نہ رہوں گا۔
(تا نمبر ۸۹۶) —

اس کے بعد امیر خسرو نے نئے عنوان کے تحت میں دوبارہ حسن کے مجلس مشاورت کرنے کا حال لکھا ہے۔ در حقیقت حسن خسرو خاں فخرالدین جونا کے نکل جانے سے ہی ایسا لرز گیا تھا (چو شمشیر تنک از جنبش سخت) کہ اسے غازی ملک تغلق کی فوج کشی اور اپنا برا انجام آنکھوں کے سامنے نظر آتا تھا اور وہ اپنے اس خوف و ہراس کو چھپا نہ سکتا تھا۔ لیکن ان دو تین مسلمان امیروں میں جو سلطان قطب الدین کے قتل کی سازش میں حسن کے شریک ہوگئے، ایک شخص یوسف صوفی بہت تیز و تند تھا۔ برنی نے بھی اس کا ذکر بہت کچھ نفرین و ملامت کے ساتھ کیا ہے۔ مذکورۂ بالا مجلس مشاورت میں اس نے حسن کی حمایت اور وفاداری میں ایک پرجوش تقریر کی

اور کہا کہ ہمیں ہرگز غازی ملک سے خوف نہ کرنا چاہیے اور اگر وہ سرکشی کرے تو اپنے نئے بادشاہ کے سامنے سرنگوں ہوکر باغی کی سرکوبی کرنی چاہیے۔ پھر اسی جوش و خروش میں ایک تیز پا قاصد غازی ملک تغلق کے پاس دیپالپور بھیجا اور یہ پیام دیا کہ اے سردار اگرچہ تو جنگ آزمودہ اور بہادر ہے لیکن حق کے سامنے سر جھکانا تیرا فرض ہے۔ ورنہ تیرا وہی انجام ہوگا جو بادشاہوں سے بغاوت کرنے والوں کا ہونا چاہیے۔ غازی ملک تغلق یہ پیام سن کر یوسف صوفی کی گستاخی پر بہت بگڑا اور اس کو سخت سست کہتے کہتے یہاں تک بے قابو ہوا کہ تلوار کھینچ کے قاصد ہی کا سر اڑا دیا (نمبر ۹۸۹)۔ دہلی میں جب یہ خبر پہنچی تو صوفی خاں اور حسن کے ساتھیوں کو اور زیادہ پریشانی ہوئی اور وہ سمجھ گئے کہ غازی ملک اس قسم کی دھمکیوں سے قابو میں آنے والا نہیں ہے۔ (تمثیل میں ایک اونٹ کی دلچسپ حکایت جسے اندھے کاشتکار نے ڈھولک بجا کے ڈرانا چاہا تھا۔ تا نمبر ۱۰۱۹) —

(۶)

تقریباً (۳۰) اشعار قلم اور خط نویسی کی تعریف میں لکھنے کے بعد امیر خسرو بیان کرتے ہیں کہ فخرالدین جونا سے سلطان قطب الدین کے حالات قتل سن سن کر غازی ملک تغلق کو اور زیادہ غصہ آیا کہ ملک میں اتنے نمک خوار امیر و وزیر موجود ہیں مگر حیف ہے کہ کسی کو اپنے ولی نعمت کے

بچانے یا اس کا انتقام لینے کی توفیق یا ہمت نہ ہوئی ۔ اس نے کہا کہ اب میں پختہ ارادہ کرتا ہوں کہ اگر اور کوئی میرا ساتھ نہ دے گا تو بھی خدا کے بھروسے پر تنہا ان کافر غاصبوں سے بدلہ لیئے بغیر نہ رہوں گا ۔ پھر دبیر خاص کو طلب کیا اور ذیل کے بڑے بڑے امیروں اور صوبے داروں کے نام خط لکھوائے ۔ خط لکھوانے کا ذکر دوسری تاریخوں میں بھی آتا ہے ۔ لیکن ناموں کی یہ تفصیل و تصریح کہیں موجود نہیں ہے ۔ اور بجائے خود اس بات کی مزید شہادت ہے کہ مثنوی تغلق نامہ کسی با خبر ہم عصر مورخ ہی کی تحریر ہو سکتی ہے ۔

۱ ۔ ایک خط مغلطی حاکم ملتان کے نام ۔ برنی نے بھی اس کا ذکر کیا ہے اور جیسا کہ آگے آئے گا یہ شخص غازی ملک تغلق کا ساتھ نہ دینے کی وجہ سے اپنے ہی ایک ماتحت سردار بہرام سراج کے ہاتھ سے مارا گیا ۔ فرشتہ وغیرہ بعد کے بعض مورخوں نے اس بہرام سراج کو غلطی سے بہرام ایبہ لکھ دیا ہے ۔

۲ ۔ دوسرا خط محمد شاہ حاکم سیوستان کے نام ۔ سیوستان سے سندھ کا شمالی مغربی علاقہ سہوان مراد ہے جو اب ضلع لوکانا میں معمولی قصبہ رہ گیا ہے اور اُس وقت ایک صوبے کا صدر مقام تھا ۔

۳ ۔ تیسرا خط بہرام ایبہ (حاکم اُچّھ) کے نام جس کا خطاب کشلو خاں ہوا ۔ ابن بطوطہ نے لکھا ہے کہ غازی ملک تغلق نے ملک جونا سے دہلی بھاگ کر آنے سے بھی پیشتر ملک بہرام

کو جو اس کا بڑا دوست تھا، خفیہ خط بھیجا اور مشورہ کیا تھا کہ قطب الدین خلجی کا انتقام کس طرح لیا جائے - بہرام ہی نے اس کو یہ صلاح دی کہ پہلے اپنے اور خود بہرام کے بیٹے کو دہلی سے کسی طرح نکال لیا جائے - چنانچہ ابن بطوطہ کے بیان کے موافق ملک جونا اور ملک بہرام کا بیٹا خود غازی ملک تغلق کی تحریک سے فرار ہوئے، اگرچہ تغلق نامہ میں جیسا کہ ہم ابھی پڑھ چکے ہیں، یہ بیان کیا گیا ہے کہ خود ملک فخرالدین جونا نے اپنے باپ کو دہلی کے انقلاب کی اطلاع دی - اس وقت تک غازی ملک کے بہرام کو خط وغیرہ لکھنے کا ذکر تغلق نامے میں نہیں آیا ہے - بہرحال یہ ملک بہرام ابیہ شہامت نامی گرامی امیر تھا اور اسی کی معاونت سے غازی ملک کو خسرو خاں سے لڑنے کی جرأت بڑھی - فتح کے بعد بھی غازی ملک تغلق نے بقول ابن بطوطہ ملک بہرام ابیہ سے درخواست کی تھی کہ وہ تخت پادشاہی کو قبول کرے اور بہرام نے اصرار کیا کہ غازی ملک تغلق بادشاہ ہو - یہاں اتنا اور بڑھا دینا چاہیے کہ ملک بہرام نے محمد تغلق کے عہد پادشاہی میں بغاوت کی اور شکست کھا کے مارا گیا -

۴ - چوتھا خط یک لکھی امیر سامانہ کے نام جس کے غازی ملک سے جھگڑا کرنے کا ذکر آگے آتا ہے -

۵ - پانچواں خط حاکم جالور (مغربی راجپوتانہ) امیر ہوشنگ کے نام - جیسا کہ امیر خسرو نے اشارہ کیا ہے:

" دگر برمقطع جالور ہوشنگ   کہ مانند پدر گر گیست در جنگ "

یہ امیر کمال الدین گرگ کا بیٹا تھا اور محمد تغلق کے عہد بادشاہی تک ہم اس کے کار نامے پڑھتے ہیں ـــ

۶ - چھٹا خط عالم ملک الملقب بہ عین الملک ملتانی کے نام، جو اس زمانے کا مشہور امیر ہے اور خسرو خاں نے بھی اس کو وزارت پر بحال رکھا تھا (تا نمبر ۱۰۸۰) -

اس کے بعد امیر خسرو نے (۳۰) اشعار میں ملک تغلق کے خط کا مضمون نقل کیا ہے جس میں وہ قطب الدین کے قتل اور خسرو خاں کے بادشاہ ہوجانے پر امیروں کو غیرت دلاتا اور خسرو سے لڑنے پر آمادہ کرتا ہے - مگر امیر خسرو لکھتے ہیں کہ غازی ملک تغلق کو سب سے زیادہ فکر یہ تھی کہ کسی طرح ملک بہرام ابیہ اس کا رفیق و شریک ہو جائے اور اسی لیے اس کے پاس خط کے ساتھ ایک خاص مصاحب علی حیدر کو روانہ کیا تھا کہ زبانی بھی ملک بہرام کو اپنے ولی نعمت کے انتقام پر آمادہ کرے - جب یہ نامہ اور پیام بہرام کے پاس پہنچا تو اس نے پورے جوش و خروش سے تغلق کی تائید کی اور کہا کہ میں خود قطب الدین اور شہزادوں کے قتل کی خبر سن کر بے تاب تھا اور اگر تم نے اس کام کا بیڑا اٹھایا ہے تو میں دل و جان سے تمہارا ساتھ دینے کو تیار ہوں ـــ

برخلاف بہرام کے جب غازی ملک تغلق کا پیام مغلطی امیر ملتان کے پاس پہنچا تو وہ بہت بگڑا اور کہا کہ اگر دھلی کی مرکزی حکومت سے سرتابی کرتا تو میں کرتا - تغلق جو محض ملتان کے ایک تابع دیپالپور کا حاکم ہے، اس کو یہ حق کیوں کر

حاصل ہوا کہ وہ تخت نشین دھلی سے اُلجھنے کا ارادہ کرتا ھے۔
جب مغلطی کے ان خیالات کی غازی ملک کو اطلاع ھوئی تو اس
نے ملتان کے دوسرے سرداروں کو خفیہ طور پر اشارہ کیا کہ وہ امیر
ملتان پر حملہ کردیں۔ اس ھنگامے کا سرغنہ بہرام سراج تھا جس
کو فرشتہ نے غلطی سے بہرام ابیہ لکھہ دیا ھے۔ غرض مغلطی کے
ماتحت سرداروں نے اس پر یورش کی' وہ جان بچا کر بھاگا لیکن ایک
نہر میں گر پڑا جسے امیر خسرو تصریح کرتے ھیں کہ خود غازی ملک
تغلق نے اپنی ملتان کی صوبہ داری کے زمانے میں' من جملہ اور
بہت سے رفاهی کاموں کے' راوی سے جہلم تک تیار کرایا تھا *۔ مغلطی
اسی نہر میں غوطہ کھا رھا تھا کہ بہرام سراج کا بیٹا آ پہنچا اور
اس کا سر اُڑا دیا —

محمد شاہ لُر حاکم سیوستان کے پاس غازی ملک تغلق کا قاصد
پہنچا تو اس وقت، وھاں کے مقامی سرداروں نے محمد شاہ کے خلاف
بغاوت کر رکھی تھی اور یہ امیر قلعے میں محصور تھا۔ غازی ملک
کے خط کی وجہ سے اس کے باغی سرداروں نے اس کے ساتھہ صلح کرلی۔
اور خود اس نے جوش و خروش کے ساتھہ تغلق کی رفاقت پر آمادگی
ظاهر کی لیکن مدد کے لیے روانگی میں اتنی دیر لگائی کہ یہاں
لڑائی وغیرہ ختم ھوچکی تھی۔ تاهم تغلق نے اس سے کچھہ باز پرس

---

* انہیں عمارات میں سے تغلق نامہ میں ایک بڑی عید گاہ
کا ذکر آتا ھے اور غالباً یہ وھی مسجد ھے جس کو ابن بطوطہ نے بھی
دیکھا تھا۔ (دیکھو سفر نامہ ابن بطوطہ جلد دوم' باب چہارم)

نہیں کی اور اسے اپنے عہد میں بحال رکھا —

غازی ملک نے عین الملک ملتانی کو جو وزیر سلطنت ہونے کے علاوہ اجین اور دھار کا صوبہ دار بھی تھا، خاص طور پر خفیہ مراسلہ لکھا اور اپنے ساتھ شریک ہوجانے کی دعوت دی لیکن عین الملک نے از رہ مصلحت اندیشی یہ خط خسرو خاں کو دکھا دیا تاکہ اس پر اپنی خیر خواہی ثابت کرے - غازی ملک نے دوبارہ ایک خفیہ قاصد اس کے پاس بھیجا تو عین الملک نے اسے علاحدہ لے جاکر یہ پیام دیا کہ ہر چند اس وقت مجبوری سے میں بظاہر خسرو خاں کے ساتھ ہوگیا ہوں لیکن مجھے اس سے دلی نفرت ہے اور اس جنگ کے ختم ہوتے ہی خود غازی ملک تغلق کی خدمت میں حاضر ہو جاؤں گا پھر خواہ میری جان بخشی کرے یا سزا دے —

سامانہ کے حاکم ملک یک لکھی نے (جسے امیر خسرو نے لکھا ہے کہ ایک کم اصل نو مسلم غلام تھا اور سلطان قطب الدین ہی کی عنایت سے اس درجے کو پہنچا تھا) غازی ملک کا خط پڑھ کر تائید و رفاقت کی بجائے عداوت پر کمر باندھی اور تغلق کا خط خسروخاں کے پاس بھیج کر خود غازی ملک پر فوج کشی کی۔ مگر اس کی بد زبانی اور سخت گیری سے لوگ پہلے ہی سخت ناراض تھے۔ لڑائی میں اس کو شکست ہوئی اور وہ واپس اپنے مستقر سامانہ میں آکر خسرو خاں کے پاس جانے کا ارادہ کر رہا تھا کہ یک بیک اہل شہر نے اس پر حملہ کیا اور قتل کرڈالا۔ (تا نسبر ۱۳۱۶) —

اس دلچسپ تاریخی نامہ و پیام کی تفصیل کے بعد امیر خسرو ایک نئے عنوان کے تحت میں تحریر فرماتے ہیں کہ

باوجود ان تیاریوں کے غازی ملک تغلق کو سخت تشویش تھی کہ دیکھئے اس کوشش کا انجام کیا ہوتا ہے - اور وہ اپنے دوستوں اور رفیقوں سے بھی اس دلی تردد کو نہیں چھپاتا تھا - لیکن یہ لوگ اس کی شجاعت اور حق کوشی کو یاد دلا کر اس کی ہمت مضبوط کرتے تھے - اور اپنی جان نثاری کا اسے یقین دلاتے تھے - اس احوال کو امیر خسرو نے تیس چالیس ابیات میں نہایت خوبی کے ساتھ تحریر کیا ہے (تا نمبر ۱۳۶۹)- پھر بیان کیا ہے کہ اسی زمانے میں غازی ملک تغلق نے تین خواب دیکھے - ایک میں تو کسی بزرگ نے آیندہ بادشاہی کی بشارت دی - دوسرے خواب میں تین چاند نظر آے - اور اس کی تعبیر یہ لی کہ تین چتر شاہی ہیں- تیسرے خواب میں ایک بہت اچھا باغ دیکھا اور اس سے بھی یہی تعبیر لی کہ یہ بادشاہی کا باغ ہے جو آیندہ اسے نصیب ہوگا - (تا نمبر ۱۲۳۴) —

مگر ان خوابوں سے بڑھ کے ایک فال نیک یہ پیدا ہوئی کہ اسی زمانے میں ایک قافلہ ملتان سے دہلی جاتا تھا جس میں بادشاہ دہلی کے لیے بہت سے گھوڑے اور سندھ کی مالگزاری کا روپیہ بھیجا گیا تھا - غازی ملک کو اس کی اطلاع ہوگئی اور اس نے ایک دستہ بھیج کر یہ سارا مال و اسباب لوٹ لیا اور تمام روپیہ اپنے سپاہیوں میں تقسیم کرادیا جس سے وہ مالا مال اور مسرور ہوگئے بلکہ ساری بستی میں وہ رونق پیدا ہوئی کہ بقول امیر خسرو کے دیپالپور' قدیم دارالملک سدیر یا خورنق کا نمونہ بن گیا - اس موقع پر شاعر نے سخاوت اور داد و دہش کی تعریف میں کئی شعر نہایت برمحل تحریر کئے ہیں - اور لکھا ہے کہ امیری اور آقائی کی اصلی دلیل اور

وجہ امتیاز ہی احسان و کرم کے اوصاف ہیں - ورنہ ایک آدمی کو دوسرے آدمی پر کوئی فضیلت نہیں - پھر ایک بلیغ تمثیل اور ملک تغلق کی دعائے دولت و اقبال کے بعد، ذیل کے عنوان سے لشکر دھلی کی جانب پیش قدمی کی کیفیت لکھی ہے -

"صفت ہائے دل غازی ملک وز ہر طرف مژدہ
چو از دہلی بسویش راند لشکر ہائے بحر و بر"

(۷)

داستان کے شروع میں ملک تغلق کی شجاعت، آزمودہ کاری اور اس کی فوج کے جنگی جوش کا ذکر ہے - مگر لکھتے ہیں کہ غازی ملک نے خود پیش قدمی کرنے کی بجائے شروع میں خسرو خاں کے اپنی طرف بڑھنے کا انتظار کیا - اور یہ غاصب اگرچہ غازی ملک تغلق کی تیاریاں سن سن کر نہایت متردد ہو گیا تھا تاہم خیر خواہوں کی نصیحت کے مطابق اس نے ایک بڑا بھاری لشکر آراستہ کیا اور اپنے بھائی کی سپہ سالاری میں جسے "خانخاناں" کا لقب دیا تھا غازی ملک کی طرف روانہ کیا - یہ فوج سرستی تک بڑھی جس کے آگے غازی ملک کا علاقہ شروع ہوتا تھا - اسی سرحد کے ایک قلعے کو تغلق نامے میں سرقبہ لکھا ہے - اور بدایونی کے بیان سے اس کا نام سرستی پایا جاتا ہے - یہاں غازی ملک کی فوج موجود تھی اور اس کے سردار محمود نے قلعہ بند ہو کر لشکر دہلی کا مقابلہ کیا لیکن قلعے کے باہر دیہات کو خسرو خاں کی فوج نے دل بھر کے لوٹا - امیر خسرو لکھتے ہیں کہ ایک ایسے راوی نے جو نہایت باخبر تھا بیان کیا

کہ جس وقت غازی ملک کو یہ خبر پہنچی کہ دھلی کا لشکر کثیر سرستی تک بڑھا آیا ھے تو وہ کثرت فوج کی خبر سے پریشان ھونے کی بجائے اور خوش ھوا۔

"طرب کرد از نشاط روزئی بیش چو گرگ غالب از بسیارئی میش"

اور اپنی فوج آراستہ کی جو تعداد میں کم تھی لیکن کار دانی میں بہتر تھی اور اس میں 'غز' 'در' 'مغل' 'روسی' 'روسی' 'تاجیک' 'خراسانی' وغیرہ جنگ جو اقوام کے سپاھی شامل تھے۔ یہ فنون سپہ گری میں مشق و مہارت رکھتے تھے اور اسی کے ساتھہ غازی ملک کے جان نثار تھے۔ ملک غازی نے روانگی سے پہلے ان لوگوں کو سامنے بلایا اور تقریر کی کہ یہ میری زندگی میں ایک نازک وقت آ گیا ھے۔ اور آج ھی تم لوگوں کی شجاعت و رفاقت کا امتحان ھے۔ اگر تم میرا ساتھہ نہ دو گے تو بھی میں خدا اور اپنی قوت بازو کے بھروسے پر تنہا جنگ کروں گا۔ جو لوگ میرا ساتھہ دینا چاھیں اور اپنا سر ھتیلی پر رکھہ کر میرے ساتھہ قسمت آزمانے پر آمادہ ھوں وہ قسم کھا کر عہد و پیماں کریں۔ بہادر سرداروں نے یہ سن کر از سر نو جاں بازی کا اقرار کیا۔ اور اس محکم عہد و پیماں سے غازی ملک نے مطمئن ھو کر جنگ کی تیاری کی (تا نمبر ۱۹۳۹)۔

(۸)

"مصاف اول غازی ملک با لشکر دھلی
بہانہ حملۂ زیر و زبر کردن چناں لشکر"

لڑائی کا ذکر شروع کرنے سے پہلے شاعر ایک مناسب محل

تمہید لکھتا ہے کہ میدان کار زار کے خوف اور احوال سے وہی شخص آگاہ ہوسکتا ہے جو جنگ میں زندگی گزار چکا ہو - سپاہی کا فاخرہ لباس اور اسلحہ پہن کر شہر میں اکڑتے پھرنا دوسری بات ہے - لیکن تلوار کی چمک کے آگے ہوش بجا رکھنا کچھ اور چیز ہے - مزید براں دلیری اور شجاعت دل سے ہوتی ہے - ظاہری ساز و سامان کچھ کام نہیں آتا :

" نبرد شہر ہر جا ہست روشن کہ نے بر گستوان دارد نہ جوشن
بروں آہن چہ پوشی گاہ پرخاش دروں سو گاہ پرخاش آہنی باش "

پھر لکھتے ہیں کہ جنگ میں عقلمندی بھی کچھ کام نہیں آتی - اور حق یہ ہے کہ غازی ملک کے سوائے ایسا شخص دیکھنے میں نہیں آیا جو شجاعت اور خرد مندی دونوں سے متصف ہو - الغرض جب غازی ملک نے خسرو خاں کے لشکر کی آمد آمد دیکھی تو سواروں کی صف بندی کا حکم دیا اور انہوں نے اپنے اپنے اسلحہ درست کر کے بدن پر سجائے جس سے ان میں تازہ جوش پیدا ہو گیا - غازی ملک نے خدا سے عاجزانہ دعا مانگی اور اپنے شہر سے نکل کر " ہندوستان " یعنی دہلی کا رخ کیا - یہ فوج تھی تو تھوڑی لیکن نہایت دلیر تھی - اور اس کی مرتب و مستحکم صفوں کو بڑھتے دیکھ کر فرشتے اور چاند تارے تک اس کے نظار گی ہو گئے تھے - فوج کے اگلے حصے کا سردار ملک فخرالدین جونا تھا اور خود ملک غازی عقب میں تھا - یہ فوج علا پور سے گزرتی ہوئی حوض بہت تک پہنچ گئی اور غالباً اسی کو بدایونی کی تاریخ میں حوض تھا نیسر لکھا ہے - صاف طور پر پتہ نہیں چلتا کہ یہ کونسا مقام تھا - لیکن اسی جگہ تغلق کی فوج سپاہ دہلی کے

مقابل آئی - اور یہیں لڑائی واقع ہوئی - فرشتہ نے لڑائی کے مقام کے متعلق صرف "حدود سرستی" لکھا ہے اور برنی کا قول اس سے بھی زیادہ مبہم ہے - مگر تغلق نامے کے پہلے بیان اور دوسرے اقوال کو ملانے سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ غازی ملک سرستی ندی کو عبور کر آیا تھا —

اُس کے اِس طرح چڑھ کے آنے پر دھلی کی فوج میں چہ می گوئیاں ہونے لگیں اور امیر خسرو کے قول کے موافق اکثر سردار بلکہ سر لشکر خانخاناں بھی خوف زدہ ہو گیا - اب غازی ملک کے لشکر سے ان کے لشکر کا فاصلہ دس کوس کے قریب تھا (نمبر ۱۷۵۹) اور درمیان میں ایک بے آب جنگل تھا - آخر ایک رات دھلی کی سپاہ نے شبا شب یہ میدان طے کیا - اور صبح ہوتے لشکر تغلق کے سر پر جا پہنچی - امیر خسرو کے بیان سے یہ بھی اندازہ ہوتا ہے کہ رات کے سفر اور گرد و غبار سے سپاہیوں کے حلق خشک ہو گئے تھے اور ممکن ہے کہ وہ بہت تھک گئے ہوں - ان کے سواروں نے صفیں جمائیں ' چاؤشوں نے جنگ کی قرنہ پھونکی ' ہاتھیوں کی صف برسات کی کالی گھٹا کی طرح بڑھی جس کا ہر ہاتھی حملہ کرنے میں بجلی اور چلنے میں آندھی تھا - ان پہاڑ جیسے ہاتھیوں پر اونچی اونچی عماریوں سے یہ معلوم ہوتا تھا جیسے پہاڑ پر ابر چھایا ہوا ہے - ان پر تیر انداز چٹکی میں تیر دبائے تیار بیٹھے تھے - ہاتھیوں کے پیچھے سواروں کی صفوں کی صفیں چلی آتی تھیں - قلب سپاہ میں خانخاناں سر پر چتر لگائے اس طرح بیٹھا تھا جیسے "کلاہ باراں" کے

نیچے بھیگی گھانس ہوتی ہے - (نمبر ۱۷۷۰) دائیں بائیں سرداران لشکر اشارے کے منتظر تھے - ہر ایک نے شاہانہ اسلحہ سجے تھے' اور اوہے میں غرق تھا - نقارے کی آواز سے آسمان ہلا جاتا تھا - پہلوانوں کے ہاتھہ میں نیزے دبے ہوے تھے - مسلمانوں کی صفوں سے ہندو سپاہیوں کی صفیں علحدہ تھیں - اور تکبیر کی بجاے اپنے ہندی اشلوک اور دیوی دیوتاؤں کے نام جپ رہے تھے - غرض یہ لشکر آگ کے طوفان کی طرح بڑہ رہا تھا - اس کا ایک سرا زیادہ پھیلا ہوا اور دوسرا سمٹا ہوا تھا - (نمبر ۱۷۹۲) —

ادھر غازی ملک تغلق کی سپاہ چند حصوں میں منقسم تھی اور اس کے ایک حصے کو دور ہٹتا ہوا دیکھہ کر لشکر دہلی نے خیال کیا کہ یہ لوگ خوف زدہ ہو کر میدان سے نکل جانا چاہتے ہیں لہذا اور بھی تیزی سے ان پر جھپٹے - اتنے میں فوج کا دوسرا حصہ سامنے آیا اور چونکہ یہ بھی تعداد میں کم تھا لہذا سپاہ دہلی نے بڑے جوش و خروش سے حملہ کردیا - لیکن ابھی تلوار سے تلوار لڑنے نہ پائی تھی کہ تغلق کی دوسری صفیں قطار در قطار اس طرح نمودار ہوئیں کہ آگے آگے ملک فخر الدین جونا تھا - ایک طرف بہرام ابیہ آگ کے پہاڑ کی طرح چلا آتا تھا - بہاء الدین' اسد الدین' علی حیدر' شہاب الدین (ہریک) اپنے اپنے دستوں کو نہایت جاں بازی سے اڑانے لاے تھے اور ملک غازی کے اشارے کے منتظر تھے - معلوم ہوتا ہے کہ سپاہ دہلی اپنے پہلے ہی ریلے میں اس قدر آگے بڑہ آئی کہ غازی ملک

کے قلب کی فوج اس کے دونوں طرف پھیل گئی اور گھیر کر اتنے تیر مارے کہ صدھا آدمی نشانۂ اجل ہوگئے - (تیر کی تعریف نمبر ۱۸۱۵ تا نمبر ۱۸۲۹) اس کے بعد نیزے توں کے تلواریں کھینچ کر دشمن پر جا پڑے - خسرو خاں کی طرف سے ایک بازو کے سردار قتلا (خاں) نے جو شاہی میر شکار کا عہدہ رکھتا تھا، غالباً ایک جناحی حملہ کیا تھا کہ ایک تغلقی سوار کے ہاتھ سے زخم کاری کھایا - وہ چلایا کہ مجھے اپنے سردار کے پاس لے چلو - وہ میرا مرتبہ پہچانتا ہے لیکن ایک جوق نے اس پر حملہ کردیا اور سر کاٹ کر غازی ملک کے پاس لائے - اس نے ایسے امیر کبیر کے مارے جانے پر بہت افسوس کیا - الغرض اب غازی ملک نے موقع دیکھ کر ایک عام حملہ کیا جس سے دشمن کے پانو اُکھڑ گئے اور خود خانخاناں بھاگ کھڑا ہوا - اسی کے ساتھ یوسف خاں جو بڑے لاف و گزاف کرتا تھا، اور شایستہ خاں اور خضر خاں جو لشکر کے بڑے سردار تھے فرار ہوگئے - ملک فخر الدین کی فوج سے لڑائی جاری تھی لیکن خانخاناں کے بھاگنے سے سپاہ دہلی کا دل ٹوٹ گیا اور جس کا جدھر منہ اٹھا ادھر بھاگا - ملک فخر الدین چاہتا تھا کہ بھاگنے والوں کا تعاقب کرے لیکن اس قدر مال غنیمت پیچھے رہ گیا تھا کہ اس کو سنبھالنا دشوار ہوگیا - بارہ ہاتھی اور خانخاناں کا سرخ چتر فخر الدین جونا کے ہاتھ آئے —

—— * ——

پھر ایک نیا عنوان لے کر امیر خسرو لکھتے ہیں کہ میں نے

فیروزیؑ بخت سے سوال کیا کہ فتح کے بعد ملک غازی نے کیا کیا اور اس نے جواب دیا کہ غازی ملک خدا کا شکر بجا لایا - اور دھلی کی طرف بڑھنے اور خسرو خاں سے جنگ کرنے کی تیاری میں مصروف تھا کہ دھلی کے بہت سے سپاھی اور سردار جو لڑائی میں قتل ہونے سے بچ گئے تھے، نہایت شرمندہ اور دست بستہ اس کے سامنے پیش کیے گئے - غازی ملک کے سپاھی ان کو طرح طرح کے طعنے دیتے اور آوازے کستے تھے - اسی کے ساتھ بے حساب مال و خزاین اور ساز و سامان جو غنیمت میں ھاتھ آیا تھا سامنے لا یا گیا - یہ سب چیزیں خدا کی مہربانی سے غازی ملک کے ھاتھ آئیں لیکن جو لوگ گرفتار ہوکر آے تھے ان پر اس نے بڑی عنایت و مہربانی کی - مقتولوں کے حال پر بہت افسوس کیا - زخمیوں کی مزاج پرسی سے ھمت بڑھائی - علاج معالجہ کا انتظام کیا اور بعض سرداروں کی خود تیمارداری کی - انھی میں ایک سردار تمر تھا جسے غازی ملک کے سپاھی قتل کرنا چاھتے تھے - لیکن اس کی درخواست پر تغلق کے پاس لے گئے - اس نے اسے قتل سے بچا یا اور کمال عزت و مہمان نوازی سے پیش آیا بلکہ اپنے ھاتھ سے زخموں میں ٹانکے دئیے اور دوا تپکائی - اور برابر اس کی خبرگیری کرتا رھا - (تا نمبر ۱۹۵۵) -

(۹)

"پس از فتح نخستیں جنبش غازی ملک از جا
ز بہر قلعۂ کہران برائے مسند و افسر"

اس فتح کے بعد غازی ملک نے دھلی کی طرف پیش قدمی

کی - ایک ایسی تمہید کے بعد جس میں جملہ ثوابت و سیارات کی طرف سے نوید فتح و بادشاہی کے اشارات تحریر ہیں، امیر خسرو لکھتے ہیں کہ تغلق کے انتظام سے پالم سے ہانسی اور مدینہ تک ہر جگہ امن و امان ہو گیا تھا - اور اسی موقع پر جب ایک قافلہ (غالباً بنجاروں کا) فوج والوں نے پکڑا اور ان سے چھ لاکھ تنکہ وصول کر کے تغلق کے سامنے پیش کیا تو اس نے یہ نا جائز رقم لینے سے قطعی انکار کردیا - موضع مدینہ (نومبر ۱۹۹۲) رھتک سے چند میل شمال میں اب تک موجود ہے اور پالم شہر دھلی کے شمال میں مشہور گاؤں ہے جہاں سے خود شہر کی سرحد شروع ہو جاتی ہے —

ادھر خانخاناں اور شکست خوردہ سردار دھلی کی طرف بھاگے تو اس تمام علاقے میں ایک ھنگامہ برپا ہو گیا اور جگہ جگہ ڈاکو اور چور لوٹ مار کرنے لگے اور خسرو خاں کا انتظام بگڑ گیا - خود شہر میں ان خبروں نے سخت پریشانی پیدا کی - خانخاناں کی فوج میں زیادہ تر دھلی کے سپاہی تھے اور ان میں سے جو لوگ مقتول اور اسیر ہوئے اور گھروں کو واپس نہ آئے، اُن کے عزیز و اقربا میں شہر کے اندر ماتم و فریاد کا شور برپا ہوا - خسرو خاں نے شکست خوردہ سرداروں کو سامنے بلا کر حیرت سے کہا کہ تم جو اس قدر کثیر فوج اور جنگی ساز و سامان لے کر گئے تھے، یہ تم کو کیا ہوا کہ اس قدر آسانی سے شکست کھا کے بھاگے اور اتنے نامی گرامی سرداروں کو کٹوا دیا کہ ان میں سے ہر ایک تغلق کے ہم رتبہ تھا - پھر کہنے لگا کہ اس

میں تمہارا کیا قصور ہے - یہ میری تقدیر کی خرابی ہے - اگر بادشاہی مجھے سزاوار ہوتی تو فتح بھی میرا ساتھ دیتی - پھر تغلق کی شجاعت و ہمت اور اقبالمندی کا اعتراف کیا اور کہا کہ حقیقت میں وہی شخص بادشاہی کا سزاوار ہے - (تا نمبر ۲۰۶۳)

اس کے بعد امیر خسرو ایک نئے عنوان کے تحت میں لکھتے ہیں کہ خسرو خاں کچھ دیر تو اپنی تقدیر کو روتا رہا اور اس نے رفیقوں سے بات کرنی چھوڑ دی - لیکن پھر اپنے عاقل دوستوں کو بلایا اور ان سے مشورہ کیا کہ اب کیا کرنا چاہیے - بعض نے مصالحت کرنے کا مشورہ دیا اور کہا کہ ملک غازی کو کچھ اور علاقہ دے کر رضا مند کر لینا چاہیے - کسی نے کہا کہ یہ خیال خام ہے - وہ شخص جو تلوار لیے چلا آتا ہے اور فتح نے اس کے دماغ میں بادشاہی کا خیال پیدا کردیا ہے وہ اس قسم کی باتوں سے صلح پر ہرگز آمادہ نہ ہوگا - جب دشمن ایک بار چیرہ دست ہو جائے تو پھر اس سے مصالحت کی بات کرنا اپنے آپ کو اور ذلیل کرنا ہے - اب تو مصلحت اسی میں نظر آتی ہے کہ جواریوں کی طرح جان مال کی بازی لگا دی جائے - جب تونے مسند شاہی پر قدم رکھا ہے تو بادشاہوں کی طرح کمر ہمت باندھ اور خواب گاہ سے نکل کر خون کے میدان میں آ - خزانے کے منہ کھول دے کہ بادشاہوں کا روپیہ اسی دن کے واسطے ہوتا ہے - خصوصاً یہ روپیہ تو تیرا جمع کیا ہوا بھی نہیں ہے - دوسروں نے اسے جمع کیا تھا تو اسے بے دریغ خرچ کر - جنگ میں اگر خدا نے تجھ کو فتح دی تو ایسے خزانے بہت جمع ہو جائیں گے - اور اگر معاملہ برعکس

ہوا تو دشمن کے کچھہ ہاتھہ نہ آئے گا اور اس فیاضی اور داد و دہش کی بدولت تیرا نام باقی رہ جائے گا۔ حسن اگرچہ یہ باتیں سن سن کر دل میں اور ہراساں ہوا جاتا تھا لیکن چونکہ اپنی بہتری کی سوائے اس کے اور کوئی تدبیر نہ تھی لہذا حکم دیا کہ شہر کے باہر لشکر جمع ہو۔ امیر خسرو لکھتے ہیں کہ اس کی حالت ایسی تھی جیسے پارے کی قُطّی کہ باہر سے مستحکم نظر آتی ہے اور اندر لرزہ پڑا ہوتا ہے۔ بہر حال دلی خوف کو جس طرح بنا چھپایا اور شاہانہ جاہ و جلال کے ساتھہ محل سرا سے باہر آیا۔ امرا اور سرداران لشکر اپنی اپنی فوجوں اور جنگی ہاتھیوں کے ساتھہ گرد جمع ہونے لگے۔ ہندوؤں کے ساتھہ ساتھہ خسرو خاں کے مسلمان رفقا بھی تھے۔

" چناں آمیختہ با آں سپاہاں   کہ خیرات مسلماں با گناہاں "

لشکر کا اجتماع حوض خاص کے میدان میں ہوا جس کے مشرقی سرے پر آج کل فیروز تغلق کا مقبرہ اور مدرسہ بنا ہوا ہے۔ چونکہ سپاہ کی کثرت تھی اور ادھر غازی ملک کا رعب دلوں پر چھایا ہوا تھا لہذا بہت ہی قریب قریب ڈیرے جمائے گئے۔ لشکر گاہ کے سامنے ایک بے قاعدہ سی خندق اور پشتہ کی طرف کچی دیوار بنائی گئی۔ اسی دیوار کے اندر روشن حوض تھا جس سے مختصر ہونے کے باوجود تمام اہل لشکر پانی لیتے تھے۔ اس مورچہ بندی اور کثرت تعداد و سامان کے باوجود امیر خسرو لکھتے ہیں کہ غازی ملک تغلق کی آمد آمد کی خبر ہندوؤں پر دنیا تاریک کیے دیتی تھی۔

" چو خورشیدے کہ بارد بر جہاں نور   بود بر شب‌پرک تاریک ودیجور "

پھر امیر خسرو ایک نئے عنوان کے تحت میں لکھتے ہیں
کہ زر و گوھر نچھاور کرنا بھی اسی کے لیے مفید ھوسکتا ھے جو یہ
کام اپنی مرضی اور آزادی سے کرے ورنہ دشمنوں کے خوف سے اور عاجز
ھوکر روپیہ لٹانا نہ دینے والے کی ناموری کا باعث ھے نہ لینے والے
کی احسان مندی کا - چنانچہ خسرو خاں نے بھی محل سے باھر
آکر جو روپیہ پانی کی طرح لٹایا اور اس میں مسلمانوں سے کہیں
زیادہ ھندوؤں نے اپنے گھر بھرے ' اس سے بھی لوگوں کے دلوں میں
تغلق کی تلوار کا جو خوف جاگزیں تھا وہ کم نہ ھوسکا - خزانے کے
اس طرح اٹا دینے کا ذکر برنی اور بعد کی تاریخوں میں بھی آتا
ھے- لیکن تغلق کے منزل بہ منزل بڑھنے کی یہ تفصیل کسی تاریخ
میں نہیں پائی جاتی جیسی تغلق نامے میں درج ھے کہ وہ ھانسی
سے گزر کر مدینہ میں آیا اور وھاں سے رھتک پہنچا - پھر موضع
مندوتی اور پالم سے بڑہ کر ارولی پربت کی کسنبور نامی پہاڑی کو
عبور کرکے لہراوت کے میدان تک آگیا جس کے مشرق میں جمنا
اور جنوب کی طرف چند میل پر قدیم دھلی (یعنی سیری)
واقع تھی- برنی وغیرہ نے بھی لکھا ھے کہ اس کا پڑاؤ اندرپت یعنی
پرانے قلعے کے قریب تھا اور غالباً اُس تمام رقبے میں پھیلا ھوا تھا
جہاں آج کل نئی دھلی کی عمارتیں بنائی جا رھی ھیں —

اب فریقین ایک دوسرے سے چند میل کے فاصلہ پر آمادۂ
جنگ تھے اور معلوم ھوتا ھے کہ تغلق کے پڑاؤ پر پیش قدمی
حسن کی طرف سے ھوئی - یہ شعبان سنہ ۷۲۰ ھجری کی چاند رات کا
ذکر ھے - فرشتہ نے اور اسی کی دیکھا دیکھی حال کے انگریز مورخوں

نے سن کو غلطی سے سنہ ۷۲۱ ہجری لکھ دیا ہے اور راقم الحروف نے بھی اپنی تاریخ ہند میں یہی غلطی کھائی ہے - لیکن تغلق نامے کے بیان کی تائید بدایونی کے علاوہ خود فرشتہ کے بیان سے باالواسطہ طور پر اس طرح ہو جاتی ہے کہ اس نے غیاث الدین تغلق کی مدت سلطنت چار سال اور چار ماہ اور وفات ربیع الاول سنہ ۷۲۵ ھ میں تحریر کی ہے جو اسی وقت صحیح ہوسکتی ہے جب کہ تخت نشینی کی تاریخ سنہ ۷۲۱ ھ کی بجاے سنہ ۷۲۰ ھ میں قرار دی جاے —

بہر حال اسی شب کو عین الملک ماتا نی اپنے خفیہ وعدے کے بموجب خسرو خاں کا لشکر چھوڑ کر صوبۂ اُجین کی طرف چل دیا اور بظاہر اس ہنگامے میں خسرو خاں کو صبح تک اس بات کی خبر نہ ہوئی - وہ رات بھر لشکر کی ترتیب اور سرداروں سے مشاورت وغیرہ میں مصروف رہا اور صبح ہوتے ہی تیز تیز غازی ملک تغلق کے لشکر کی طرف بڑھا - اس کے زبردست لشکر اور سرداروں کی امیر خسرو نے خاصی تفصیل سے کیفیت لکھی ہے کہ ان میں یوسف خاں صوفی، کمال الدین صوفی، شایستہ خاں قر قمار، امیر حاجب کافور "مہروار" نائب امیر حاجب شہاب اودھ کا صوبہ دار اور اسی طرح کئی اور مسلمان سردار شامل تھے - خسرو خاں کا بھائی خانخاناں اور ماموں (یا نانا) رندھول جسے راے رایاں کا خطاب دیا تھا، اور بہت سے نئے نئے امیر جو غلامی کے درجے سے یک بیک امارت و سرداری کے مرتبے تک پہنچے تھے، اپنی اپنی فوجیں لیے ساتھ تھے -

لشکر کے آگے آگے جنگی ھاتھیوں کی صف تھی اور انھیں کے گرد دس ھزار جرار سوار برادو قوم کے، مرنے کی ٹھانے ھوے ریشمی رومال باندھ کر آے تھے ان کے نام اھر دیو، امر دیو، نرسیا، پرسھا، ھرمار، پرمار، اور کالی کالی صورتیں تھیں - بعض پرچموں کے آگے جنگلی سور کے دانت لٹکتے تھے - غرض آدھی ھندو اور آدھی مسلمان سپاہ کثیر اور بڑے بھاری جنگی ساز و سامان کے ساتھ خسرو خاں میدان میں پہنچا اور ملک غازی تغلق کو جو اس دن لڑنے کا ارادہ نہ رکھتا تھا، مجبوراً صف جنگ آراستہ کرنی پڑی - اس موقع پر بھی اس نے اپنے خاص رفیقوں کو بلاکر جنگ کا جوش دلایا اور ان سے جان نثاری اور جاں بازی کا از سرنو عہد لیا - ان سب نے اپنے آقا کے سر پر تصدق ھونے کے ولولہ انگیز قول و قرار کیے اور کہا کہ اے سردار، تو ھمارا ولی نعمت ھے اور جہاں کہے گا ھم وھاں اپنی جان لڑا دیں گے اور تو دیکھے گا کہ ابھی ھم اپنے حملے سے اس لشکر کثیر کو کس طرح ٹکڑے ٹکڑے کر دیتے ھیں - اب غازی ملک نے مطمئن ھوکر اپنی صفیں آراستہ کیں - میمنے پر بھانجے بہاء الدولہ کو اور دوسری فوج پر ملک بہرام ابیہ کو سردار بنایا - اس کے پہلو میں علی حیدر کا دستہ استادہ کیا - میسرے پر ملک فخر الدین جونا اور اپنے بھتیجے اسد وغیرہ چار سردار مقرر کیے - قلب لشکر کی قیادت خود اپنے ذمے لی - یہ بھی حکم دیا کہ ھر سردار اپنے جھنڈے پر مور کے پر باندھ لے تاکہ غنیم کے جھنڈوں اور اپنے علم میں امتیاز رھے - دوسرے بقول امیر خسرو کے یہ مور کے پر کفار مغول کی

لڑائیوں میں بھی تغلق کے پرچم پر بندھے رہا کرتے تھے اور اس کی فتوحات نے انھیں مبارک و مسعود مشہور کردیا تھا - امیر خسرو نے یہ دلچسپ تفصیل بھی تغلق نامے میں کی ہے کہ اس موقع پر غازی ملک کے لشکر کی پہلوں لفظ "قلا" تھی (نمبر ۲۳۹۴) اور اس نعرے کو سن سن کر خسرو خاں کی آنکھوں میں اندھیرا چھایا جاتا تھا - (تا نمبر ۲۳۷۸) —

پھر ایک نئے عنوان کے تحت میں امیر خسرو جنگ کا حال لکھتے ھیں کہ دونوں لشکروں کے آمنے سامنے آتے ھی خسرو خاں کی ایک فوج نے اس شدت سے تغلق کے لشکر پر حملہ کیا کہ اپنے سامنے سے سب کو ریلتے ہوے لشکر کے پڑاؤ تک پہنچ گئے اور ملک غازی تغلق کے پاس ایک دستۂ فوج کے سوائے جس میں تین سو سوار تھے کوئی نہ ٹھہرا * - لیکن تھوڑی دیر میں اس کے خاص خاص سردار گرد و پیش جمع ہو گئے اور انہیں کو ساتھ لے کر ملک غازی نے دشمن کے بے حساب لشکر پر حملہ کیا - حملہ آوروں کی تعداد پوری پانسو بھی نہ تھی (نمبر ۲۳۹۰) لیکن معلوم ہوتا ہے کہ یہ چندادمی حملہ کچھہ ایسا با موقع ہوا تھا کہ غنیم کے لشکر میں پریشانی پیدا ہوگئی - تغلق کا گھوڑا معرکے میں ہر طرف پیش پیش نظر آتا تھا - اور امیر خسرو کے بیان سے معلوم ہوتا ہے (نمبر ۲۴۱۲) کہ حسن خاں کے چھتر پر بھی اسی کا وار ایسا کارگر پڑا کہ چھتر خسرو خاں کے سر پر الٹ

---

* اسی واقعہ کو ابن بطوطہ نے اپنے سفر نامے میں تحریر کیا ہے -

کے گرا اور اسی کے ساتھہ اس کے لشکر کی ترتیب بگڑ گئی۔ خسرو خاں بد حواس ہوکر بھاگا۔ اس بد حواسی سے اتنے بڑے لشکر میں غضب کی ہلچل مچ گئی کہ ہر شخص جدھر منہ اُٹھے بھاگنا چاہتا تھا اورخود اپنی صفیں ایک دوسرے پرپلی پڑتی تھیں۔ بھاگنے والوں کو حملہ آوروں کے وار روکنے کا بھی ہوش نہ تھا اور بھاگتے میں زخم کھاتے اور مرتے چلے جاتے تھے۔ بعض لوگ بغیر لڑے ہتھیار ڈال رہے تھے اور بعض چھپنے کے لیے گڑھے اور کھائیں ڈھونڈتے تھے۔ اس ہنگامۂ قیامت میں بھی تغلق کی فوجوں نے جو معلوم ہوتا ہے کہ اب پوری قوت سے پامت پڑی اور تعاقب کر رہی تھیں، مسلمان سپاہیوں کی کچھہ نہ کچھہ رعایت کی مگر تغلق کے لشکر میں ایک معقول تعداد پنجاب کے ہندو کھوکھر (گکھڑ) سپاہیوں کی تھی۔ انہوں نے غنیم کے مسلمان سپاہیوں پر بھی ہاتھہ صاف کیا۔ غرض ہر طرف مار دھاڑ اور چیخ پکار کا شور تھا اور خسرو خاں کو بھگا دینے کے بعد تغلق کی فوجیں لوٹ مار کرنے لگی تھیں کہ یکا یک ایک طرف سے ہندوؤں کے ایک لشکر نے حملہ کیا۔ ملک غازی کی نظر نے فوراً اس خطرے کو بھانپ لیا۔ حملہ آوروں کی صدائے "نارائن" کے ساتھہ اس نے نعرۂ تکبیر بلند کیا۔ باوجود اس کے یہ حملہ اتنا تیز اور تند ہوا تھا کہ غازی ملک کے سنبھلتے سنبھلتے حملہ آوروں نے اس کی فوج کے بہت سے جھنڈوں کو کاٹ کے گرا دیا مگر غازی نے اسی وقت ایک سپاہی کو اشارہ کیا کہ اس کا خاص علم جس پر مچھلی بنی ہوئی تھی قایم کرے اور نقارچی کو حکم دیا کہ تو گھوڑے پر جم کے بیٹھہ جا

اور برابر نقارے پر چوب لگائے جا - اگر تونے آج میرے سامنے نوبت بجانے میں کمی نہ کی اور خدا نے مجھکو فیروز مند کیا تو تیرا نقارہ اشرفیوں سے بھردوں گا - اور جس شخص نے علم گاڑا تھا اس سے کہا کہ اگر تو بھی اسی طرح علم کو ایسے قایم رکھا تو تیرے قد سے اونچا روپیے کا ڈھیر لگا کر تجھے مچھلی کی طرح اس میں ترا دوں گا - کیونکہ اگر یہ میرے جھنڈے کی مچھلی قایم اور نقارہ بج رہا ہے تو پھر مجھہ کو دشمن کی سو صفوں کا بھی خوف نہیں ہے (نمبر ۲۴۸۴ تا نمبر ۲۴۹۸) - امیر خسرو لکھتے ہیں کہ غازی کی اس حکمت اور ہمت کی بدولت کہ تن تنہا میدان میں ڈٹا رہا اور اپنا علم قایم رکھا ، اس کے سوار جو منتشر ہو گئے تھے جھنڈے کو دیکھہ کر اس طرف جمع ہونے لگے - اب اس نے غور سے دیکھا تو دشمن کا ایک زبردست لشکر بہت فاصلے پر نظر آیا جس کے ساتھہ تھوڑے سے ہاتھی بھی تھے - اور نشیب میں ہونے کی وجہ سے یہ فوج پوری طرح نظر نہ آتی تھی اور اب تک ملک غازی کے حملوں سے محفوظ رہی تھی - دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ یہ خسرو خاں کے چند مسلمان سرداروں کی فوج تھی - ہندو فوج کا ایک دستہ بھی اس کے ساتھہ تھا - اور خسرو خاں کا خاص رفیق یوسف صوفی خاں ان میں موجود تھا - پس تغلق نے اس طرف رخ کیا اور ایک ہی حملے میں اس فوج کو بھگا دیا - اب دشمن سے میدان خالی اور فتح کے کامل ہونے میں کچھہ کسر نہ رہی تھی - غازی ملک اپنے پڑاؤ کی طرف پلٹا - اس کے سپاہیوں نے سوائے کھوکھر اور وحشی افغانوں کے زیادہ غارت گری

نہیں کی - اور مسلمان عموماً لوٹ مار سے محفوظ رہے ۔ البتہ بھاگنے والے ہندو سپاہی اور سردار جن کو خسرو خاں کی داد و دہش نے حال میں مالا مال کیا تھا ان کے زر و جواہر خوب لٹے :-

" گروہے گوہر جاں داد برباد   گروہے را قضا گنج گہر داد
جہاں را دیر شد کائیں چنیں است   کہ ہرچہ او را جگراییں رانگیں است
کسے کو پشت داد و پس نہ بیند   بغارت روئے او را کس نہ بیند
غرے با چیز مثل شد در شہانی   کہ در غارت نباشد مہربانی "

(۱۰)

" بشارت دادن اسباب شاہی و جہاں داری
دل غازی ملک را بہر مسند ز انجم و اختر "

فتح کے بعد جس کا تغلق نے سب سے پہلے سجدۂ شکر ادا کیا ' امیر خسرو نئی داستان مذکورۂ بالا عنوان سے شروع کرتے ہیں - تمہید میں لکھتے ہیں کہ آدمی کا بلند و پست ہونا تقدیری امور ہیں - اس میں نہ اپنی کوشش کا دخل ہے نہ کسی دشمن کی مخالفت چل سکتی ہے -

ز تقدیر است چوں بینی بہ تمیز   خواص تابلوت در ہمہ چیز
یکے را کز بلندی بہرہ مند است   نیارد پست ماندن چوں بلند است
دگر کز آسمانش بہرہ پستی است   رہش با چار سوئے زیر دستی است

اب غازی ملک کے تخت شاہی پر پہنچنے کا حال سنو کہ وہ اس روز اپنے پڑاؤ پر ہی رہا - فتح کے ساتھ ہی ہر طرف سے گویا زمین و آسماں اسے زبان حال سے بادشاہی کی بشارت دیتے تھے لیکن ملک غازی اس جذبۂ ہوس کو دل ہی دل میں دباتا اور کہتا تھا

کہ میں ایک سپاہی آدمی ہوں - مجھے مسند شاہی کے پاس نہ پھٹکنا چاہیے کیونکہ بادشاہی بڑی ذمہ داری اور دردِ سر کا کام ہے - لیکن امیر خسرو لکھتے ہیں کہ جس کو آسمان نے اس کام کے لیے بنایا ہو اسے تقدیر منصب شاہی پر لائے بغیر نہیں چھوڑتی - اس کی مثال میں ایک حکایت لکھ کر' بیان کرتے ہیں کہ صبح کو جو شعبان مبارک کی پہلی تاریخ تھی' غازی ملک آہستہ آہستہ پائے تخت دہلی کی طرف روانہ ہوا - جلوس کے آگے آگے ہاتھیوں کی صف تھی جو اسی لڑائی میں ہاتھ آئے تھے - نوبت والے طبل و دمامہ بجاتے "نقیب دور باش" کی آوازیں لگاتے' چل رہے تھے - پیادہ و سوار ننگی تلواریں لیے' نیزے چمکاتے آگے تھے - یہاں تک کہ جلوس قصر شاہی تک پہنچا اور تغلق نے گھوڑے سے اتر کر وہیں فرش زمین پر دوبارہ سجدۂ شکر ادا کیا - پھر عمایدِ و امرا سب کو بلا کر جان بخشی اور عام معافی کا مژدہ سنایا - سب کو اپنے برابر عزت سے بٹھایا اور یہ تقریر کی کہ میں ایک معمولی آدمی تھا - سلطان جلال الدین مغفور نے اپنی عنایت سے مجھے مقرب بنایا - اس کے انتقال کے بعد مجھے تردد رہا کہ اتنے میں اقبال علائی کا آفتاب طلوع ہوا اور میں نے بھی بادشاہ کی خدمت اختیار کی - میں پہلے بادشاہ کے بھائی الغ خاں کی ملازمت میں رہا اور اس کی نوازشوں سے بہرہ مند ہوا اور جب وہ گذر گیا تو بادشاہ کی خدمت گزاری کی - اور اسی بادشاہ کی عنایت سے اس درجۂ امارت و سرداری تک پہنچا -

لوگوں نے تغلق کی یہ تقریر سن کر کہا کہ اے امیر! تو اپنی

خوبیاں دوسروں سے کیوں منسوب کرتا ہے جب کہ ہم تیرے حال سے بخوبی واقف ہیں۔ جس وقت بادشاہ نے رنتھنبھور کا محاصرہ کیا اور اپنے لشکرگاہ کے گرد ایک حلقہ بنایا اس وقت رائے رنتھنبھور نے ایک چیدہ لشکر سے اس حلقے پر شدید حملہ کیا جس سے بادشاہ کی فوج میں ہنگامہ برپا ہو گیا۔ اس وقت بادشاہ نے تجھ ہی کو حکم دیا اور تو ہی نے اپنی شجاعت اور کوشش سے حملہ آوروں کو شکست دی تھی۔ اسی فتح کی جلدو میں بادشاہ نے تیرا اعزاز و اکرام کیا۔ پھر جب اس بادشاہ (یعنی سلطان جلال الدین) نے وفات پائی اور علاء الدین اس کا جانشین ہوا تو اپنی وفاداری کی وجہ سے تو اپنے عہدے پر بحال رہا۔ بعد ازاں جب مغلوں نے برن (موجودہ ضلع بلند شہر) کی طرف یورش کی اور بہت سے مسلمانوں کو غلام بنا لیا، اس وقت بادشاہ نے تجھی کو مقابلے میں بھیجا۔ وہ چار تمن یعنی چالیس ہزار کا لشکر تھا۔ اور اس کے چاروں سردار مغل شہزادے تھے مگر تو نے تھوڑے ہی عرصے میں اس لشکر کو شکست دی۔ اسی طرح کئی مغل سرداروں کو پے درپے شکستیں دیں اور ہر معرکے میں سرخ رو ہوا۔ پھر سمندر کے قریب بونہل (؟) کے مقام پر کفار مغل سے جو دس ہزار چیدہ جنگ آزماؤں کے ساتھ آئی تھی اور ان کے سردار کا نام بھی تغلق تھا، شدید جنگ ہوئی۔ مگر وہ تغلق کفر کی حمایت میں، اور تو دین کے لیے لڑا تھا اس لیے خدا نے تجھ کو فتح کامل عنایت کی۔ بونہل کے راجہ سے بھی تو نے خراج اور سمندر کا محصول واجب الادا وصول

کہا - پھر حیدر و زیرک کے لشکروں کو شکستیں دیں - غرض کہاں تک تفصیل کی جائے کہ تجھے اٹھارہ بڑے بڑے معرکوں میں فتح حاصل ہوئی ہے - ان کے بعد یہ تازہ فتوحات تھیں جو تجھے لشکر دہلی پر میسر آئیں - شیر خدا حضرت علی کے بعد اتنی فتوحات ابو مسلم کے سوا کس کو حاصل ہوئیں - خدا کا ہزار ہزار شکر ہے کہ اس نے تجھے اس کامیابی کے لیے زندہ رکھا ورنہ کتنے ہی امرا ہلاک ہوگئے - اب جب کہ تو اتنی بلاؤں سے محفوظ رہا ہے، تخت شاہی پر جلوس فرما اور سلطنت کو از سر نو رونق دے (تا نمبر ۲۶۸۱) —

ملک غازی نے کہا کہ میرا جواب وہی ہے کہ میرا تاج و تخت میری تیر و کمان ہے - جس طرح بادشاہوں سے تیغ آزمائی نہیں ہوتی، اسی طرح جنگ آزماؤں سے نچلا نہیں بیٹھا جا سکتا - مجھے سلطان علاء الدین کی مہربانی سے یہ مرتبہ ملا - اس لیے مجھ پر اس بادشاہ کا بہت بڑا حق واجب تھا - جب میں نے سنا کہ کافر نعمت خسرو خاں نے اس کی نسل کو مٹا دیا، اپنے ولی نعمت خلیفۂ وقت، قطب الدین کو قتل کردیا، اس کی بیویوں اور بچوں کو بھی مروا دیا - اور طرح طرح کی شرمناک بدعتیں کیں، تو دنیا میری آنکھوں میں تاریک ہوگئی - میں نے بہت نوحۂ و ماتم کیا اور اپنے دل سے کہا کہ ایسی زندگی پر حیف ہے کہ میرے اولیاے نعمت اس طرح مارے جائیں اور میں ان کا انتقام نہ لوں - حقیقت میں میں نے تین نیتیں کی تھیں - ایک تو یہ کہ میں دین اسلام کی راہ میں جہاد کروں گا - دوسرے یہ

کہ اس مبارک سر زمین کو ایسے کمینے ہندو زادے کے ہاتھ سے چھین لوں اور ان شہزادوں یا عالی نژادوں کو مراتب سلطنت پر متمکن کروں جو اس کے اہل ہیں - تیسری نیت یہ تھی کہ جن کافر نعمتوں نے نسل شاہی کو اس بے رحمی سے برباد کیا ہے انہیں کیفر کردار کو پہنچاؤں - یہ نیتیں محض خدا کی رضا جوئی کے واسطے تھیں اور خدا کے فضل سے میری مضبوط ہمت نے ان تینوں ارادوں کو اتمام کو پہنچایا - اور جب میری مراد بر آئی تو اب میں تمام عمر اس دن کی کامیابی کا شکر ادا کروں گا - میں تخت بادشاہی کا جویا نہیں ہوں اور سوائے دینی جہاد کے تلوار نہ کھینچوں گا - اب اگر نسل شاہی میں سے کوئی شخص بھی زندہ ہے تو یہ تخت سلطنت اسی کے نام لکھا جائے - اور اگر ان میں سے کوئی باقی نہیں رہا ہے تو یہاں اور بہت سے بڑے امیر موجود ہیں - مجھے اپنا گھوڑا اور دیوبالپور کا ویرانہ سب سے زیادہ پسند ہے (تا نمبر ۲۷۲۴) —

اکابر ملک نے پھر اس کے پاؤں چومے اور اصرار کیا کہ کلاہ بادشاہی تیرے ہی لئے موزوں ہے - اگر تاج کے لایق کوئی اور سر ہوتا تو تقدیر الہی یہ عزت و مرتبہ اسی کو بخشتی - ہم جو آج تیرے سامنے زیر و سرنگوں کھڑے ہیں کیوں کر تیرے مقابل میں تخت سلطنت کے سزاوار ہو سکتے ہیں - تغلق نے پھر وہی عذر کیا اور امیروں نے پھر اصرار کیا - تغلق نے کہا کہ میں کوئی بچہ نہیں ہوں کہ آپ لوگوں کی ان تقریروں سے بادشاہی کے شوق میں اس کی دشوار ذمہ داریوں کو بے تامل اٹھا لوں - دوسرے اگر میں

نے بادشاہی قبول کی تو لوگ یہی کہیں گے کہ میں نے اسی غرض سے تلوار کھینچی تھی - لوگوں نے آخر میں یہ دلیل بھی پیش کی کہ اگر تیرے سوائے کوئی دوسرا تخت پر بیٹھا تو وہ تجھ سے خایف اور اس لیے تیری مخالفت پر آمادہ ہوے بغیر نہ رہے گا جیسا کہ ابو مسلم کے معاملے میں ہوا کہ اس نے جعفر کو تخت خلافت پر بٹھایا اور جعفر نے اپنی حفاظت کے لیے خود اسی کو قتل کروایا - امیر خسرو لکھتے ہیں کہ یہ بات سن کر تغلق بھی سوچ میں پڑگیا اور وہ ابھی اسی تردد میں تھا کہ دور سے اس کے سامنے تین چتر نمودار ہوے - اس وقت اسے اپنا وہ خواب یاد آیا جس میں اس نے اپنے سر پر تین چاند چمکتے دیکھے تھے - اور با آخر لوگوں کی درخواست اور تخت شاہی کو بخشش الٰہی سمجھ کر قبول کرنے پر آمادگی ظاہر کی —

تخت شاہی کے لیے اس رد و کد کا حال برنی اور بعد کی تاریخوں میں بھی موجود ہے - برنی نے تصریح کی ہے کہ یہ مجلس قصر ہزار ستون میں منعقد ہوئی تھی - ابن بطوطہ نے یہ دلچسپ روایت بھی لکھی ہے کہ ملک تغلق اپنے دوست بہرام ابیہ کو بادشاہی کی دعوت دیتا تھا - بہرام نے انکار کیا اور کہا کہ اگر تم تخت شاہی قبول نہیں کرتے تو ہم تمہارے بیٹے فخرالدین کو بادشاہ بنا لیں گے - یہ سن کر تغلق نے بہتر یہی سمجھا کہ خود بادشاہی قبول کرلے —

(۱۱)

جلوس شہ غیاث الدین و دنیا تغلق غازی
فراز تخت سلطانی چو افریدون و اسکندر

دوسرے روز یعنی ہفتے کی صبح تغلق نے تخت سلطنت پر جلوس کیا اور سلطان غیاث الدین اس کا شاہی خطاب قرار پایا۔ پھر دو منظوم عنوانوں کے تحت میں امیر خسرو نے خسرو خاں اور اس کے بھائی کی گرفتاری اور قتل کا حال تحریر کیا ہے کہ دونوں بھائی فراری میں ایک دوسرے سے جدا ہو گئے تھے۔ خانخاناں کسی بڑھیا کے گھر میں جا چھپا تھا لیکن غالباً اسی روز تغلق کے سواروں کو اس کا پتہ مل گیا۔ انہوں نے فخرالدین جونا کو، جسے اس موقع پر پہلی مرتبہ تغلق نامے میں الغ خاں کے خطاب سے یاد کیا گیا ہے (نمبر ۲۸۱۵) خبر کردی اور اس مکان تک لے آئے۔ الغ خاں نے وعدہ کیا کہ بادشاہ تیری جاں بخشی کردے گا لیکن جب وہ گرفتار ہو کر تغلق کے سامنے لایا گیا تو اس نے حکم دیا کہ اسے شہر میں پھرایا جائے اور جس طرح اس نے مستورات کی پردہ دری کی تھی اس کی بھی تشہیر کی جائے۔ چنانچہ بڑے بڑے بازاروں میں اس کو پھرایا گیا۔ اور اس کے بعد سر کاٹ کر کنگرے پر لٹکا دیا گیا —

پھر امیر خسرو ایک پند آموز تمہید کے بعد لکھتے ہیں جب خسرو خاں شکست کھا کے میداں سے بھاگا تو چند ہم قوم براد و سوار بھی اس کے ساتھ تھے۔ وہ تھوڑی دیر ہر طرف دوڑتے پھرے کہ امن کی جگہ یا پناہ کا راستہ مل جائے۔ لیکن اس دوادوش میں راستہ بھول گئے اور خسرو خاں اپنے ساتھیوں سے بھی الگ ہو گیا۔ اور گرتا پڑتا ایک ویران باغ میں جا چھپا۔ برنی نے لکھا ہے کہ وہ اپنے قدیم آقا ملک شادی کے مقبرے کے باغ

میں جا چھپا تھا - اور دوسرے روز وہاں سے گرفتار ہو کے آیا -
ابن بطوطہ لکھتا ہے کہ وہ تین دن تک برابر باغ میں چھپا رہا
اور پھر بھوک سے بے قرار ہو کر ایک باغبان کو اپنی انگوٹھی دی
کہ اسے گروی رکھہ کر کچھہ کھانا لائے - یہ انگوٹھی پکڑی گئی اور
اسی سے خسرو خاں کا کوتوال کو سراغ مل گیا - تغلق نامے میں
لکھا ہے کہ بادشاہ نے الغ خاں کو اسے گرفتار کرنے کے لئے بھیجا -
غرض وہ گرفتار ہو کر تغلق کے سامنے پیش ہوا - بادشاہ نے اس
سے سوال کیا کہ اے ظالم تونے اپنے ولی نعمت کے ساتھہ یہ کیا
کیا کہ اس نے تجھہ کو اپنے دل میں جگہہ دی اور تونے اس کا
خون کردیا - خسرو خاں نے جواب دیا کہ میرا حال دنیا
کو معلوم ہے —

" اگر نارفتنی بر من نرفتے ز من نا آمدے وین فن نرفتے "

اس بیت میں قطب الدین کی بد فعلی کا اشارہ ہے جس کا
برنی نے بار بار اور خاصی صراحت سے ذکر کیا ہے - تغلق کے سوال
پر کہ شہزادوں نے تیرا کیا بگاڑا تھا جو ان کو اس بے رحمی سے
قتل کیا - خسرو خاں نے جواب دیا کہ یہ مشورہ میرے رفیقوں
نے مجھے دیا تھا - اس کا الزام حقیقت میں مجھہ پر نہیں - پھر
جب پوچھا گیا کہ تخت و سلطنت پر تونے کیوں قبضہ کیا تو
اس نے کہا کہ میں کسی شہزادے کو تخت پر بٹھانا چاہتا تھا
مگر میرے بدرائے مشیروں نے مجھے ڈرایا کہ اگر تو ایسا
کرے گا تو تیری خیر نہ ہو گی - تغلق نے یہ سوال بھی کیا تھا
کہ مجھہ پر تونے کیوں فوج کشی کی - خسرو خاں نے کہا کہ

میں تجھکو پالم تک کا علاقہ دینے پر تیار تھا لیکن یہ رائے بھی نہ چلی اور خدا نے تجھکو غالب اور تخت و سلطنت کا وارث بنا دیا۔ آخر میں خسرو خاں نے جاں بخشی کی درخواست کی اور یہ بھی کہا کہ اسے اندھا کرکے کسی گاؤں میں گوشہ نشینی کی اجازت دے دی جائے (نمبر ۲۹۰۶) مگر تغلق نے اسے قبول نہیں کیا اور کہا کہ میں نے بادشاہ اور شہزادوں کا انتقام لینے کے لیے یہ جنگ کی تھی اور تجھکو زندہ چھوڑنا میرے عہد اور اعلان کے خلاف ہوگا۔ پھر جلادوں کو حکم دیا کہ جس جگہہ سلطان قطب الدین مبارک شاہ کو خسرو خاں نے قتل کرایا تھا اسی مقام پر لے جا کر خسرو کا سر قلم کردیا جائے۔ چنانچہ سر کاٹ کر صحن میں پھینک دیا گیا کہ آیندہ و روند کے قدموں میں پامال ہو۔ اس کے قتل ہونے کی قریب قریب یہی روایت ابن بطوطہ نے لکھی ہے —

....

تغلق نامے کا جو نسخہ موجود ہے وہ اسی بیان اور بیت نمبر (۱۹۲۰) پر ختم ہوگیا ہے۔ لیکن صفحے کے آخر میں ترک موجود ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کے آگے کے کچھہ اوراق ضایع ہو گئے ہیں۔ ایک عنوان بھی آخری صفحہ سے دو تین ورق پہلے حاشیے پر تحریر ہے جو غالباً آخری فصل کا عنوان تھا۔ اور وہ یہ ہے —

حدیث چتر و کشور دادن شہزادگاں و انکہ

بشغل آراستن کار ملوک و بندہ و چاکر

معلوم ہوتا ہے کہ اس آخری فصل میں لوگوں کے خطابات و خدمات کی تصریح تھی اور پھر وہ اشعار ہوں گے جو حیاتی نے خاتمے پر تحریر کیے تھے - لیکن جیسا کہ مقدمۂ کتاب میں بحث کی گئی ہے یہ آخر کے اوراق جو تلف ہو گئے تعداد میں کچھ زیادہ نہیں ہو سکتے —

سید ہاشمی

حیدر آباد - شوال سنہ ۱۳۵۱ ھ



مقدمہ

(نا تمام)

نوشتہ مولوی رشید احمد صاحب انصاری مرحوم

حضرت 'امیر خسرو' رحمۃ اللہ علیہ کی تمام تصانیف میں تغلق نامہ سب سے زیادہ اہم اور سب سے زیادہ ضروری اور زیادہ قیمتی تصنیف ہے - عام مورخ اس بات پر متفق ہیں کہ وہ حضرت امیر کی سب سے آخری تصنیف ہے بلکہ حاجی خلیفہ نے کشف الظنون * میں یہ لکھا ہے کہ یہ نظم تمام ہونے نہیں پائی تھی کہ حضرت امیر کی وفات ہوگئی - اس کی اہمیت کی دوسری وجہ یہ ہے کہ وہ خالص تاریخی تصنیف اور اس میں قطب الدین مبارک شاہ کے قتل سے لے کر غیاث الدین تغلق کی تخت نشینی تک کے نہایت تفصیلی واقعات ملتے ہیں جن سے ہماری موجودہ کتب تواریخ ساکت ہیں - بلا شبہ تاریخ علائی †

---

* کشف الظنون مطبوعۂ جرمنی صفحہ (   ) اس میں تغلق نامہ کو تعلق نامہ لکھا ہے جو چھاپہ کی غلطی ہے ---

† صیغۂ خسروی کے سلسلہ میں تاریخ علائی کی تصحیح اور متعدد نسخوں کے ساتھ اس کا مقابلہ میں کرچکا تھا - افسوس ہے کہ اب تک اس کے چھپنے کی نوبت نہیں آئی ---

ایک ایسی کتاب ہے جس کو تاریخی کہا جاسکتا ہے اور جس میں حضرت امیر نے سلطان علاء الدین خلجی کی بعض فتوحات کو اپنے خالص شاعرانہ انداز میں صنایع بدایع کے سخت التزام کے ساتھہ بیان کیا ہے - ممکن ہے کہ اس سے بھی بعض تاریخی غلط فہمیوں کی اصلاح ہوجائے - لیکن تاہم اس کی تاریخی حیثیت کے مقابلہ میں ادبی حیثیت زیادہ غالب ہے اور اس لحاظ سے وہ تغلق نامہ کی برابری نہیں کر سکتی —

ان دونوں باتوں کے علاوہ خاص وجہ تغلق نامہ کی اهمیت کی یہ ہے کہ وہ صدیوں سے کم یاب یا نایاب یا قطعاً مفقود سمجھی جاتی ہے - تمام مورخ اور تذکرہ نویس یا تو اس کی کم یابی کی شکایت کرتے ہیں یا اس کے فقدان پر افسوس کرتے ہوے دیکھے جاتے ہیں - اور جہاں تک مجھے علم ہے کوئی شخص اس بات کا اقرار نہیں کرتا کہ اس نے تغلق نامہ کو دیکھا ہے - البتہ حاجی خلیفہ نے اس کتاب کے متعلق اس قدر صحیح بیان دیا ہے جس سے گمان غالب ہوتا ہے کہ اس نے یہ کتاب ضرور دیکھی ہے - اس زمانہ میں نئی تصانیف ایک ملک سے دوسرے ممالک میں جس سرعت کے ساتھہ پہنچ جاتی تھیں ' اس سے کچھہ بعید نہیں معلوم ہوتا کہ یہ کتاب بھی قسطنطنیہ پہنچ گئی ہو اور حاجی خلیفہ کی نظر سے گزری ہو اور چونکہ وہاں کے شاهی کتب خانے اس وقت تک محفوظ ہیں اس لیے یہ بھی کچھہ بعید نہیں کہ اس کتاب کا کوئی نسخہ اس وقت تک وہاں کے کتب خانہ میں محفوظ ہو - بہر حال حاجی خلیفہ کے الفاظ یہ ہیں :.... .....

جب نواب عمادالملک بہادر کی تحریک پر مدرسۃ العلوم علیگڈھ میں فراھمی و ترتیب تصانیف خسروی کا کام شروع ہوا تو اس کے کارکنوں کی خاص توجہ تغلق نامہ کی طرف مبذول ہونا ایک قدرتی بات تھی چنانچہ اس کی تلاش میں سب سے زیادہ اہتمام کیا گیا۔ خداوند تعالی نواب اسحاق خاں کو غریق رحمت فرمائے - عجیب نیک دل اور پاک باطن بزرگ تھے۔ تصانیف خسرو کے ساتھ جس قدر ان کو دلچسپی تھی اور جس قدر شوق تھا وہ ظاہر بینوں کی نظر میں خبط بلکہ جنون کے درجہ کو پہنچ گیا تھا، اور تغلق نامہ کے ساتھ تو ان کو خاص شغف تھا - ہر صاحب ذوق سے وہ اسی کا تذکرہ کرتے اور یہی فرمایش کرتے تھے۔ مجھے یقین ہے کہ یہ انہیں کے جذب قلبی اور نیک نیتی کا ثمرہ تھا کہ ایک ایسی کتاب جس کی تصنیف کو چھہ صدیوں سے زائد زمانہ گزر چکا ہے اور مورخین سوائے نام کے اس کی نسبت اور کچھہ نہیں جانتے اور جس کے مفقود ہوجانے پر علمی دنیا متفق ہوچکی تھی از سرنو پھر عالم وجود میں آے اور زیور طبع سے آراستہ ہوکر اہل شایقین کے ہاتھوں میں اس کی رسائی ہو —

تغلق نامہ کا انکشاف جن ابتدائی مراحل سے گزر کر پایۂ تکمیل کو پہنچا ان کی روئداد نہایت دلچسپ اور سننے کے قابل ہے - یہاں اس کو مختصراً بیان کر دینا ضروری معلوم ہوتا ہے - اس بیان کو سرسری نظر سے دیکھنے والے ممکن ہے کہ یہ خیال کریں کہ تغلق نامہ کی ایجاد کا فخر صرف اس خاکسار کو حاصل ہے - مگر حقیقتاً یہ خیال صحیح نہیں ہے۔ اس فخر

میں جناب مولانا حبیب الرحمن خاں صاحب شروانی میرے ساتھ شریک ہیں بلکہ شریک غالب ہیں۔ وہ اس تحریک کے بانی ہیں۔ * سب سے پہلے انہوں نے جہانگیر نامہ پر ایک مبسوط تنقید لکھی۔ جس میں وہ اگرچہ کسی صاف نتیجہ پر نہیں پہنچ سکے لیکن ان بحثوں اور کاوشوں سے میں نے ضرور فائدہ اٹھایا جس کا میں اعتراف کرتا ہوں۔ جس طرح اس تحریک کا آغاز ہوا اس کو مولانا شروانی ہی کے الفاظ میں میں بیان کرنا زیادہ مناسب سمجھتا ہوں۔ آپ اپنے تنقیدی مراسلے میں جو نواب اسحاق خاں مرحوم مغفور کے نام ہے تحریر فرماتے ہیں:

"تبصرہ † طبع ثانی ایک ہفتہ ہوا موصول ہوا۔ غایت دلچسپی کی وجہ سے نے میں اس کو مکرر پڑھا۔ تغلق نامہ کے متعلق آپ کی تاسف آمیز تحریر پڑھ کر دل میں ایک حسرت کی موج اٹھی اور اس خیال سے دل تڑپ کر رہ گیا کہ کاش میں اس کا نسخہ حاضر کرسکتا۔ اسی اضطراب میں خیال آیا کہ کتب خانہ میں حیاتی کاشی کا جہانگیر نامہ ہے جو بجواب تغلق نامہ لکھا گیا تھا۔ اس کو دیکھنا چاہیئے شاید حالات پر کچھ روشنی پڑے۔ اس کو نکال کر دیکھا۔ حسب ذیل واقعات معلوم ہوئے..... ..."

غرض کہ مولانا شروانی کا مراسلہ جس کا خلاصہ اوپر دیا گیا ہے

---

* جہانگیر نامہ کا نسخہ جو بعد میں تغلق نامہ ثابت ہوا انہیں کے کتب خانہ سے نکلا۔

† تبصرۂ ثانی متعلق ترتیب کلیات خسروی صفحہ ۳۲

اور جہانگیر نامہ کا قلمی نسخہ نواب اسحاق خاں مرحوم نے آخری فیصلہ کے لیے خاکسار کے سپرد فرمایا - میں نے ان دونوں چیزوں کو سرسری نظر سے دیکھا - مجھہ کو قطع نظر اس بات کے کہ حیاتی کے اقوال کا صحیح محمل کیا ہو سکتا ہے اس کتاب میں حضرت امیر خسرو کی روح محسوس ہوئی اور آخر کار مجھہ پر منکشف ہو گیا کہ سوائے چند ابتدائی اوراق کے جو حیاتی کاشی کے طبع زاد ہیں اور جس میں اس نے جا بجا اپنا نام لکھا ہے باقی تمام کتاب امیر خسرو کی ہے اور یہ وہی کتاب ہے جس کا نام تغلق نامہ ہے اور جس کی نسبت علمی دنیا صدیوں سے یقین کرچکی ہے کہ وہ مفقود ہو گئی —

میں نے اپنی یہ رائے مع ان دلایل کے جو اس سرسری مطالعہ کے وقت میرے خیال میں آئے اور جو اثبات مدعا کے لیے کافی تھے لکھہ کر بھیج دی تھی - جو تبصرۂ ثانی میں مولانا شروانی کے مراسلہ کے ساتھہ چھپ چکی ہے - مگر اس مبحث کی اہمیت کا لحاظ کر کے میں چاہتا ہوں کہ ان تمام دلائل و شواہد کو جو میں نے اس وقت لکھے تھے اور نیز جو عمیق مطالعہ اور مزید غور و فکر کے بعد میرے خیال میں آئے زیادہ توضیح اور تفصیل کے ساتھہ لکھوں :

(۱) جہانگیر نامہ اور عشقیہ میں بیان کا انداز اور ترکیبوں کی بندش اور قوافی کی نشست بالکل متحد واقع ہوئی ہے بلکہ بعض اوقات پورے پورے مصرعے اور شعر باہم مل جاتے ہیں - اور سوائے ایک دو لفظوں کے کچھہ فرق نہیں ہوتا - مقابلہ کے لیے

میں نے عشقیہ کو اس لیے ترجیح دی ہے کہ وہ حضرت امیر کی اواخر عہد کی تصنیف ہے اور متعدد واقعات دونوں کتابوں میں مشترک ہیں۔ اور بحر بھی دونوں کی ایک ہی ہے۔ چند شعر ملاحظہ ہوں :—

جہانگیر نامہ	عشقیہ
همی گفت آسماں را آفتابش	ازاں بے مہر شد دینار خورشید
که سکه می شوم بهر خطابش	که دارد سکۂ نام تو امید
گہر هائے که گوهر پاش از امید	گہر هائے که هر یک را ز امید
بنور چشم خود پرورد خورشید	بصد خون جگر پرورد خورشید
ازاں خوں و ز موج اشک رنگیں	ز کو بش بر رخ پر خوں و رنگیں
حنا می بست بردست نگاریں	حنا می بست بر دست نگاریں

———*———

چو دولت مرد را بر سر نهد تاج	کسے کز مہر گردوں بہرہ مند است
فتد ز اسپ او دشمن بتاراج	ز انجم همچو انجم سر بلند است
بهر قفلے که دستش یار گردد	اگر چوبه کلید کار در مشت
هر انگشتش کلید کار گردد	کلیدے گرد از دستش هر انگشت
بهر منزل که جایش در خور آید	چو عون غیب پیش مقبل آید
مراد از بام و کام از در در آید	غرض پیش از تمنا حاصل آید
به تعظیم آسماں بوسه جبینش	هنوزش آرزو باشد بسینه
بسلطانی دهد ز انجم نگینش	که بیش از خواست پیش آید خزینه
ز تقدیر است چوں بهتر به تمییز	ز روزی خواه درده خواه در شهر
خواص قابلیت در همه چیز	مقام هر کسے پیداست در دهر

یکی کو از بلندی بهره مند است   عقاب از اوج نتوان داشتن پست
نیارد پست ماندن چون بلند است   مگر در بازوش لنگر توان بست
دگر کز آسمانش بهره پستی است   بحیله موش بالا بر نیاید
رهش با چار سوئے زیر دستی است   مگر آن کش غلیوازے رباید
بود گندم خرے بالا سر افراز   بن جو را ز یک گز فکنده شاخ
سر چلغوزه گوید با فلک راز   شود گر جو بجو با ابر گستاخ
بکوشش دیو جمشیدی نیابد   بحیله چند باشد پست را اوج
ستاره نور خورشیدی نیابد   بدریا بر شود باز اوفتد موج
سرے کو را بود قسمت کلاهے   کواکب کز رصدها در شمارند
هوس بر تاج بردن نیست راهے   شمار کار عالم پیشه دارند
ازان نقدے که می سنجند در ذهب   بآئینے که می آید ز تقدیر
بروزی پر شود نے از هوس جیب   بکار خلق می سازند تدبیر

نه هر فرقے سزاے تاج شاهی است
نه هر تن را لقب ظل الهی است
نه هر درّی بر افسر جاے یابد
نه هر سر تاج ملک آراے یابد

— * —

فرنگیان کوس فتح آواز می داد   ترنم زهره را آواز می داد
ز سر می برد هوش و باز می داد   نوا جان می ربود و باز می داد
همه دندانش در بالا و پستی   همه دندانش مست شهر بد راست
فتان خیزان شده از شیر مستی   کزان مستی همی افتاد و می خاست
کسی کو عزت اسلام داند   کسی کو عزت معشوق داند

معاذ اللہ کے این دیدن تواند کجا از نان و جانش یاد ماند
کنوں زاں‌گونہ خواہم راند این حرف بہنجارے نگارم نقش این درج
کہ گنجے نہ زملک درروے شود صرف کہ چوں آب رواں گوہر شود خرج
چو من در خوں فتم خونم مشوئید چو یارم گشت زو خونم مجوئید
وزیں خونخوار کاں خونم مجوئید وزیں خوں روے دلگونم مشوئید
فلک تاج علا را بود معراج علا از تخت رفت رفعت از تاج
بخاک افتاد والا گوہر تاج شہا بے جاے ماہے کرد معراج
بود شہ پاسباں خلق پیوست چو باشد خارہ را پاسباں مست
خطا باشد کہ باشد پاسباں مست رساند دزد را خود باز بردست
شبانی چوں شد خراب از بادۂ ناب شبانے را کہ باشد بادہ در پیش
رمہ در معدۂ گرگاں کند خواب رساند نقل گرگ از پہلوے میش
ہر آئینے کہ رسم ملکداری است سکون عہدۂ با استواری
تمامت کارہا در ہوشیاری است سداد شہ بود در راستکاری
چو طبعم در جواں مردی در آمد سپاہ دیں کہ چوں دریا در آمد
قلم را موج دریا بر سر آمد مغل را موج دریا بر سر آمد
عجب حیفی کہ زاں گبران گمراہ عفا اللہ در چناں روہاے چوں ماہ
بخوں غلطد چناں روہاے چوں ماہ کسے چوں برکشد شمشیر کیں خواہ
جوانے ہم چو بخت خویش بیدار ربودہ خواب بیداراں بہ یکبار
ربودہ خواب بیداراں بہ یکبار ز چشم نیم خواب و نیم بیدار

— * —

تغلق نامہ اور جہانگیر نامہ کی تصنیف میں پورے تین صدیوں
کا فاصلہ ہے اور اس عرصہ میں فارسی زبان اور اس کی نظم و نثر

میں نمایاں تغیرات ہوگئے تھے - بہت سے الفاظ اور محاورات متروک ہوکر نئے الفاظ اور نئے محاورات ان کی جگہ جاری ہوگئے تھے - شاعری میں بجائے قدما کی سادگی اور بے تکلفی کے دقت پسندی اور نازک خیالی خصوصاً دور اکبری میں انتہا کو پہنچ چکی تھی جس کو اس عہد کے سخن فہم تازہ گوئی سے تعبیر کرتے ہیں - اس لئے حیاتی کے کلام کو حضرت امیر خسرو کے کلام کے ساتھہ مقابلہ کرنا اور ان میں فرق دکھلانا شاید اہل ذوق کے نزدیک معیوب سمجھا جاے - اس خیال سے میں نے عشیقہ اور تغلق نامہ کے ہم معنی اشعار بالمقابل نقل کر دئے ہیں - ہر شخص اندازہ کر سکتا ہے اور یقین کرسکتا ہے کہ اس قدر توارد دو ہم عصر شاعروں کے کلام میں بھی نہیں ہوسکتا چہ جائیکہ ان میں سینکڑوں برسوں کا فاصلہ ہو —

اشعار مذکورۂ بالا کی نسبت صرف اس قدر اور عرض کر دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ میں نے ان کے جمع کرنے میں کوئی خاص اہتمام نہیں کیا - بلکہ جہانگیر نامہ کے مطالعہ کے اثنا میں جو اشعار ایسے آے جن کے ہم معنی شعر عشیقہ میں میری نظر سے گزر چکے تھے اور مجھے یاد تھے ان کو لکھہ دیا ہے - مجھے یقین ہے کہ اگر ان دونوں کتابوں کا مقابلہ کیا جاے تو صدہا ایسے ہم معنی اشعار ملیں گے —

(۲) اس کتاب میں وقایع تاریخی کی ایسی چھوٹی چھوٹی جزئیات اور تفصیلات پائی جاتی ہیں جن کو مورخ عموماً اپنی تاریخوں میں نہیں لکھتے - اور جن کو ضیاء برنی نے بھی جو

عہد قطبی اور تغلق کا عینی شاہد ہے فیروز شاہی میں نہیں لکھا۔ پس اس قسم کی جزئیات کا جو اس کتاب میں بکثرت پائی جاتی ہیں پوری تین صدیوں کے بعد حیاتی کے قلم سے ظاہر ہونا ایک ایسی بعید از قیاس بات ہے جس کو غالباً کوئی عاقل تسلیم نہیں کرے گا۔ مثالاً صرف دو واقعوں پر اکتفا کرتا ہوں —

(۱) - خسرو خاں نے قطب الدین مبارک شاہ کو قتل کر کے شاہزادوں اور شاہی خاندان پر جو ظلم و ستم توڑے ان میں ایک واقعہ کا درد ناک منظر اس طرح دکھایا گیا ہے :—

چناں است ایں حکایت راست راست | کہ چوں بر قطب دیں رفت آنچہ حق خواست
ز بعد آں سریر آرائے مرحوم | برادر پنج دیگر ماند مظلوم
یکے خان فرید اسم بلند اصل | کہ بود اصلش زدہ شد وصل بر وصل
کہ آں سنگے سزائے ملک سنجے | سہ پنجش عمر رد دیرینہ سنجے
تمامش دادہ قراں ختم منشور | دلش زاں نور گشتہ سورۂ نور
بسا شاگردیٔ استاد کردہ | کتاب و نامہ را چوں یاد کردہ
بہ ترتیب کمان و تیر پیوست | بعقد تیر دو انگشت او شست
دگر بو بکر خاں دیباچۂ تخت | سزائے ملک گر یاری کند بخت
ز سال عمر او در ہفتہ رفتہ | دو ہفتش سال و او ماہ دو ہفتہ
الم دیدہ ز الف و لام و یا سین | نشستہ در دل قران چو یسین
ہوس در نظم و نثر و لفظ و خط خوش | طبیعت خود چہ گویم آب و آتش

— * —

علی خان گرامی هشت ساله جبینے چوں گل و روے چو لاله
همه دندانش در بالا و پستی فتاں خیزاں شده از شیر مستی
ز قرآں تا بقد افلح رسیده قد ش افلاح شده کاں صفحه دیده

— * —

بها خاں هم بهشتم سال نو خیز بشاش دوم قراں ورق بیز
گرفته روزی از تعلیم بالا وما من دابة فی الارض الا

— * —

چنیں شهزادگان ناز پرورد که چرخ از بهر ملک انباز پرورد
زمان عمر شاں چوں بر سر آمد زمانه در جفا کاری بر آمد
اشارت کرد خسرو خان کم بخت که بر شهزادگاں کارے روه سخت

— * —

زپنجم سال عثماں بهره ور بود هنوز از جمع قراں بے خبر بود
ببازی هاے نوزاداں هوس ناک ز لوح کاف و نون لوح دلش پاک

— * —

ان اشعار سے معلوم ہوتا ہے کہ سلطان قطب الدین مبارک شاہ کے مقتول ہوجانے کے بعد اس کے پانچ بھائی باقی رہ گئے تھے۔ اول فرید خاں جس کی عمر پندرہ سال کی تھی قرآن مجید ختم کرچکا تھا۔ کتابیں پڑھتا تھا اور تیر اندازی کی مشق کرتا تھا۔ دوم ابو بکر خاں جس کی عمر چودہ سال کی تھی۔ ......
...... نظم و نثر کا شوق تھا خط اچھا اور طبیعت نہایت ذکی تھی۔ سوم علی خاں نہایت حسین تھا۔ قد افلح المومنون تک

پڑھ چکا تھا - چہارم بہا خاں - اس کی عمر بھی آٹھ سال تھی قرآن مجید کا پہلا ثلث ختم کر چکا تھا اور وما من دابة فی الارض کا پارہ پڑھ رہا تھا - پنجم عثمان خاں - پانچ سال کی عمر تھی - تعلیم ابھی شروع نہیں ہوئی تھی —

شہزادوں کے متعلق جس قدر جزئیات ہم کو مندرجۂ بالا اشعار سے معلوم ہوتے ہیں ان پر سرسری نظر ڈالنے سے یقین ہوتا جاتا ہے کہ ان کا بیان کرنے والا حواثی نہیں ہوسکتا —

(ب) - غازی الدین تغلق اور خسرو خاں کے درمیان جو فیصل کن معرکہ آرائی دھلی کے قریب ہوئی اس کا نقشہ ایسا مفصل کھینچا گیا ہے جو کسی بعد کے زمانے والے سے ممکن نہیں معلوم ہوتا - فریقین کے میمنہ اور میسرہ کے دستوں کی تعداد اور ان کے افسروں کے نام - کیوں کر جنگ شروع ہوئی اور کس طرح ختم ہوئی - اثنائے جنگ میں غازی الدین تغلق کے لشکر کے ایک دستے کو شکست ہو جانا جس کی وجہ سے اکثر فوج کا مفرور ہوجانا مگر غازی الدین کا اپنی جگہ پر استقلال کے ساتھ قائم رہنا اور دوبارہ ترتیب قائم ہونا - ہر بات صاف صاف معلوم ہوتی ہے —

غازی الدین تغلق کے لشکر کا مقدمة الجیش منزل بمنزل دھلی کی طرف بڑھتا چلا آرہا ہے اور دھلی میں ھلچل بڑھتی جاتی ہے :—

همیشه دم بدم آوازه در شهر   که اینک دهره زن شد صفدر دهر

گزشت از ہانسی آمد در مدینہ* فہکن ہو نہ دین المدینہ
ازاں آیندہ دیں مقدار نو یافت مدینہ حیدر کرار نو یافت
چو در رہتک سہ پایہ کرد رایت ولی عہد نبی شد در ولایت
چو در مندوتی* آمد جوش منصور بدہلی شد دمیدہ نفخۂ صور
چو گردان سپہ بر شد بعالم بچشم ہندواں شد تیرہ عالم
چو نور افگند بر کوہ کنسپور شد آں سنگ ازصفا رخشندہ چوں طور
علم کز حوض سلطان عکس بنمود منارہ حلہ بست از ظل ممدود
چو میلے چند ازاں نزدیک تر شد سپاہ ہندواں زیر و زبر شد
پر از دہلیز و خرگہ شد سراسر ہمہ صحراے اہراوت ز لشکر
پس پشت آب جون و پیش دہلی کجا یارد ستادن جوش دہلی
ز رود جون ہمی آمد ندا ے ظفر با خوشدلی می کوفت پاے
ملک فخر الدین و ل برروئے لشکر چو شیراں بر تنش ہر موے لشکر
جوانے ہمچو بخت خویش بیدار ربودہ خواب بیداراں بہ یکبار

شب جمعہ خسرو خاں مع اپنے فوجی سرداروں کے تمام رات فوج کی تیاری اور آراستگی میں مصروف رہتا ہے اور اس موقع سے فائدہ اُٹھا کر عین الملک اپنے وعدے کے مطابق اپنی جمعیت کو ساتھ لے کر چپ چاپ اُجین کی طرف روانہ ہوجاتا ہے :—

---

* رہتک اور مہم کے لب سڑک ایک چھوٹا سا گاؤں ہے - یہ علاقہ اب تک مشہور ہے کہ غازی الدین اور خسرو کی جنگ یہاں ہوئی تھی —

* یہ بھی مہم کے قریب ایک گاؤں ہے یعنی مندوتی با میم مفتوح و نون ساکنہ و دال مفتوح —

چناں بود ایں حدیث تیغ بازی — کہ چوں در اندپت آمد شاہ غازی
شب جمعہ حسن شد در پئے کار — کہ فردا رایت افرازد بہ پیکار
دراں غوغا کہ ہر کس بود مفتوں — نہانے رفت عین الملک بیروں
چو بنیادے ندید از ملک عینش — عزیمت شد بہ شہر خود اجینش
ہمہ شب بود خسرو لشکر آرائے — سراں و سرکشانش نیز بر پائے
چو صبح جمعہ تیغ تیز برداشت — ز مانہ غلغل خونریز برداشت
ہمہ تن مہرگرداں تیغ کیں داشت — زحل آبے و مریخ آتشیں داشت
بعزم رزم شد ترتیب لشکر — ازاں ہر روز ترتیب آہنیں تر

روز جمعہ چاشت کے وقت خسرو خاں جس شان و شکوہ کے ساتھ اپنی فوج لے کر نکلتا ہے اور جس طرح اس کے یمین و یسار کی تقسیم اور ترتیب کرتا ہے اس کی تصویر ملاحظہ ہو:—

چو خورشید درخشاں در تلالا — بر آمد چوں سناں یک نیزہ بالا
رواں شد تند خسرو خاں بد روز — بجنگ سوے ملک غازی کیں توز
سپہ آراستہ از شرق تا غرب — تو گوئی خواست کردن با فلک حرب
صفے چوں ہفت جوش آہن بگویم — کہ جز سبع شدادش من نگویم
ز دست راست گشتہ کینہ پرور — دو صوفی نوش خوں را شستہ ساغر
یکے خاں یوسف صوفی بہ تعجیل — کہ مصرے گیرم از شمشیر چوں نیل
دگر با او کمال الدین صوفی — کمر بستہ بکیں چوں مہم کوفی
ہماں جا قر قماز اندر تگ و تاز — کہ بود سایستی سر افراز
ہمانجا ہا و لیکن باب کافور — بعرف مہرداری گشتہ مشہور
ہمانجا راست کردہ فوج پیکار — شہاب آں ہاربک را نائب کار

همان جانب کیں مہر اودہ بود — بہاء الدین دبیرش هم مدد بود
بدست چپ همانبہ لشکرے سخت — هوا خواهاں خسرو خان کم بخت
یکے مرتد کہ گاہ خوک خواری — ز دیگر خوک خواراں جست یاری
دگر زن دهول یعنی رائے رایاں — دگر کبح برمہہ و ناک از تیرہ رایاں
دگر سنبل کہ حاتم خانش خوانند — امیر صاحب سلطانش خوانند
دگر آں مالدیو آفت انگیز — کہ رفت و باز گشت از بہر خونریز
دگر اصحاب دیواں جملہ باهم — شدہ دیوان عارض هم بداں هم
امیران دگر را کس چہ داند — کہ ایں جا یک بیک را باز خواند
همہ نو مہر گشتہ پارہ کوشاں — بخون ریزی چو خون خویش جوشاں

مندرجہ بالا اشعار میں آخر کے دو شعر خاص طور پر قابل توجہ هیں - مصنف عذر کرتا ان کے سوا اور بهی امیر هیں جن کو میں نہیں جانتا ان کا ذکر چهوڑتا هوں اس لیے کہ یہ لوگ حال هی میں غلامی کی حالت سے ترقی کر کے درجۂ امارت کو پہنچے هیں۔

غازی الدین تغلق نے جس طرح اپنی افواج کی تقسیم اور ترتیب کی تهی اس کا نقشہ بهی ملاحظہ هو -

بآئین نخستیں لشکر آراست — بہر جا لشکر آرائی بر آراست
سر صف میمنہ حاضر با خلاص — بہاءالدولہ خواهر زادۂ خاص
بفوج دو میں شیر سبک عزم — ملک بہرام ابهہ رستم رزم
بدیگر فوج ازاں پس پہلوئے کار — علی حیدر بہر دو نام کرار
بسوئے میسرہ در کیں کمر بند — ملک فخرالدول شایستہ فرزند
بدیگر فوج همچوں سعد و قاص — اسد والا برادر زادۂ خاص
بدیگر فوج بود آما جدارے — خوش فوری شہاب اسفند یارے

سر صف میر شادی صفدر شرق ز تھر و تیغ هم باراں و هم برق
بقلب اندر گزین خاص تقدیر ملک غازی سپهدار جهانگیر

---*---

(۳) اس کتاب میں وقایع تاریخی کے بیان کرنے میں جس قدر صحت کا التزام رکھا گیا ہے اس کا مکرر سہ کرر اعلان کیا گیا اور واقعات کی صحت کا ناظرین کو یقین دلایا گیا ہے - بعض واقعات عینی شاهد سے روایت کئے گئے هیں- اور بعض کی نسبت خود اپنے چشم دید هونے کا اقرار پایا جاتا ہے - اور تمام باتیں بحیثیت مجموعی صاف اس امر کی دلیل هیں که ان واقعات کا بیان کرنے والا حیاتی نہیں هوسکتا —

ایک داستان کے شروع میں کہتے هیں :—

دریں ملک از پسے فتنه که برخاست خبر زیں گونه دارم راستا راست

ایک واقعه کو عینی شاهد سے نقل کرتے هیں :—

کسے کیں فتنه دید از دیدهٔ خویش چنیں بیروں ترا وید از دل ریش

ایک واقعه کی نسبت دعوی کرتے هیں که وہ میرا چشم دید ہے - عبرت انگیز تمهید کے ساتھه اس واقعه کو شروع کیا هے اور جس جوش کے ساتھه اس کو بیان کیا ہے اس سے هر صاحب ذوق سلیم اندازہ کرسکتا ہے که واقعه یقیناً چشم دید ہے- چنانچه فرماتے هیں :—

همیں بیداد کیں کا ختر کنوں کرد بسنده است از برائے عبرت مرد
دریں عبرت سرائے پر فسانه نگه کن تا چها زاد از زمانه
اگر وقتے بلائے می شنیدیم دریں دوراں بچشم خویش دیدیم

کجا سلطان علاءالدین و آں کار کزاں هیبت شدے گرداں بز نہار
کفوں بر نسل او بیں تا چہ کیں رفت که چنداں خون نا حق بر زمیں رفت
چناں است ایں حکایت راستا راست که چوں بر قطب دیں رفت آنچه حق خواست

(۴) اس کتاب میں بعض ایسے الفاظ پائے جاتے ہیں جو قدما اور متوسطین کے عہد میں عام طور پر رائج تھے مگر بعد میں ان کی مروجہ شکل ثقیل اور غیر فصیح قرار پائی اور وہ متروک ہو گئے - اور نئی شکل متاخرین میں مقبول ہوئی - اس قسم کے الفاظ حضرت امیر خسرو کی متعدد تصانیف میں باوجود کاتبوں کی اصلاح کے بکثرت میری نظر سے گزر چکے ہیں اور وہی الفاظ اپنی اصل شکل میں جو حضرت امیر کے زمانے میں مروج تھے اس کتاب میں بھی پائے جاتے ہیں :—

مثلاً بستاخ بجائے گستاخ اور بستاخی بجائے گستاخی - شگال بجائے شغال - آگوش بجائے آغوش بیوانه بجائے ویرانه - شیں بجائے نشیں اور شیند بجائے نشیند اور شاند بجائے نشاند - اسوار - جنوی - کار باں —

(۵) ہندوستانی رنگ کے محاورات جو حضرت امیر کی تمام تصانیف میں پائے جاتے ہیں اور جن پر فصحائے عجم ہمیشہ معترض رہے اس کتاب میں بھی بکثرت موجود ہیں — بطور نمونہ کے چند الفاظ ملاحظہ ہوں :—

بیگار کشودن یعنی بیگار نکالنا - گوش فروهشتن یعنی کان ڈال دینا فرماں بردار ہوجانا - آمادہ خوردن یعنی پکی پکائی کھانا' تکلیف کا خو گر نہ ہونا - رہ افتادن' راستے کا پر خطر غیر محفوظ

ھو جانا - آب دھن بر آمدن ' یعنی رال ٹپک پڑنا - کار گر دیدن یعنی کام چلنا یا کام لڑکنا -

علاوہ ازیں خالص ھندی الفاظ بھی اس کتاب میں بکثرت پائے جاتے ھیں اور فارسی لفظوں کے ساتھہ جس طرح ان کو وصل کیا گیا ھے اس میں حضرت امیر خسرو کی ترصیع کی شان صاف نمایاں ھوتی ھے —

چند اشعار ملاحظہ ھوں :—

دگر بوسار و بیری مار و پر مار — سخن شاں مار مارو سر پسر مار

چو بکشا دند تیر بے خطا را — بزاری گفت ھے ھے تیر مارا

شد از مومن بگردوں بانگ تکبیر — ز گبر آواز نارایں ھوا گبر

(۲) ان اندرونی شہادتوں کے علاوہ بعض خارجی شہادتیں بھی ایسی ھیں جو ھمارے خیال کی تائید کرتی ھیں - ان کے معتمد اور مستند ھونے میں کسی قسم کا شک شبہ نہیں ھو سکتا - محمد قاسم فرشتہ ' صاحب فرھنگ جہانگیری اور سراج الدین علی خاں آرزو اپنی کتابوں میں بعض اشعار حضرت امیر خسرو کے نام سے بطور سند کے نقل کرتے ھیں اور وہ اشعار اس کتاب میں موجود ھیں :—

فرشتہ کہتا ھے - " امیر خسرو می فرماید ابیات :—

نشاید پادشہ را مست بودن — نہ در عشق و ھوس پیوست بودن

چون شہ پاسبان خلق پیوست — خطا باشد کہ باشد پاسباں مست

شہاں چوں شد خراب از بادۂ ناب — رمہ در معدۂ گرگاں کند خواب

در آئینے کہ رسم ملک داری است — ثبات کارھا در ھوشیاری است

(تاریخ فرشتہ مطبوعہ نول کشور جلد اول صفحہ ۸۶)

صاحب فرہنگ جہانگیری لکھتے ہیں کہ " خستہ باول مفتوح چہار معنی دارد - اول تخم میوہ را گویند مانند شفتالو و خرما - دوم بمعنی بیمار و آزردہ بود - حکیم خسرو این معنی در کور کردن پسران سلطان السلاطین رقاب امم ملوک الشرق والعجم علاء الدین والدنیا گفتہ :—

کسے کو بر کشید ایں دیدۂ سر بسان خستۂ شفتالئے تر
دو چشم او چو دو عناب خستہ ہمیشہ خستہ و در خوں نشستہ

(فرہنگ جہانگیری مطبوعۂ ثمر ہند جلد اول صفحہ ۴۵۱)

نشاید ہیچ مردم خفتہ در کار کہ در پایاں پشیمانی دہد بار

(ایضاً)

سراج الدین علی خاں آرزو کی کتاب غرائب اللغات کا ایک قلمی نسخہ نواب محمد مزمل اللہ خاں رئیس بھیکم پور کے کتب خانے میں میری نظر سے گزرا اس میں لغت " بات موتی " کے ضمن میں ذیل کا شعر حضرت امیر کے نام سے بطور سند کے نقل کیا گیا ہے : -

رہ افتادن گرفت از ہر کرانہا بماند از راہ رفتن کار بانہا

برہان جامع مصنفۂ محمد کریم الدین مہدی قلی تبریزی جو فتح علی شاہ قاچار کے عہد کی تصنیف ہے اس میں یہ شعر امیر خسرو کے نام بطور سند کے پیش کیا گیا ہے :-

یکے از عجز تن دادہ بہ تسلیم یکے در لور وار در می شد از بیم

(۷) ان تمام شہادتوں کے علاوہ جو اوپر مذکور ہوچکی ہیں

صرف ایک آخری شہادت اور باقی رہ گئی ہے جس پر میں اس بیان کو ختم کرتا ہوں اور ناظرین سے طول کلام کی معافی کا خواستگار ہوں —

میرا خیال ہے کہ یہ شہادت اس مہتم بالشان مبحث میں ہر شخص کے نزدیک فیصل کُن متصور ہوگی -

خود اسی کتاب میں ایک شعر مجھے ملا ہے جو حسب ذیل ہے :-

زباں گرد آر خسرو چاند ازیں گفت
کہ باشاهاں نشاید مہر و کیں گفت

ان دلایل اور شواهد کے بعد غالباً اب کسی قسم کے معقول شک و شبہ کی گنجائش باقی نہیں رهی اور جہانگیر نامہ اور تغلق نامہ کی بحث بالکل صاف ہوگئی ہے اور ثابت ہوگیا ہے کہ یہ کتاب حیاتی کی کسی طرح نہیں ہو سکتی بلکہ یہ حضرت امیر خسرو ہی کی تصنیف ہے جس کا نام تغلق نامہ ہے اور جس کی نسبت هندوستان کی علمی دنیا صدیوں سے یہ یقین کر چکی تھی کہ وہ مفقود ہوگئی -
اب رہا حیاتی کے بیان کا اضطراب یا حیاتی اور مولانا آزاد بلگرامی کے اقوال کا تعرض ' جو مولانا شروانی کی راہ میں حایل ہوے ، اس حقیقت کے منکشف اور فیصل ہوجانے کے بعد ' کچھہ زیادہ اہم نہیں رهتے مگر تاهم مجھے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ میں ان کی کوئی معقول توجیہہ کرنے کی کوشش کروں تاکہ یہ خفیف سا خلجان بھی دور ہو جاے —

جو لوگ فارسی ادبیات اور اس کی تاریخ سے واقف ہیں اور جنہوں نے ہر دور کے کلام کو بنظر غایر مطالعہ کیا ہے ان کو بخوبی معلوم ہوگا کہ نظم میں واقعہ کی صحت اور لوازم شاعری دونوں کا التزام کس قدر دشوار کام ہے - بلا شبہ قدما اور متوسطین کے طبقے میں ایسے اچھے شعر ملیں گے جنہوں نے اس دشوار گزار منزل کو نہایت قابلیت کے ساتھ طے کیا ہے - لیکن متاخرین کا طبقہ بالعموم الا ماشاء اس صفت سے عاری ہے اس کی وجہ بالکل صاف ظاہر ہے یہ لوگ جس قدر مداحی میں غلو کرنے لگے' مضمون آفرینی ' دقت پسندی اور نازک خیالی میں جس قدر ترقی ہوتی گئی اسی قدر حقایق نگاری کی قابلیت ان لوگوں سے سلب ہوتی گئی - پس حیاتی سے یہ توقع کرنا کہ وہ کسی واقعہ کو صفائی اور صحت کے ساتھ بیان کرے گا سخت غلطی ہے۔

پس اگر اس نکتہ کو ذہن میں رکھ کر حیاتی کے اقوال پر غور کیا جائے تو اس کا مافی الضمیر جو المعنی فی بطن الشاعر کا مصداق معلوم ہوتا ہے بسہولت سمجھا جا سکتا ہے اور اس کے بیان میں کوئی اضطراب باقی نہیں رہتا - میں چاہتا ہوں کہ اس کے تمام کلام کی تحلیل اور اس کا تجزیہ کرکے ہر حصہ کا مفہوم عرض کردوں تاکہ ناظرین کو سہولت ہو اور ان کو زیادہ کاوش کرنی نہ پڑے —

[ختم مقدمہ مولوی رشید احمد صاحب مرحوم]

"کتب خانۂ حبیب گنج کے قلمی نسخے کا ایک صفحہ"

متن

مثنوی تغلق نامه

بسم الله الرحمن الرحیم

آغاز سخن در شرح چگونگی به نظم آوردن این چند داستان و باتمام رسانیدن کتاب تغلق نامهٔ سخن پیرائی گلزار هر تازگی و نوی گنجور خزاین معنوی امیر خسرو دهلوی رحمة الله علیه که نه از نقوش دیباچه اش اثرے بود و نه از نگارش خامه * اش خبرے - نه حدیقهٔ حمدش را درها باز و نه گلشن مدحش را دستان سرائے بآواز

حمد

بنام آں که نام از وے نشاں یافت | زباں آموخت حرف و نطق جاں یافت
خداوندے که از صنع خدائی | بظلمت داد نور روشنائی †
دو عالم پیش گاه حضرت اوست | وجودِ هرچه هست از قدرت اوست
زمینے هرچه باشد یا سمائے | نمودار یست از کار خدائے
از آغاز خودی باداب ‡ سرمد | خدائی را خود آوردست با خود ۵
بظاهر در وجود انوار رخشاں | به پنهاں بر عدم هم ماه تاباں
بفرمانش سپهر و اخترانش | جهات و آخشیج و گوهرانش

* ک : خاتمه - † ق ر : نور و روشنای - ‡ ک : ذات -

بسو دایش خرد بازار بهیزے — زباں هم در سپاسش گنج ریزے

معاذ الله زکهنش گر فروزد — گلوئے خوشه از شبنم بسوزد

۱۰ عفا الله هم ز لطفش کهن فراموش — که دارد قطره دریا را در آغوش

همه بوم و بر از وے نور در نور — سر کویش هزاراں طور در طور

زجودش بحر و کاں سرمایه داراں — زکویش مشکبو باد بهاراں

از و هر خار و هر خس پرنیاں پوش — و ز و دوران گلشن دوش بر دوش

از و دارد لب گُل خنده ناکي — دل غنچه هم ازوے سینه چاکی

۱۵ از و دستاں سرا آوازِ بلبل — گلوئے شیشه هم در ذکر قلقل

ز نورش سرخ گشته گونه گل را — فزوں از رنگِ گل گلگونه مُل را

زخوانش زلّه بر ز انسے و جانے — همیشه حضرتش در مهز بانے

سمندر از فروغش خرم و خوش — نشسته تا بگردن اندر آتش

چو خواهد در دلے مهرے بکارد — به مجنوں لیلئے را بر گمارد

۲۰ بوامق ز آتش عذرا نهد داغ — کند هر داغ را رشک * گُل باغ

بخسرو آتش رشکے فروزد — ز برق تیشه فرهادے بسوزد

ز عشق او بهر جا رستخیزے — سرِ کویش عجب دیوانه خیزے

طراز حلّۀ نازک نهالاں — پلاس کهنۀ بوسیده حالاں

اگر از روح پرسی مایۀ اوست — وراز عقل، آں فرو تر پایۀ اوست

۲۵ بهر وادی بهر بر زن بهر کوئے — خدائی را همیشه آب در جوئے

حیاتی حمد را فرجام نبود — چه گر آغاز هست انجام نبود

بهار از نو بشغل خویش پیرائے — پس از حمد خدا در مدح شاه آئے

* ن : رشکی –

گلے آور ز هر حرفے بھوئے — هم از هر لفظ او بحرے بجوئے
ز خاطر طبع را گنج گهر کن — نثار تخت شاه تاجور کن
کدا میں شاه آں شاه جواں بخت — که می بالد ز نامش افسر و تخت
ابوالغازی جهانگیر جهاں شاه — زمین را روشن اختر ' چرخ را ماه
فروغ اختر صاحبقرانی — چراغ دوده سان گور گانی
در یکتائے درج هفت کشور — درخت بار دار شاه اکبر
خو شا وقتا و فارغ روز گارا — زها فصلا و خرم نو بهارا
٣٥ که آید ز آسماں هر دم ندائے — سراید ایں نوا دستاں سرائے
گرفت اورنگ شاهی سر فرازی — ز نورالدین محمد شاه غازی
جهانگیر و جهاں بخش و جهاں دار — جهاں را با سر و کارش سروکار
ز هر سر تاج گیرد افسر او — جگر ها آب دارد خنجر او
ز بازویش تواں پشت یلی را — پرستاری ز تیغش پر دلی را
٤٠ شگفته گل بغے از آتش طور — سراپا شعله * و سر تا بپا نور
ز راه داد و دیں سود و زیاں را — نگهبا نست چندیں دوده ماں را
فریدونی کند در کج کلا هی — پر ستاری کند در باد شاهی
ز سهمش پارهٔ فولاد ریزاں — ز عدلش باز از تیهو گریزاں
گهے † خنجر بلا را مرد میداں — گهے ساغر سخا را ابر باراں
سر میداں تیغش خانهٔ مرگ — کمند و گر ز دام و دانهٔ مرگ
سر تیغش ز ند بر خان و ماں برق — همیں است ار بود آتش فشاں برق
بقدر قوّت آں زور بازو — چه باشد کوه با سنگ ترازو

* ن : شعلهٔ سر تا بپا - † خنجر بلا ' ازر ساغر سخا ' دونوں جگه نک اضافت هے -

هر آنکس را که آویزد با و جنگ — کمر از کوه باید باز و از سنگ

ظفر باهوش از یک دود مانست — اجل باتیغش ازیک خان و مان است

۵۰ عطارد خامهٔ ، بهرام تیغی — ز دست و طبع خوش بارنده میغی

گرفتن را شناسد جنس تا راج — و گر نه سی گرفت از آسمان باج

همه چشم و همه دستست در راه — امل فربه شود ز و ، رنج ، کوتاه

فرود و سر کشیها بندهٔ او — بزرگی سر به پیش افکندهٔ او

ره او هر قدم را گنج قارون — سرش بال هما را بخت میمون

۵۵ دلش را جوش دریا موج خیز است — کفش را بحروکان اندر گریز است

هوا از نعل اسپش برق باران — زمین از هیبتش موم گدازان

ز قدر خویش آورد است پایه — همانا افکند بر چرخ سایه

سخن با لفظ او عیسی بگفتار — قلم در دست او مانی بفرخار

بر اختر می فشانم گوهرش را — چو با یاد آورم تاج سرش را

۶۰ هم از بهت جهان افروز طبعش — ز دریای گهر اندوز طبعش

دعا را رسم و آئین تازه سازم — اجابت را بلند آوازه سازم :

بود در آسمان تا مهر را نور — مبادا عکس او از چتر شه دور

جهانی ای سخن را مرد فرهنگ — برون آورد گوهر از دل سنگ

بیا ای خازن گنج نهانی — بیاور انچه داری آسمانی

۶۵ در گنج سخن را قفل بکشائی — بسفتن هر گهر را قدر بفزای

ازین در گفت و گوا ورد هو واسو * — بچون و چند قصه آشنا شو

بگفتم هان بگویم نکته بپذیر — بدامن زر ازین گنجینه بر گیر

* رو رد و واسو (کذا) ک : آورد و واشو—

بتاریخ هزار و نوزده سال   که می زد بخت بر دولت همی فال
زمان نازان به بخت ارجمندے   زمین از سایهٔ نخل بلندے
۷۰ زمین خوش هم زمان خوش آسمان خوش   جهاندار از جهان خوش هم جهان خوش
شبے روشن چراغ زندگانی   نخستین صبح ایام جوانی
شبے زان ماه و زان سال همایون   که بود ست از زمین در رشک گردون
نه شب، چشم و چراغ صبح خیزان   نه شب، عنبر فروش مشک بیزان
شبے کو ظلمت از خود دور کرده   سپاهی را به شب پر نور کرده
۷۵ بزیر سایهٔ تخت فلک سا   سرم می سود بر اوج ثریا
چنین بودم سجود آستان را   کمر صد جا بخدمت بسته جان را
شهنشاه جهان از قدر والا   نهاده تخت بر اوج ثریّا
درخشان چترش از فرق آسمان گیر   یمانی تیغش از دستش جهانگیر
خزاین بحر بحر و کوه کوهش   زمین تا آسمان فرّ و شکوهش
۸۰ بگفت آورد لعل گوهری را   به معجز در فزوده ساحری را
"که در تاریخ سال شش صد و اند   گهر سنجی سخن را چند در چند
سخن پیرائے معنی مهر خسرو   سخن را زو طراوت تازگی نو
پس از چندین سخن کو طبع تو ساخت   بنظم و نثر تغلق نامه پرداخت
۸۵ به طبع آورد از هر در فراهم   سخن را آنچه بود از بیش و از کم
ز حمد و مدح هم از عقل و از رائے   ز عدل و داد و جور کینه افزائے
ز آگهی شاهان جهان دار   که چون باشند در هر کار هشیار
ز شور انگیزئ غفلت پرستان   هم از طغیان و غدر زیر دستان
ز گل تا خار و لعل از سنگ خاره   که ناید از شمردن در شماره

بگفت آن چیز کو بایست گفتن بسفت آن در که می شائست سفتن *

ازان دفتر، ولے ز آغاز و انجام سخن را نے نشان نے قصه را نام ۹۰

همانا شد ز گشت هر ستاره سخن را جا بجا توقیع پاره

عجب بادے بدان گلزار وا خورد که چون هر برگ گل اوراق آن برد

همانم این بفکر اقدسم گشت بطبع و خاطر دانش رسم گشت

بباید گفت بر مدحت سرائے سخن را آفرینے با سزائے

ز هر جنس سخن و ز هر فسانه بگوید ز انچه رفتست از میانه" ۹۵

دران هنگام و آن وقت خجسته جهان از چشم زخم فتنه رسته

کلید بخت قفل بسته بکشاد نظر شاه جهان را برمن افتاد

شد از حضرت اشارت کاے فلانے سخن را اے سروش آسمانے

چنین باید که گردد این کهن، نو شود تا شاد از ما روح خسرو

بدین خدمت سزا واری تو داری که از ابر سخن گوهر تو باری ۱۰۰

نگردد تا تمام این کارنامه منه کاغذ زکف -ز انگشت، خامه"

ز قدر و از بزرگی جاه و جارا سرو سجده شدم آن خاک پارا

هم از فرمان بری خدمت گزاری هم از اخلاص مفدی جان نثاری

قبول کار بوسیدم زمین را بکیوان بر زدم چهن دبهن را

سرے باشغلش اندر کار سازی دلے با مدحش اندر عشق بازی ۱۰۵

به بلبل بانوا گشتم هم آواز بآن آهنگ بستم تار بر ساز

نوا را تازه کردم رسم و آئین گلبوئے مرغ را گشتم * نگارین

زهر در آنچه می بایست گفتم ز گوهر آنچه می شایست سفتم

* ن : شائتیش سفتن — * ق - ر : بستم —

بهم آمیختم لعل و گهر را — بدریا بر پراگندم دُرر را

۱۱۰ ابا نقدینهٔ کز سینه بردم — نثار خاک راه شاه کردم

قدم بر تو نهادم سروری را — به گردوں یافتم نیک اختری را

شهنشاها خدیوا شهریارا — نسب را تا بآدم تاجدارا

حسب را هم ز گوهرها شماره — خرد را ز آسماں روشن ستاره

شرف نازاں ز بخت ارجمندت — جهاں در سایهٔ نخل بلندت

۱۱۵ هنر را از تو تا گرم است بازار — در افزونی فزاید قدر هر کار

چه علم آموز و چه مرد سخن سنج — کرم را از تو دارد پائے هر گنج

بلوریں در که از خاطر کشادی — به تغلق نامهٔ بر حق نهادی

سخن را لفظ و معنی تازه نو شد — کهن اوراق را شیرازه نو شد

چه‌خوش سودے است بر تو جاں فشاندن — اباجاں هرچه هست آساں فشاندن

۱۲۰ جهانی اے ثنا را آفریں تو — اجابت را دعائے در کمین تو

ز جامے باز لب را مست گرداں — دعا را با ثنا هم دست گرداں

بعالم تا که نام شاه وشاهی ست — بزرگی و سری صاحب کلاهی ست

بفرق و تخت از مه تا بماهی — جهاں افروز بادا تاج شاهی

همیشه تا سپهر و اختراند — جهات و چار رکن و گوهر اند

بیفزا یاد قدر افسر و گاه — ز نورالدین جهاں گیر جهاں شاه

*

چو بیند آسماں از دیدهٔ مهر — شود خارا زر از زیبائی چهر

نگر هد هد که مرغی کم هنر شد — سلیماں چوں گزیدش تا جور شد

*

بیا اے دل قبول مقبلاں جوئے — دلے را نام از صاحبدلاں جوئے

قدم را وامگیر از راه دهکاں — سجودے پاش بر درگاه دهکاں

که دهکاں ' اختر صبح جمال اند — بداں تاریکئ شام جلال اند ۱۳۰

از ایناں میبرد آتش در دل سنگ — و ز آناں بود آرد بار با رنگ

دل خوش را خوشی از شهریاری است — جهاں خرم ز ایّام بهاری است

ز صاحب دولتے اندوز سودے — رسد تا زود نابودے به بودے

که از خورشید گردد ذره رخشاں — شود کان گهر کوه بدخشاں

صبا زیں ساں که مشک آگین با بوست — ز فیض خاکبوس آں سر کوست ۱۳۵

ز دریا هم سپاسے هست در را — که زاں سر چشمه دارد آبخور را

بذره بیں که چوں زریں لباس است — ز نورے چوں بهر در روشناس است

ازاں شوقے که بودش در تمنا — بقطره بیں که چوں گردید دریا

تو هم خود را بدرگاهے رهے کن — مس خود را طلائے * ده دهی کن

حکایت گونۀ با یادم آمد — که جانے در روان شادم آمد ۱۴۰

حکایت

شنیدستم که در دوران پیشیں — چنیں بودست راه و رسم آئیں

چو زادے طفل بے طالع ز مادر — که بودے بهره از وے روشن اختر

همه خویشانش با تدبیر و چاره — که واگردد مگر گشت ستاره

ببردندے به پیش بخت مندے — فروزاں طالعے اختر بلندے

* بمعنی خالص۔

۱۴۵ بخدمت روز و شب هر گاه و بیگاه — بران در داشتندے خواه و نا خواه

که تا سر زاں طالع فرخنده آثار — بتابد پرتوے بران شب تار

شود دیماه او اردی بهشتے — به یمن الله بدل گردد کنشتے

بتدریج آں بطالع روشن اختر — برو می تافتے چوں ذره را خور

که تا گشتے نحوست دور ازوے — شدے هر گونه ماتم سور از وے

۱۵۰ بلے آثار دولت ایں چنیں است — که باوے زهر ارقم انگبیں است

که گردد قطره از وے در دریا — شود زر خاک و گردد خار خرما

*

حیاتی هاں زهر غم شاد می زی — بهر ویرانئی آباد می زی

که گشتی سایه‌ور از خاک پائے — چه خاک پا پر و بال همائے

جهاں دار جواں بخت خرد پیر — شهنشاه شهاں شاه جهاں گیر

*

۱۵۵ کنوں بشنو که ایں در از چه سفتم — نصیحت گونه از بهر چه گفتم

بتغلق نامه خسرو در زمانے — بگفت ایں ساں سخن را داستانے

زپند و موعظت چندیں سخن گفت — ره دانشوری را خار و خس رفت

کنوں زاں داستاں جائی خبر نیست — وزاں جز ایں دوبیت اصلا دگر نیست

" چو بیند آسماں از دیدۂ مهر — شود خارا زر از زیبائی چهر

۱۶۰ نگر هدهد که مرغے کم هنر شد — سلیماں چوں کزیدش تاجور شد "

چو فرماں بود از درگاه والا — که آں کم گشته گردد باز انشا

قلم برداشتم صورت گری را — کشودم چهرۂ ماه و مشتری را

بطبق آں سخن هر داستاں را — فشاندم گُل چو گلبن گلستاں را

بآں بیت دو چندے بر فزودم — بجادو سحر بابل را نسودم

۱۶۵ حیاتی وار مرغ ناله گشتم — نفس را آتش پرکاله گشتم

بدریا درج گوهر بر کشادم   بدهلی گنج گنجه عرضه دادم

ز جائے دیگر آوردم سخن را   ز اخگر آب دادم ایں چمن را

*

* هنوزت گر هوائے باغ جاں است   سرگشت گلستان جنان است

ازیں ساں سحرآرائی عنوان   بجادو معجز افزائی عنوان

۱۷۰ گسستن ریسماں عقد گهر را   پراگندن بهر کشور درر را

بسوئے خاتمه بر زن عنانے   گزرکن بر بهشتاں جائے

برو بوسش ز جان و دل سرشته   همه فرش رهش بال فرشته

قدم برلاله نه رو بر سمن دار   بزیر پائے هر جا شاخ گل کار

ببین انگاه صف صف حوریاں را   به مے آموخته ماه معنی را

۱۷۵ همه سیمیں تناں و پرنیاں پوش   ز لعل و دو فروزاں گردن و گوش

که گشتے هر دوتن باهم خراماں   گهر آگیں ز دامن تا گریباں

حکایت نکته سنج داستاں شاں   نوا خواں عندلیب گلستاں شاں

*

چو بیند آسماں از دیدهٔ مهر   شود خارا زر از زیبائے چهر

نگر شد شد که سرفے کم هنر شد   سلیماں چوں گزیدش تا جور شد

*

۱۸۰ شهے در بینش جوهر فروشاں   برسم آزمایش گشت کوشاں

نظر در کار ایشاں دور بیں کرد   بروئے خاتم از مینا نگیں کرد

بزرگے را ز بینایان آں کار   طلب کرد و بدو داد آں نمودار

* ذیل کے بارہ شعر حاشئے پر درج ھیں -

که نرخ این زمرد کن به بینش — بگو قیمت به تحقیق و یقینش
شناسا بود اگرچه مرد کامل — شناسائے ادب هم بود و عاقل
185 چو دید آن گفت هست این جوهر فرد — که در آفاق نتوان حاصلش کرد
ملک خندید لیکن خندهٔ شهر — نهان یک خنده را صد خشم در زیر
برآن شد تا بخشم از چشم ما دور — برون آرد ز چشمش گوهر نور
چو دید آن حال مرد کار دیده — بد و نیک جهان بسیار دیده
بزاری گفت کاے تاج سر من — بالماست نیرزد گوهر من
190 ولے بستاخئے دارم بدرگاه — بگویم گر به بخشد جان من شاه
زبانش داد شاه و مرد در سنج — در سنجیده بیرون ریخت از گنج
که چون شاه داد بردست این نگینم — شناسا گشت چشم مهرهٔ چینم
و لیکن شد دو چیزم مانع گفت — که دل نارست در راستی سفت
یکے زان* آنکه این هست آنچه خود است — گهر شد چون بدست شاه پیوست
195 زمرد خواندنش زین رو ادب نیست — که جز سرسبزی تاجش لقب نیست
ادب این است و تعظیم وی آنست — که گویم پارهٔ از آسمانست

حدیث دیگران دارم درین حرف — که چون شد بینش شاه اندرین صرف
ندارد چون غلط در چشم شه راه — غلط بر خویش بندم به که بر شاه
شهش چون گفت زین گوهر به تمییز — گنه بخشید و گنج گوهرش نیز
200 فرض زین گفتم آن کز چون تو شاهے — درین لوح از کرم باشد نگاهے

* ن : یکے زانکه که -

که این تیره شبے تاریک بے بدر ‏ ‏ ز نور بینشت گردد شب قدر

چو برفرقش قبولت جائی سازد ‏ ‏ عطارد را بساط پائے سازد

سخن با آنکه باشد معنوی فر ‏ ‏ قبول مقبلاں ز آں معنوی تر

اگرچه این تحفه نے در خورد شاهست ‏ ‏ که این زه نے سزائے این کلاهست

۲۰۵ ولیکن پیش سلطانے فقیرے ‏ ‏ گلیمے هدیه سازد نے حریرے

گلیمے را که کردم رشته تاے ‏ ‏ نسیجی نیست کش زر رشته پاے

من آن خویشتن کردم بتدبیر ‏ ‏ بکن تو نیز از آن خویش و بپذیر

تو بپذیری ز من این هرزهٔ چند ‏ ‏ پذیرد از تو هم گیتی خداوند

نمودارے که بینش از ادب دور ‏ ‏ نخستم عفو کن پس‌دار مستور

۲۱۰ و گر جرمسیت کز غفراں شود پاک ‏ ‏ چو غفار است یزداں نبودم باک

دراں عالم کش آمرزش مهیاست ‏ ‏ یکے عالم گنه یک ریگ دریاست

ازاں یک ذرّه ریگے ناپدیدار ‏ ‏ نگه کن تا گناه من چه مقدار

که خود را گرچه هستم گوهر آشام ‏ ‏ بلوسودی خس دوزخ نهم نام

یقین دانم که نگذارندم از پیش ‏ ‏ شفیع مهربان و رحمت بیش

۲۱۵ در * رکوع و در سجودم ‏ ‏ دعائے پادشه حرز وجودم

ز جودش خلق دید آں مایه در پوست ‏ ‏ که مهمان عزیز از میهماں دوست

۲۱۷ بود تا دور مه ٬ دوران او باد ‏ ‏ همه عالم درین دور آن او باد

خطاب * حضرت شاه و از و خواهش به بستاخی

که ا ز چشم رضا و مرحمت ٬ بهند درین دفتر

* پهلا لفظ اُڑ گیا هے - ق - ر :- بلا هر گه در رکوع — انتہی ‏ ‏ * ک : خطاب از -

زهی شایسته بخت آرائے شاهی   پناه عالم از مه تا بماهی

۲۲۰ زرانگشتش به عیش افزوزئی خلق   گشوده کار ملک و روزئی خلق

گرفته پرتو تیغت بیک ضرب   چو تاب آفتاب از شرق تا غرب

نمے زاں قطره در صف اونهد روے   بگنجد * در صد اصراف سخن بوے

اگر مریخ بهند رزم گاهت   دهد جاں گر دلش ندهد سپاهت

ور از بزمت صفت در نامه سنجم   بهشتے را بنوک خامه سنجم

۲۲۵ دراں بزمے که فردوس زمانست   بسے فردوسیء شکر زبانست

چو زاں جادو زبانان هر فسوں ساز   بنام شاه شد شه نامه پرداز

بمن هم کرد اشارت حکم درگاه   که نقش نو کنم در نامهٔ شاه

نبود ار چه بعقدم شاهوارے   که زیبد مسند شه را نثارے

ولے چوں کرد همت سرفرازی   بشرح قصهٔ ایں شاه غازی

بداں یُمنم کلید آسمانی   کشاد از غیب در هائے معانی

بر آمد موج دریا از ضمیرم   در افشاں شد دلے دریا نظیرم

شد اندیشه بکار افزائی خویش   چو پر حلوائے صوفی دست درویش

قلم جستم شهابم در بناں بست   ورق جستم سپهرم داد بر دست

چو طبعم در جوانمردی در آمد   قلم را موج دریا بر سر آمد

کنوں زانگونه خواهم راند ایں حرف   که گنج نه فلک دروے شود صرف

۲۳۵ چو در سلک آرم ایں درهائے شهوار   پسند شاه عالم خواهمش یار †

که گفتار ارچه سهل و دلپسنداست   گرهی سلطاں پسندد ارجمنداست

* ق ر: نگنجد -   † ن: یار -

خطائی را که شاهان در پذیرند ‌‌ ‌‌ ‌‌ بهر نامه، صواب نامه گیرند

ازان شد قیمتی لولوی شهوار ‌‌ ‌‌ ‌‌ که در چشم بزرگان یافت مقدار

۲۴۰ بهر مرکب که سلطان بر نشیند ‌‌ ‌‌ ‌‌ اگر صد عیب باشد کس نه بیند

پلاسی را که گوید شاه دیبا ‌‌ ‌‌ ‌‌ ازو دیبا نشاید گفت زیبا

چو باشد صندلی در زیر جمشید ‌‌ ‌‌ ‌‌ گمان صندل برند ار خود بود بید

چنین باید ثبات سکهٔ ملک ‌‌ ‌‌ ‌‌ که چرخ آرد برات سکهٔ ملک

سپه چترش که امن آثار گشته ‌‌ ‌‌ ‌‌ سپه را بر سلامت یار گشته

۲۴۵ چراغ دین بذیل چتر این شه ‌‌ ‌‌ ‌‌ ز باد حادثات ایمن همه گه

تناسخ مدعیان کش دیده برزین ‌‌ ‌‌ ‌‌ یقین کرده که بی‌شک قنبر است این

شرف کرده سپهر از هم عنانیش ‌‌ ‌‌ ‌‌ حذر کرده شهاب از هم سنانیش

سر رمحش کز اعدا ریخت خون را ‌‌ ‌‌ ‌‌ سکون گشته سپهر بی سکون را

ز ماهی علم برده بشاهی ‌‌ ‌‌ ‌‌ میان چشمهٔ خورشید ماهی

۲۵۰ سداب * تیغ او تا گشت روشن ‌‌ ‌‌ ‌‌ سپهر از فتنه زادن شد سترون

کند چون برق وصف خنجر وی ‌‌ ‌‌ ‌‌ گشاید ابرها را از بغل خوی

اجل کش علم بو یحیی است مفهوم ‌‌ ‌‌ ‌‌ دو حرف از لوح تیغش کرده معدوم

چو جنبد لشکرش در حملهٔ بر ‌‌ ‌‌ ‌‌ جهان را بشکند ترتیب عنصر

چو بر بالا رود گرد سپاهش ‌‌ ‌‌ ‌‌ بخاک افتد مه از تعظیم راهش

۲۵۵ بخاک پاش مهر سوگند خورده ‌‌ ‌‌ ‌‌ که پابوسش کند چون آن نکرده

غبار لشکرش رفته بر افلاک ‌‌ ‌‌ ‌‌ بکفارت دهانش کرده بر خاک

* ن: سدابی۔

چو بر تخت فریدونی دهد بار — شود خاقان و دارا نقش دیوار
وگر فرماید از حکم سبک رو — شود دیوار و صورت در دوا دو
اگرچه پشت خورشید است زان سوے — ز بهر خدمتش زین سو نهد روے
۲۶۰ غبار او بچشم سام و هوشنگ — زعزت قرة العینی کند ننگ
بخشم ار تیز بیند سوئے گردون — چکد از چشمهٔ خور بر زمین خون
ترش کرده چو ابرو گر شده تند — فلک را گشته دندان غضب کند
بعهدش بے عمل دهر بلا سنج — بسان کعبتین از لعب شطرنج
ور از مهر آرد اندر اختران چهر — زحل را مشتری گرداند از مهر
۲۶۵ سپهر اندر رهٔ قدرش سفالے — جهان ز آئینه هاے او خیالے
ملک را مسجد اقصیٰ ضمیرش — فلک را عروهٔ وثقیٰ سریرش
جبینش را برات از نور جاوید — براتی * پوش رویش ماه و خورشید
چو رائے روشنش بیرون زده نور — نماند راز هاے غیر مستور
ستم را بسکه دادش بر فگنده — ز موران پاے پیل اسپر فگنده
۲۷۰ نه بیند در ستم بالو زبرے — کشد کهن برهٔ از شرزه شیرے
ترازوے است عدلش راست تدبیر — که یکسان است دروے چاکر و میر
بعهدش خلقے از عیش آن طرب دید — که غیرت کرد زایام دگر عید
برین آیش دعا گوید دعا گوئے — که عمرش را همیشه آب در جوئے
دعایش چون برون رفت از زبان ها — به استقبالش آیند آسمان ها
۲۷۵ فراز آسمان با نور و تابش — بلندے چون دعائے مستجابش

* رومال وغیرہ جسے خیرات کردیا جائے۔

سعادت' خانه زاد پیکر او	هما مثل چغه * بوسد سر او

در شروع نظم می گوید

شراب و عشق و مستی و جوانی	نشاط و عیش و ملک و کامرانی
کسے کیں بادهاش افتاد در خویش	کے اندیشه کند ز اندیشهٔ پیش
نشاید پادشا را مست بودن	نه در عشق و هوس پیوست بودن
بود شه پاسبان خلق پیوست	خطا باشد که باشد پاسباں مست
شباں چوں شد خراب از بادهٔ ناب	رمه در معدهٔ گرگاں کند خواب
در آئینے که رسم ملک داری است	ثبات کار ها در هوشیاری است
کسے کش نقد آفاق است در مشت	بہ غفلت کے سزد بر بسترش پشت
خروشاں خسپد از خازن درے باز	خروشش دزد را خواند بآواز
سراندازی کند چوں تیغ بد خواه	نگهبان همه سر ها بود شاه
چو شه نبود نگهبان سرِ خویش	نگهبانے د گر سر کے بود بیش
نشاید هیچ مردم خفته درکار	که در پایاں پشیمانی دهد بار
خصوصاً پادشاهاں را که در پوست	بود دشمن بسے افزوں تر از دوست
چو در هرکس سپاس و ناسپاسی است	فراست' دختر مردم شناسی است
زباں گردار † خسرو چند ازیں گفت	که پادشاهاں نشاید مهر و کیں گفت
خصوصاً کز ‡ سپهر آسوده کارے	سخن بیهوده گفتن چیست بارے
هماں در باید از دریا بروں داد	که می باید صدف ها را کنوں داد

Line numbers in margin: ۲۸۰ (at "بود شه پاسبان خلق پیوست"), ۲۸۵ (at "سراندازی کند چوں تیغ بد خواه"), ۲۹۰ (at "زباں گردار † خسرو چند ازیں گفت").

* چغه = ماتهے کا ایک مردانه زیور - † ں : زباں کردار - ‡ ک: گر -

فرض القصه چوں روشن شد ایں راز ‏— که گشت اندر جهاں تاریکی آغاز

زمانه در پئے کارے شگرف است ‏— بلاے مهلکت پوشیده حرف است

۲۹۵ بخواهد هر * دو قطب آسمانی ‏— ز قطب الدین ثبات زندگانی

حسن کز قدر ' بر مهه سود تارک ‏— مبارک نهمت بر سلطاں مبارک

شه او را در دل خود کرده منزل ‏— نشسته آں خس اندر خون آں دل

ازاں خس ریش دید ار چه دل خویش ‏— دلش رنجه نشد زاں رنج دلریش

براں نا مهرباں چوں مهرباں بود ‏— ازو هم بے دل و هم بے زباں بود

۳۰۰ نمی گفتش بدل هیچ آشکارا ‏— که بر گوهر کمیں کرد است خارا

همی کرد از کرم هر روزش افزوں ‏— براں گونه که مه را مهر گردوں

بساں مار گیرے کو بهنجار ‏— ز بهر مردن خود پرورد مار

بدو گر چه بهر سوز و گدایت ‏— همی کردند داناناں حکایت

که باتو گرچه خسرو خانست همدم ‏— دمش خوں است و خوں برخوں براں ضم

۳۰۵ ز دست او چه نوشی دوستگانے ‏— که هست ایں فتنه دشمن دار جانے

بریداں نیز در دور بیانے ‏— همی گفتند کیں خونست نے مے

ولے چوں بسته بودش گوش تمییز ‏— هوائے دل قضائے آسماں نیز

نه گفت کس دروں می شد بگوشش ‏— نه سوئے مصلحت می رفت هوشش

خون† از هوشش دو سه کلجد کم افتاد ‏— که هوشش را قلم نقش هوس داد

۳۱۰ اگرچه قطب دنیا زیر افلاک ‏— شه و شاهزاده بود از گوهر پاک

چو عقلش گوهر تمییز گم کرد ‏— بغصب گوهرش چرخ اشتلم کرد

---

* ن : بردو - † (کذا) شعر کا مفهوم یه معلوم هوتا هے که هوش کے تل (یعنی نکتے) اُڑ گئے اور هوش کی بجاے هوس ره گئی -

چو دشمن را دلش از یار نشناخت — سمن از خار و گلبن از مار نشناخت

هم از گل زخم خارش گشت پیدا — هم از گنجینه مارش گشت پیدا

حسن کش هندو اندر چار سو بود — سه چارش خال هندو پیش رو بود*

۳۱۵ چو چنداں خال بر رویش کهن گشت — حسن زان نقطهائی بد خشن گشت

زیک خال است او را خوبئی حال — کند رو را سیه افزونی خال

غرض زاں هندوانی خال دیدار — نگه کن چوں سیاهی شد پدیدار

چناں بود این حدیث فتنه پرورد — که شاه آں فتنه را چوں خاص خود کرد

بخسرو خانیش چتر و علم داد — جهانی عرصۀ تیغ و قلم داد

۳۲۰ وزارت را قلم بر کارش آسود — وزیرے چوں حسن شد پیش محمود

وزیر و کار راں و نایب تخت — و لیکن بخت نوکش کرده بدبخت

ز سوئے شاه یک جاں در دوتن خاص — وزو دو دل بیک † دور از اخلاص

بروں در بندگی توفیر می کرد — دروں تدبیر تیغ و تیر می کرد

نیام تیغ بود از بهر خوں ریز — بروں زیبا ‡ دروں سو خنجر تیز

۳۲۵ بسان حنظل از نفس جفا بهر — بروں سو نرم و رنگین و از دروں زهر

بابر تیره می مانست بے فرق — بروں آب زلال و از دروں برق

ز دور ملهی $ ارچه گاه و بیگاه — رساں بود این خبر در حضرت شاه

ولے شه را چو بود از گردش بخت — بران دشمن طریق دوستی سخت

بهر کس راز دل آگه نمی داد — همی دانست و در خود ره نمی داد

---

* شعر کا مفہوم غالباً یہ ہے کہ اس کے منہ پر ہندوانی ٹیکے کے تین نشان یا تل تھے۔

† ق - ر: بیک دل دور ز اخلاص ‡ ق - ر: دیبا $ خبر دهنده۔

۳۳۰ هنوزش در دل شوریده می داشت — بسان مردمش در دیده می داشت

جهان می دید زهر افگنده در شهر — چو بر دل بس نمی آمد' چه تدبیر

عجب کارے که شه با لشکر بیش — بس آید بر همه جز بر دل خویش

چنان در جاے خود تیمار او کرد — که جان خویش هم در کار او کرد

چنین باشد بکار عاشقی زیست — که شاهان راکشد درویش خود کیست

۳۳۵ حسن هم همچنان در کار می بود — بتن خفته بدل بیدار می بود

چو اندر پرده تو غارا نهفت داشت — برون مهرے برسم عاریت داشت

بسے هندو که گویندش براو — شده یار از براے فتنهٔ او

براو وصف هند ویست سر باز — که هم سر باز باشد هم سر انداز

بونه این طایفه در پیش راهان — که جان بازند بر فرمان رواهان

۳۴۰ ازین بے عاقبت گبران منکر — بجهلگ یکسره چون دیو ده سر

حسن شان را بگلیچی جائے کرده — ز زر زنجیر شان در پائے کرده

شه غافل مزاج از طفل خوے — ز دشمن بسته دل بر دوست روے

بلندی برهمه سرهاش داده — کلید جملگی درهاش داده

وے اندر خون شه کرده میان چست — ز بهر فتنه را فرصت همی جست

۳۴۵ چو تاریخ عرب شد هفصد و بیست — ثبات قطب کم شد جانب زیست

جهاد دو نهیں را شد پدیدار — هلال تیره و تاریک دیدار

مه ماریک بود از حالت تلخ — بناخن کرده خود را پیش ازان سلخ

شد آن مه بر همه گیهان مبارک — مگر بر طالع سلطان مبارک

چو بگزشت از شب تاریک پاسے — زمانه فتنه را نوکرد اساسے

۳۵۰ ملوک از سلک خدمت باز گشتند — خس و گوهر بهم دمساز گشتند

حسن پنهان بگبران کس فرستاد — که سوی شمع ملک آیند چون باد
دران ظلمات هندو چهر و بی مهر — که هندو وام کرده رنگ ازان چهر
برون زد فوجی از هندوئی بد روز — ز تیغ خویش گشته مشعل افروز
تو گوئی تیغ شان ز آتش نشانی — زبانه بود بر دست زبانی
۳۵۵ دوان گشتند سوئی برج والا — چو دزد چیره در تاراج کالا
قضا را قاضی از پیش اندر آمد — قضای آسمانش بر سر آمد
ز هندو حربهٔ کش در جگر رفت — شهابی در دل برجیس در رفت
چنان بر پوستی کز خون بر افتاد — میان لالهٔ نعمان در افتاد
دگر هر کس که بیرون و درون خاست — درو زوپیش نشست و موج خون خاست
۳۶۰ چو پیش در شدند آن فتنه کاران — بر آمد بانگ و شور از پرده داران
ز خنجر پرده داری چند را نیز — شد اندر پردهٔ دل چاک دهلیز
چو فوج هندوان ره پیشتر یافت — خلیفه هم خلاف خصم دریافت
بر آب آمد همه کان آتش انگیز — بجوش آورد سیل فتنه را تیز
شه آن سگ را بخشم آورد در زیر — چو نخچیری که در زیر آورد شیر
۳۶۵ بکشتن*تیری می جست بر دست — بخشم تیر چون تیری همی جست
چو نفتادش بکف تیغی دران ریل — ز منزل کرد سوی نردبان میل
سبک آن بر خلاف خارج آهنگ — به بستاخی زد اندر موی شه چنگ
رهاند شاه تا موئی خود از وی — در آمد مو بمو گبری پیاپی
سهه دودی ز بس خشم آتش ناب — بدستش دشنهٔ چون قطرهٔ آب

* کذا ایک لفظ رہ گیا ہے - ک : بکشتن تیرے را - الخ بخشم شیر - الخ

۳۷۰ مخالف شوم چهرے جهریا نام — رخے ز ابلیس و چشمے ز اهرمن وام

بود زخمے بران سر و کهانی — که خون جستش ز آب زندگانی

فتاد آن گلبن نو رسته در خاک — چو غنچه کرد دولت پیرهن چاک

مه از نور سعادت گشته نومید — که با تیغ زحل شد خسته خورشید

چو آن تاج سران را سر فگندند — وزان بالا بخاک اندر فگندند

۳۷۵ میان صف ترکان خاست شورے — در آمد هندوان را دست زورے

بجولان گشته صوفی تور در شست — برا دو چلد با او گشته همدست

که هر که از سوے قطب الدین کند زور — بدین پیکان کنم چشم دلش کور

همه شب در چنین تدبیر باطل — سخن می رفت در مقتول و قاتل

که فردا چون بر آید چشمهٔ مهر — که شوید بهر تخت آراستن چهر

۳۸۰ کدام اختر کشیم از برج شاهی — که گیرد نورش از مه تا بماهی

و گر خونریز شاه از بیم کین توز — رمد چون شپرک زان نهر روز

کرا در خور بود زین گونه تاجے — که بستاند ز کشورها خراجے

هوا داران خسرو خان بد رائے — بسختی در فشردند اندرین پائے

که چون بر منعم خود تیغ راندی — بکش سر ورنه زیر تیغ ماندی

چو نگزارندت این سر بر سر دوش — بر آور تاج و بارے در سرے کوش

چو گبر و مومن این تدبیر جستند — دگر تدبیرها زو جمله شستند

بدین تر دامنی شب خفت شادان — بلوث آلوده مسند بامدادان

بکار افزائی آمد گرد مسند — گروه کافر و کفران مرتد

ازین سو مالدیو اندر خرامش — و زین سو ناگدیو آورده رامش

۳۹۰ بدین سان سو بسو صد دیو دیگر — بسے چندال دیگر میو دیگر

یکے شد خانخاناں چتر بر فرق — دگر شد رائے رایاں سرور شرق
پر آمد خاں بسے زاں کامرانے — چو خضراو دمن از آب جانے

سخن در سن عمر و خواندن شهزدگان و آنکه
حکایت دو خلف کاں از خلاف آمد تبه خنجر

دلا گر دانشے داری بیندیش — که گردنده است گردون جفا کیش
فریبنده است نقش هفت پرکار — فریبیده * نگردی زین نمودار ۳۹۵
بدین گلگونه کرده صورتے چند — مشو چوں کودک از بازیچه خورسند
که چوں بینی بچشم عقل و تمکین — خیال خواب و آب† و آئینه است این
خیالے کش تواں ز آئینه دیدی — خیال است این که زو بتواں کشیدن
بخواب و آب هم نتواں شدن شاد — گر این نقشے و آں عکسے بروں داد
هر آں پیکر که می بینی جهاں را — چو بکشائی درو چشم نهاں را ۴۰۰
همه هیچ است چوں تصنیف سامر — پر ز خالے چو همیان مقامر
کے آساید درو دانندهٔ دل — که طفلاں خوش شوند از مرکب گل
بچشم همت است از راه فرهنگ — فلک‡ ده دست وشش پے فرجهٔ تنگ
کجا گنجد درو سررشتهٔ مرد — که هفت اختر درو سررشته گم کرد
چو خواهی برتر از عالم نهی پے — بگو ترک جهان و هر چه در وے ۴۰۵
گل مردم که هر سوش آب و رود است — زمینے در خور کشت و درود است
درو بودن کسے را نیست در خورد — مگر آں را که کشتے کرد و بر خورد

* فریبنده۔ † ق ر: آب آئینه ‡ یعنی نو عرش اور چهه جهت والا آسمان ظاهری وسعت کے باوجود تنگ هے۔

ببر زیں کشت بر، بر خوشهٔ چند   و زاں خوشه دریں رہ توشهٔ بند

که چوں ایں خوشهٔ بے توشه رانی   چو خوشه نبودت بے توشه مانی

۴۱۰ یساں مرغ و موراں کز سر کشت   نصیب خود برنداز خوب واز زشت

تو کاندر جستن ایں پخته خامی   نه کنجشکی و نه موری، کدامی

مده کالاے پر قیمت دریں کاخ   که تو مستی و دزد خانه گستاخ

یکے آمد درون و دیگرے رفت   نکوے آمد و نیکوترے رفت

ازیں آینده و پوینده حالے   نه پر شد عالم و نے گشت خالے

۴۱۵ شناسد آنکه عقلش دور بیں است   که مهر آسماں شمشیر کیں است

همیں بیداد و کیں اختر کنوں کرد   پسنده است از براے عبرت مرد

دریں عبرت سراۓ پر فسانه   نگه کن تا چها زاد از زمانه

اگر وقتے بلاے می شنیدیم   دریں دوراں بچشم خویش دیدیم

کجا سلطان علاءالدین و آں کار   کزاں هیبت شدے گردوں بزنهار

۴۲۰ کنوں بر نسل او بیں تا چه کیں رفت   که چنداں خون ناحق بر زمیں رفت

چناں است ایں حکایت راستا راست   که چوں بر قطب دیں رفت آنچه حق خواست

ز بعد آں سریر آراے مرحوم   برادر پنج دیگر ماند مظلوم

یکے خاں فرید اسم بلند اصل   که بود اصلش زده شه وصل بر وصل

که آں سلکے سزاے ملک سنجے   سه پنجش عمر در دهرے سپنجے

۴۲۵ تمامش داده قرآن ختم منشور   دلش زاں نور گشته سورهٔ نور

بسا شاگردئی استاد کرده   کتاب و نامه را چوں یاد کرده

به ترتیب کماں و تیر پیوست   بعقد تیر دو انگشت او شست

دگر بوبکر خاں دیباچهٔ تخت   سزاے ملک اگر یاری کند بخت

ز سال عمر او دو هفته رفته　　دو هفتش سال و او ماه دو هفته

۴۳۰　الم * دیده ز الف و لام و یسین　　نشسته در دل قرآن چو یاسین

هوس در نظم و نثر لفظ و خط خوش　　طبیعت خود چه گویم آب و آتش

علی خان گرامی هشت ساله　　جبینش چون گل و روی چو لاله

همه دندانش در بالا و پستی　　فتان خیزان شده از شیر مستی

ز قرآن تا بقد افلح رسیده　　قدش † افلح شده کان صفحه دیده

۴۳۵　بهاخان هم بهشتم سال نو خیز　　بثلث دوم قرآن ورق بیز

گرفته روزی از تعلیم بالا　　وما من دابة فی الارض الا

ز پنجم سال عشهان بهره ور بود　　هنوز از جمع قرآن بی خبر بود

ببازی هائی فرزادان هوسناک　　ز لوح کاف و نون لوح دلش پاک

چنین شهزادگان ناز پرورد　　که چرخ از بهر ملک انباز پرورد

۴۴۰　زمان عمر شه چون بر سر آمد　　زمانه در جفا کاری در آمد

اشارت کرد خسرو خان کم بخت　　که بر شهزادگان کاری رود سخت

قضا را میهمان بود و شادی　　که بود اندر مراد این نامرادی

دویدند از برون عفریت رویان　　بجور سلطان ستمگر ملک پویان

دو سه محجوب و مرتد خانخانان　　بر آن دیوان هایل کار رانان

۴۴۵　حرم کز هیبت ثانئی جمشید　　بلرزیدی برو چون سایه خورشید

فلک دم خوردی اندر بر مقامش　　ملک گستاخ نگز شتی ببامش

---

* میرے نزدیک مصرعہ یوں ہونا چاهئے۔ الم دیدہ ز الف و لام و طس' یعنی الم اور طس کی سورتوں تک پہنچا تھا جب کہ یہ مصیبت آئی- یہ ۱۹ ۲۰ ویں پارے کی سورتیں هیں - (ک)

† افلح ' یعنی راست و بلند -

نسیم اندرش یکسر ترفتے — صبا هم بے صبا با در نرفتے

پری هم جاں شدے سرتا قدم پاک — بپاکی گشتے آنکه گرد آں خاک

برآں جنت چو دهر ابلیس خوگشت — همه جنت پر از ابلیس رو گشت

۴۵۰ ز نقش شوم آں روهاے منکر — ستنبه * گشت هر یک تا بتۂ در

کشیده سر بگردوں هر سپاهے — چوں یلداے که در پے نوست ماهے

بروے هر یکے چشم جگر گوں — که هم در دیدنش گردد جگر خوں

سیاه و گشن سبلتهاے پر خار — چو کاه نیم سوز از خنده † خار

دراز و پهن هر یک ریش نا خوش — پریشاں هم چو دلهاے مشوش

۴۵۵ کناره بر کمر بسته بزر غرق — چناں کز پهلوی ابر سیه برق

پریرویاں ازاں هیبت گریزاں — خزاں در گوشها افتان و خیزان

قیامت گشته در هر سوئے پیدا — قیامت کرده در کیں چرخ شیدا

دواں دنبال هر مستورۂ گبر — سلامت بے پناه و فتنه بے صبر

بیالا ‡ کله در خوں کرده حوراں — شتاباں هر طرف چوں ناصبوراں

۴۶۰ ز جوش کافراں بر اهل ایماں — سپهر از کردهاے خود پشیماں

نظرهاے سعادت بسته برجیس — که کم بیند دریں غوغائے ابلیس

چناں مریخ بد خشم و ترش چهر — بخونی گریه او نیز از سر مهر

دواں تا ب آفتاب عالم افروز — ز سوز خود جهاں را کرده پر سوز

بساں بربط خود زهره نالاں — ثریا دست را بر دست مالاں

۴۶۵ مه از کاهش چناں غایب ز خورشید — که گشته از کمال خویش نومید

* ستنبه ایک دیو کا نام جو خواب میں آکے ڈراتا ھے - † ن : رخنه ‡ کذا —

چه دل باشد زناں را در چناں هول ‌‌ ‌ زن آنگه دیو در دنبال، لاحول

بسے خورشید سایه پروریده ‌ ‌ بسایه سایهٔ خود هم ندیده

ازاں ده سایه در دنبال یک مهر ‌ ‌ برنگ سایه شد هر مهر را چهر

چو زاں غوغا فتاد اندر حرم هوے ‌ ‌ فرو مردند مستوراں بهر سوئے

۴۷۰ یکے را مانده چشم اندر تحیر ‌ ‌ یکے را دیده شد چوں گوش پر دُر

یکے پیرایه گم کرده و یکے هوش ‌ ‌ یکے ساعد تهی کرده و یکے گوش

یکے شد غرق خے از تیغ چوں آب ‌ ‌ یکے در رفت در کنجے چو مهتاب

دواں گبراں بهر ایوان و پرده ‌ ‌ به بے رحمی چو خوک زخم خورده

بخشم آواز می دادند هر جا ‌ ‌ که پنهاں کوست ایدرجا هاں بروں آ

۴۷۵ ایا خان فرید اسم آئی بروں ‌ ‌ اگر جانی و گر جسم آئی بروں

بیاید در زماں بو بکر خاں هم ‌ ‌ که هستش تن ز بیم آزاد و جاں هم

دگر خاناں بهاءالدین و عثمان ‌ ‌ رسند ایں جا بزودی با علی خاں

که زیں جمله یکے را ما بر آنیم ‌ ‌ که بر تخت جهانبانی نشانیم

و زاں مایه که در خورشد سراں را ‌ ‌ دهیم اقطاع و کشور دیگراں را

۴۸۰ نیندیشید* کایں کارے که شد راست ‌ ‌ نه بهر دیگرے بهر شما راست

همی جستند هر یک را بمشعل ‌ ‌ دم کاذب دواں چوں صبح اول

زهے ظلمات کاندر وے چو پویند ‌ ‌ بمشعل انجم گم گشته جویند

چو آں گم گشتگاں را گشت روشن ‌ ‌ که پیکان قضا را نیست جوشن

به تسلیم آمدند از گوشه بیروں ‌ ‌ عدم را داده از دل توشه بیروں

ن : بنید یشید --

۴۸۵ کهی کردند فریاد جهان سوز / که آهی بر کشیدند آسمان سوز

تعالی الله ز چندان شعلهٔ گرم / نشد پولاد آن آهن دلان نرم

بتندی یک دو محبوب جفا جوی / زدند آن خستگان را بانگ بر روی

که بر بندید لب چون بی پناهان / بتقدیر خدا و کار شاهان

چو خواهد رفتن آنچه ایزد قضا کرد / چه باید بیهده ترک رضا کرد

۴۹۰ عزیزان پیش می رفتند بی تاب / چو میش بسته پیش تیغ قصاب

بگریه مادران دنبال هر یک / فلک هم در فغان بر حال هر یک

ز سیل چشم مستوران شهدا / شده خونابهٔ در قصر پیدا

دران خونابه شان بردند بالا / چنان کآمد ز حکم حق تعالی

همه شب پیش مادر هر عزیزی / ز سوز و داغ خود می گفت چیزی

۴۹۵ که ای مادر جمال من ببین سیر / مکن دور از رخ من دیده تا دیر

که فردا خاک خواهد گشتن این روی / بخواهد رفت خاک ما بهر سوی

یک امروزی که پیشت میهمانم / بسوی نیز میهمانست جانم

دمی میهمانئی دیدار من کن / دل بریان خود در کار من کن

نثارم ریز لولو از چشم پر خون / که این یاقوت لعلم ریزد اکنون

۵۰۰ چو من کردم وداع این سر خویش / تو نیز ش کن وداعی با دل ریش

سر من گیر بسیاری در آغوش / که این سر دور خواهد گشت ازین دوش

ببوس این سر که در خون خواهد افتاد / ز آغوش تو بیرون خواهد افتاد

به پیشانی همم با مهر و زاری / دو سه بوسی دگر ده یادگاری

ببوس این چشم هم کت هست در پیش / که کم خواهیش دیدن بعد ازین بیش

۵۰۵ تنم گرچه از تو خواهد گشت مهجور / نخواهد شد ز پیشت جان من دور

چو تنگ آئی ز هجر بی کرانم　　بگوئی درد هاے خود بجانم

اگر پیش از خطم گهتی قلم راند　　بخواهد نامم آخر در قلم ماند

چو در * خط شرط باشد میهمانی　　مرا ماتم کنی بی میزبانی

مرا چون سر قلم کرده ز تقدیر　　ز خون دل کنی این قصه تحریر

۵۱۰ کنی زین حرف اگر گردد دلت ریش　　کتاب و مصحف من مونس خویش

همی گفتند گریان مادران هم　　که اے دو چشم ما و دیگران هم

نگر تا چند خون خوردیم ازین ساز　　که پروردیم تان را † ما بصد ناز

اگر گشتید بر بامے سبک پاے　　همی افتاد دل کافتید ز انجاے

وگر بر روے تان چشمے شدے تیز　　ز بیم چشم گشتے دیده خونریز

وگر بادے گزشتے بر شما گرم　　بسختے سوختے دل زان تف نرم

۵۱۵ وگر بیرون همی رفتید ناگاه　　دو دیده جان گم گشته بصد راه

بشانه گردن افتادے بدل هوے　　که زین سرها نباید بگسلد موے

کنون فریاد کز تیغ خطرناک　　چنین سرها فتد در دامن خاک

کجا باشد روا اے گردش دهر　　که رانی بر عزیزان دهرهٔ قهر

۵۲۰ کسے کش بود برگ گلند نا تیز　　خورده چون گندنا شمشیر خونریز

بریزد این همه روها بزاری　　چو برگ گل مهان خاک خواری

چه گفتست این فغان ها بر فغانها　　چه می گویم ببرید این زبانها

اگر رانید شان را تیغ چون برق　　ببایید راند ما را اره بر فرق

وگر زه گرده ایشانرا گلو گیر　　ببایید بر جگر مارا زدن تیر

---

* شعر کا مطلب یه معلوم هوتا هے که ڈاڑهی نکلنے کی تقریب کی بجاے میرا ماتم کرنا -

* ن : بر

۵۲۵ وگر شاں را رسن پیچید بگردن ز ما باید رگ جاں دور کردن

دریده از زخم خنجر ایں شکمہا کہ زاں خوں در رود در خاک تنہا

کہ از بیم ستمکاران بد ساز کنیم ایں زادگاں را در شکم باز

دریں گفتن در آمد خونئے چند کہ بکشایند خونہا را ز پیوند

بدو در بزرگان تاجدارے طلبگار از براے سفتہ کارے

۵۳۰ ذنب گشتند بر خورشید و بر ماه ستاره هم بسے کردند همراه

گرفته مادراں فرزند را دست فتادند از تهور بر زمیں پست

گہے بردند بر دنداں دو انگشت گہے کردند بر دل کوبش مشت

کشنده کو است از خنجر جگر دوز کجا می بینم آں سوز جگر سوز

پسر در رفتن و مادر بجا پاک بہ رو خون و بسر خاک و بدل چاک

۵۳۵ چو دیدند آں سگاں کز آتش درد نخواهد شد ز آب چشم شاں سرد

بعنف و زور شاں ماندند بر جاے رواں کردند شاهاں را سبک پاے

چناں شاهاں چو سگیناں بیکس همی رفتند روها کرده واپس

زهے بد دیدن و دشوار دیدن بگشتن واپسین دیدار دیدن

نگرگاں واپسین دیدار چوں بود کزیں سو خوں و زاں سو نیز خوں بود

۵۴۰ نظر می کرد مادر سوئے فرزند بناخن از جگر پرکاله می کند

فغاں برداشته دامن فرید اسم کہ اے نعمت خوران ما بصد قسم

کسے از بندگان و چاکراں هست کہ گیرد در چنیں وقتے مرا دست

بروں خواهند بردن جان ما را بجاں یاری کنید ار هست یارا

بفریادم رسید اے مهربانان بجاں بازم خرید اے پاک جاناں

۵۴۵ کہ خواند نزد ما یاری رساں را کہ خواهد کرد یاری بیکساں را

که گوید حال ما بیرون این در / که دارد سر دگر بیرون این سر

کجائی ای بزرگان پدر جان سوز / که بینی حال فرزندان بدین روز

بر آ از خاک و سوی ما نگه کن / بخون آلوده روی ما نگه کن

کجا رفت آنکه از بیمت زهر سوی / بتندی باد نگرفتی بدین روی

۵۵۰ کنون از باد دهرم کن نظاره / چو گل فرقه بخون و پاره پاره

چو گیتی خواهد از خونم خورش داد / چرا مادر بشیرم پرورش داد

چو من در خون فتم خونم مشوئید / و زین خونخوارگان خونم مجوئید

که ما یار شهید کربلائیم / بخون آلود در جنت گرائیم

مگر کین تن بفضل بی نیازی / شود در چشمهٔ کوثر نمازی

۵۵۵ بدو بوبکر خان گفت ای برادر / نباید زین نمط بودن بر آذر

کنیم این ناله و زاری و فریاد / اگر فریادرس باشد ز بیداد

چو تقدیر آمد و یاری رسی نیست / شغب کردن چو مسکینان کسی نیست

نه آخر پایهٔ ما تاجداری است / نفیر از تاجداران شرمساری است

کسی کو را بود نسبت ز شاهان / چرا عجز آورد چون بی پناهان

۵۶۰ ازین سان گوهری نتوان نهفتن / گهر می نالد آخر گاه سفتن

چو ما مردیم و هم فرزند مردیم / بمردی به که از جان فرد گردیم

چو زاری در نمی گیرد قضا را / بجان تسلیم باید شد رضا را

درین بودند کامد فرجهٔ پیش / دوید آنسو فریده از هم سر خویش

کنیزی چند دید از پیش نالان / فتاد آن سوی چون شوریده حالان

۵۶۵ فغان بر زد که وای این جا کیانند / مرا پنهان کنید ار می توانید

همی گفت این که در رفتند پویان / عزازیلان و عزرائیل خویان

گرفتندش بسختی و روان کرد ‌ ‌ ‌ دران دم چرخ پیر کهن هم فغان کرد

دو خان را چون دو شمع گیتی افروز ‌ ‌ ‌ که آن دم بود شان چون شمع را روز

چو با آن بیکسی بردند سوئے ‌ ‌ ‌ که از خونهائے شان رانند جوئے

۵۷۰ چو هر دو تیغ را دیدند محراب ‌ ‌ ‌ طلب کردند از بهر وضو آب

که بود آن گاه شستن از جهان دست ‌ ‌ ‌ همی بایست شست از خون جان دست

دران محراب گاه خنجر تیز ‌ ‌ ‌ نبود آبے جز آب تیغ خون ریز

چو صدیقان تیمم کرد ابو بکر ‌ ‌ ‌ شغب بر مکر می زد دهر پر مکر

در آنچه خاک را می جست سازے ‌ ‌ ‌ زمانه در تهه آن داشت رازے

۵۷۵ که چون بهر حیات این جان داد آب ‌ ‌ ‌ نصیبش خاک شد در خاک کز *خواب

گزارش کرد ازان پس عاشقانه ‌ ‌ ‌ وصول عالم حق را دوگانه

پس انگشت شهادت بر کشیدند ‌ ‌ ‌ شهادت را رقم بر سر کشیدند

دویدند آن سگان خنجر کشیده ‌ ‌ ‌ بخون ریز آستین ها بر کشیده

به بے رحمی بر آوردند خنجر ‌ ‌ ‌ در افگندند یکسر هر دو را سر

۵۸۰ بدیوار آنچنان زد خون گل رنگ ‌ ‌ ‌ که شد یاقوت سرخ از رنگ خون سنگ

ولے یاقوت را نسبت چه یار است ‌ ‌ ‌ بدان خون کان ز مردم بین زخار است

خصوصاً مردمے کز لعل و یاقوت ‌ ‌ ‌ گدا بودے ز بخششهائے شان قوت

چو خون زیر آمد از بالائے آن بام ‌ ‌ ‌ همه بالا و زیرش گشته گل وام

چو خون رفت از تهه دیوار بیرون ‌ ‌ ‌ کشاد از ناودان ها گریۀ خون

۵۸۵ همان بامے که زیر خون لعل وام است ‌ ‌ ‌ همانا بام† " بالا رهش " نام است

---

* ک : ن -- ا ‌ ‌ ‌ † بالاری - ستون والا - مطلب بظاهر قصر هزار ستون هے جهاں یه واقعه هوا -

همان جاها بکلنچے بود * آں شور دو شهر مملکت شد طعمهٔ گور
بروں جستند پس گبران بے مهر ز فعل تلخ خود گشته ترش چهر
نمی گنجید هر قصاب کیں دوست ز شادی چوں بز دم خورده در پوست
پس آں جانب دویدند آں دو سادر که بودند از پئے ایشاں بر آذر
۵۹۰ زمین کز خون شاں دیدند گل وام همی جستند سوگ از خون شاں وام
میان خوں بغلطیدند پر درد نمی شد خون گرم از سوز شاں سرد
ازاں خون و ز موج اشک رنگیں حنا بستند بر دست نگاریں
بگریه جامه هم در خوں کشیدند علم بر پیرهن بهں چوں کشیدند
برخ بر سپردند آں دست پر خوں بداں گلگونه می گشتند گلگوں
۵۹۵ نه مارا عیشے آماده است امروز شهی ایں دو شهزاده است امروز
بیارائید تخت و مسند و تاج فرو ریزید لعل و در بجاے تاج
ز دیبا گلها سازید در دهر بشادی قبها بندید در شهر
ولے عود و سپند ار بر فروزید بجائے آں همیں مارا بسوزید
تنے کانگشت گشت از سوز ناساز بسوزیدش چو انگشت سیه † باز
۶۰۰ الا اے روزگار تیره روزاں که هستم از تو چوں انگشت سوزاں
چو انگشت سیه مارا بدیں روز بسوز و می زبان و باز می سوز
ازیں سوزے که زد زیشان زبانه کساں هم سوختند از هر کرانه
بسے بگریستند از چشم خوں زاے و ز انجا باز شاں بردند بر جائے
جهاں را دیر شد کیں شیوه دارد خزاں پر برگ و دی پر میوه دارد

* ن : بعد -- † انگشت سیه - یعنی جلی هوی لکڑی - اگلے شعر میں بهی انگشت انهیں معنی میں لکها هے --

٦٠٥ کرا در چاشنیها داد بهرے | که بازش در شکر نفگند زهرے
کرا درے بگوش افگند دل جوئے | که با گوشش نکند از گوشه روے
چو کس نبود بگیتی جاوداں شاد | بشادی شاه گیتی جاوداں باد

حدیث چشم زخم خاندان ملک و خاناں را
کشیدن از پلک دیده بر آں ساں کز صدف گوهر

فلک را صد هزاراں دیدهٔ باز | بچشم مردماں بیں ناوک انداز
٦١٠ کرا بینائیے بخشید درکار | که ننهادش به بینائی درون خار
کسے کش چشم* زخم از چرخ روزیست | رسدگر چشم جهاں در چرخ دوزیست
چو زخم از تیر بے تدبیر چرخ است | نه کمتر تیر چرخ از تیر چرخ است
چه دوزی دیده را زان دیده دوزے | که دوزد صد هزاراں دیده روزے
جهاں کز دهر تیر اندازی آموخت | نگر تا چند ازیں ساں دیده بر دوخت
٦١٥ چو گوید مردم از بینش فسانه | فلک چشمک زند سوئے زمانه
جهد مردم گرش زخمیست از تیر | ولیکن چوں جهد از تیر تقدیر
رسد ناچار چوں باشد جمالے | کمال † عین را عین الکمالے
چنانک اندر کمال دولت شاه | قضا عین الکمال آورد ناگاه
کسے کیں فتنه دید از دیدهٔ خویش | چکاں بیروں تراوید از دل ریش
٦٢٠ که چوں دو مردم چشم علائی | بخون خویش کردند آشنائی
دگر خانان و طفل نارسیده | جهاں را دیدهٔ عالم ندیده

* ن : زخم چشم -- † ن : کمالے --

بر ایشان نیز شد چشم فلک تیز ‌ ‌ ‌ گزند چشم شان را شد سبک خیز

حسن را پیش چشم آنانکه بودند ‌ ‌ ‌ بچشم پیش حالے وا نمودند

که هر شهزاده چشم پادشاهی است ‌ ‌ ‌ چو چشم اندر سپیدی و سیاهی است

۶۲۵ اگر بر چشم شان نبود گزندے ‌ ‌ ‌ بباید چشم شان را چشم بندے

که هر گه چشم بینش بیش باشد ‌ ‌ ‌ شکوه جسم هم با خویش باشد

که بیکار است چشم از جسم پیش است ‌ ‌ ‌ بچندین نقطه چشم از جسم بیش است

بدین اندیشه و وهم نهان بین ‌ ‌ ‌ برون کردند شان چشم جهان بین

۶۳۰ ازان دیده کشیدن سروران را ‌ ‌ ‌ برون افتاد دیده مادران را

فلک کور است ازان کرد این چنین دور ‌ ‌ ‌ ز چندین قرة العین جهان نور

غرض چون چشم زخم تیر تقدیر ‌ ‌ ‌ خراش چشم ایشان کرد بے تیر

اشارت کرد ز ابرو گبر بے دید ‌ ‌ ‌ که زین درها چو چشم مهره می چید

برید این جمله درها در دگر درج ‌ ‌ ‌ که چندین مه نهاید در یکے برج

بفرمانش سبک زان قصر شاهی ‌ ‌ ‌ شد آن درها دوان تا گوش ماهی

۶۳۵ بقصر لعل بردند آن سران را ‌ ‌ ‌ بخون شاندان * شفق نیک اختران را

همی بودند روزے چند مستور ‌ ‌ ‌ چو چشم خویش و روز خویش بے نور

شگفته چشم هر یک چون گل لعل ‌ ‌ ‌ روان خونے ز هر گل چون مل لعل

برو ئے بستر پر خون چو لاله ‌ ‌ ‌ همی گفتند چون مرغان بناله

که هر کس را گلے بشگفت بر تخت ‌ ‌ ‌ گل ما این شگفت از گلشن بخت

۶۴۰ گلے زین چشمها گر رخ نمودے ‌ ‌ ‌ جهان و دیدها بر خار سودے

کنون آن نرگسان نیم خفته ‌ ‌ ‌ ز باد دهر بین چون گل شگفته

* ک : آن --

چنیں گل گرچه پرافزوں است هر روے — مبرودش که بوئے خونست در روے

گل ما را چسان شد خستگی یار — چو با گلها نباشد خسته را کار

نخست اندر بهار از شاخ بے بر — گل بادام و شفتالو کشد سر

۶۴۵ بهار ما نگر بارش دگر گوں — که بادام از گل ما برد بیروں

گل ما خستهٔ خار زمانه است — غلط شد بلکه پیکاں را نشانه است

سر سوزن بود سوراخ بادام — بکزلک چوں کشند از جائے آرام

کسے کو برکشید ایں دیدهٔ سر — بسان خسته * شفتالو بود تر

دو چشم او چو دو عناب خسته — همیشه خسته و در خوں نشسته

۶۵۰ بدیں ساں هر چراغ دیدهٔ شاه — فغاں مي کرد و زاری تا شبانگاه

چو در ظلمت فروشد چشم خورشید — بوید از روشنائی گیتی امید

پرستارے چراغ آورد در پیش — شهاں سوزاں چو شمع از دیدهٔ خویش

یکے گفت ایں که آمد† شام تاریک — که روشن دید مے من موئے باریک

چو بیروں شد چراغ چشم از روے — هماں کوهست پیش من هماں موے

۶۵۵ چراغ عاریت پیشم چه دارید — چراغ دیدهٔ من پیشم آرید

دگر گفتا که شمع از بهر چشم است — چه جوئیم زاں که بهر چوں دیده چشم است

چراغ دیدهٔ عالم چو مائیم — نظر در شمع دیگر چوں کشائیم

کجا شد دیدهٔ سلطان مغفور — که بینند قرة العینان بے نور

دگر گفتا که بینایان کشور — که بینا شاں دل است و چشم برسر

۶۶۰ مثل گویند دولت کور باشد — نه دولت مند را ایں شور باشد

سپهر کور بهر ما زد ایں رائے — که دولت رفت و کوری ماند برجائے

* ق ر : خستهٔ شفتالوے -- † ق ر : اندر --

دگر گفت آنچه مادردے شنیدیم — بگوش - اینک بچشم خویش دیدیم

بلے هر دیدنی کاید ز تقدیر — بباید دید گر طفلیم و گر پیر

هر آن دردے که پیش آرد خداوند — چرا از دیدہ نپزیرد خردمند

۶۶۵ دگر گفت اے شمارا دیدہ روشن — بتر سود از خواش دیدۂ من

ز چشم من که مے پوسید حالے — تعالے اللہ چه کوراں را سوالے

چو چشمم هر چه مي دارد تراود — کس ایں کاویدہ را دیگر چه کاود

پس انگاهے همي گفتند گریاں — که دل شد گرچه بهر دیدہ بریاں

ز دل چوں دیدہ را یکسو نهادیم — بجانے گر بماند نیز شاهیم

۶۷۰ ز کوری بود غم کزوے فگاریم — کنوں از رفتنش اندیشه داریم

بریں چشمے که رفتش دیدہ بیروں — هزاراں منت کوری است اکنوں

گر آید میل مهل آوازہ تعجیل — که جائے سرمه شد در چشم ما میل

چو باید کور را بر کف عصائے — که بتواں بردش از جاے بجائے

۶۷۵ عصا شد میل بهر چشم ما خرد — که مارا کور کرد و دیدہ را برد

عصا شد دستگیر کور هر جاے — عصا کو کور سازد دیدہ را واے

عصا از کور بردن در مثل بود — عصاے دیدہ بر دردے بر افزود

که جوید کس ایں کوران مسکیں — که دشمن را کند چشم جهاں بیں

بجز سلطان غیاث الدین منصور — که چشم دولت از وے باد پرنور

سخن ز آوازۂ خسرو که چوں آلود مسند را
همه پیش نگوں کردند سر جز غازیء سرور

۶۸۰ دریں سالک از بسے فتنه که برخاست — خبر زیں گونه دارم راستا راست

که چون فرمان دیوان رفت هر سوی ‌‌‌‌ — که ملک آورد در اهرمنی روی

بد هر انسی و جانی را خبر شد — که بر تخت سلیمان دیو بر شد

زهی قلابی فیروزه خاتم — که بر شیطان رساند خاتم جم

فلک تاج علا را برد معراج — بخاک افتاد والا گوهر تاج

۶۸۵ ثبات قطب دنیا بر سر آمد — سها را نقش بر کرسی بر آمد

بزرگان هر یکی دریائی پر جوش — فروهشتند مانند صدف گوش

همه لشکرکشان در شرق و در غرب — بطاعت مهل کردند از سوی حرب

نه ترکی نیزهٔ ترکی بر افراخت — نه هندو بندهٔ بر هندوان تاخت

همه گردان هیجا سست و بی‌تاب — فرو ماندند چون بز پیش قصاب

۶۹۰ در اقصائی ممالک نیز امیران — کمر بستند چون فرمان پذیران

جز از درهای رزم از زور شمشیر — ملک غازی معظم تغلق شیر

چو بشنید این سخن از خاص و عام — ز غصه خون بجوشیدش در اندام

بمالید از تغیر سبلت کین — ز بهر کین شدش هر موی زوبین

نخست افسوس کرد از نیک خواهی — ز بهر خاندان پادشاهی

۶۹۵ که در برج علا نقبی چنان رفت — که کرد نقب زن بر آسمان رفت

ز چندان کوکب سعد اندران برج — زمانه یک گهر نگذاشت در درج

کنون چرخ دخانی ز امر معبود — چو بر کرد از سران دودمان دود

اگر با برج نتوان کرد کاری — زمینی را سزا شرط است باری

مرا شاه شهیدان کاردان مرد — بمردی از پئی این روز پرورد

۷۰۰ من امروز ار نکوشم بهر کارش — نخواهم هم کین اولاد و تبارش

چو نعمت پرور از وی گشت حالم — چگونه باشد آن نعمت حلالم

گرم یاری کند بخت نکو خواه — من و شمشیر و تیر و کینهٔ شاه

وگر نبود درونم یاری از کس — چو من یار حقم حق یار* من بس

اگر این جا من ام جان بی تن آن جا است — که فرزند من و جان من آن جا است

۷۰۵ کجا باشد دران چشم و نظر نور — که باشد قرةالعین از نظر دور

ملک فخرالدول کو کاه نخچیر — دل شیران بر آرد † از پر تیر

چراغ روشن از نور خدائی — که چشمم دارد ازوے روشنائی

گر آنجا ماند ازوے چشم بد دور — وگر این جا رسد نور علی نور

خدا آن چشم را بر من رساناد — بچشمم ‡ دیدهٔ روشن رساناد

۷۱۰ عزیمت کردن اعظم ملک فخرالحق والا بسوے حضرت غازی ملک کافر کُش صفدر

عجب کارے است کار شیر مردان — که نندیشند هیچ از هم نبردان

به تنها در روند اندر سپاهے — بسدّ آهنین سازند راهے

ور از قلبے فرس بیرون جهانند — بنیروے دل خود هم توانند

مبارز زاده چون با تیغ قتال — سزا بیند کسے کاید بدنبال

۷۱۵ دلیرے کش بکار رزم فن هاست — اگر تنها بود هم دانگ تن هاست

سر افگن را چه تنهائی چه انبوه — نجنبد از هزاران ذره یک کوه

کشد مه گر چه صد لشکر ز انجم — یکے خورشید هر صد را کند گم

وگر بز در رمه باشد ز صد میش — برد یک گرگ ازیشان غارت خویش

هزبرے کو گوزنان را شناسد — ز انبوه گوزنان کے هراسد

* ن : یار من - † ن : بر اندازد پر تیر - ‡ ن : بچشم -

بخلوت گاه خود تنها بود شهر | که هرسو بر تنش تیراست و شمشیر

حکایت

شنیدستم که رستم پیش کاوس | بخدمت بود روزی پهلوی طوس

بخشم آشفت کاوس از خیالی | که رستم را رساند گوشمالی

اشارت کرد سوی طوس در حال | کش از نیروی بازو بشکند بال

چو طوس آمد برسم زور سندان | که بندد دستش او چون دست بندان

برویش زد تهمتن پشت دستی | که در گشت از خرابی همچون مستی ۷۲۵

برون آمد به پشت رخش بنشست | صبا در زیر و آتش بر کف دست

بسی کس را اشارت کرد کاوس | کسی در پی نرفت از روسی و روس

چو کس کم رفت دنبال سر افگن | پرفت او سرزده با تیغ سر زن

توان دنبال شیر و اژدها کرد | که آرد رفعت* در دنباله مرد

سخن‌گویان مثل در جنبشی خوانند | که فخرالدین ملک بالا فرو راند ۷۳۰

چنان بود این که خسرو خان بدروز | چو شد بر آرزوی خویش فیروز

دل خود ساخت سنگ از کوته خواهی | و زان بشکست گوهرهای شاهی

ز یادی کز سر افرازی بسر داشت | دو شمع مملکت را زنده نگذاشت

کشید آن دیگران را چشم روشن | بجا نگذاشت یک نرگس ز گلشن

غلامانی همه میر ولایت | باوج چرخ برده ماه رایت ۷۳۵

نه کس تیغی کشید از کینه جوئی | نه کس تیری کشاد از تند خوئی

* ق ر : رخت ـ

کسے نا ورد ناورد خروساں
همه گشتند عاجز چوں عروساں

ز نعمت ہائے سلطانی بخوانها
نمک پروردہ کردہ استخوانها

بپیوند انکه استخوانها زاں نمک زور
یکے را بر نہادہ ز استخواں شور

۷۴۰ ولے چوں شد نمک در پوست گندہ
تن گندہ نمک بہ پوست کندہ

سزا بود آں خسیساں را در آں حال
کشودن پوست پس کردن نمک‌سال

کہ در گندہ تنی ہر نابکارے
نمک زیں گونہ گشتے گندہ بارے

سگے کز دست مردم لقمۂ خورد
کند یاری چو یاری بایدش کرد

ز سگ ناکس تراست آں ناسپاسے
کہ نبود خورد خود را حق شناسے

۷۴۵ چو سگ را هست با خونے وفا کار
بود هم پاسبان و هم وفادار

چہ نامردم کسے کز سگ جدائی
کند در پاس نعمت بے‌وفائی

غرض القصہ چوں زاں قوم سگ زاد
براں شہراں گزشت آں جور و بیداد

ملک فخرالحق از بس مہربانی
خراشے یافت ز * آزار نہانی

از انجا کاهل نعمت را بہ یاری
بود در شکر نعمت حق گزاری

۷۵۰ براں می شد کہ ناگہ بے مدارا
بروں آید بشہر آشکارا

ولے می گفت بر ناید چو کارے
ببازی جاں بباید باخت بارے

دریں اندیشہ باخود غصہ می خورد
کہ چوں شاند ز خون دشمن ایں گرد

چو شد ز اندازہ بیروں خار خارش
دروں گشت از خراش دل فگارش

شبے بنشست با محرم تنے چند
بر آورد آہے از اهرمنے چند

بہاراں گفت گریان و غریواں
کہ خون جم چساں جویم ز دیواں

۷۵۵ جہانے پر زدیو و دیو مردم
چگونہ بے سپہ * من چهرہ گردم

* یہ آخر کے دو لفظ اصل نسخے میں اُڑ گئے ہیں -- † ن: سپر --

و گر ندهم بقتل هندواں داد ‌‌ رضا در کفر و کفراں چوں تواں داد
ندانم تا چساں تدبیر سازم ‌‌ که سهم خود بر ایشاں تیر سازم
نکوخواهاں دراں منصوب شاهی ‌‌ نمودند از طریق نیک خواهی
۷۶۰ که ایں کارے که در اندیشهٔ تست ‌‌ میسر کے شود ز اندیشه سست
چنیں سهلے که موجش تا بفرق است ‌‌ اگر را نهم بیروں بهم غرق است
وگر خود بایدش پنهاں نگهداشت ‌‌ بکوزه چوں تواں طوفاں نگهداشت
بداں باشد که زیں حال انچه دانیم ‌‌ بدرگاه ملک غازی رسانیم
چنانکه آں رائے بخشد پرتو نور ‌‌ کنیم ایں ظلمت از روئے زمیں دور
۷۶۵ ملک را شد پسند خاطر ایں رائے ‌‌ پسند خویش را شد کار فرمائے
سخنهاے که بوئے تیغ و خوں داد ‌‌ نهانی با علی یغدی بروں داد
فرستادش سوئے غازی ملک زود ‌‌ که * باآگاهی که آں گاهے غزا بود
علی یغدی بران سو شد شتاباں ‌‌ بعزم تیر در قطع بیاباں
رسید و رفت پیش لشکر آرائے ‌‌ جبیں را کرد درخدمت زمیں سائے
۷۷۰ پس از فرزند را ز انجا فرو ریخت ‌‌ زلال ابر بر دریا فرو ریخت
چو شد غازی ملک را روشن ایں حال ‌‌ ظفر را مژده داد از تیغ قتال

صفت خنجر ملک غازی

برآورد از میاں شمشیر سرکش ‌‌ بگرسی گفت کاے طوفاں آتش
میاں بے دین تو محرابی پاک ‌‌ دل بے دیں ز محرابت شده چاک
زهے هندو زبانت مانده در بید † ‌‌ که در محراب داری روے امید

*ق ر: بہ آگاهی که آں گاه غزا بود۔ مصرع کا مفہوم صاف نہیں ہے۔
† وید ہندوؤں کی آسمانی کتاب۔

۷۷۵ گهے آں شد که از بیدت بر آرم   ز آبت سرخ بید و لاله کارم
اگرچه از خوں نماید رنگ محراب   خصوص آں خوں کش* از کفراں بود تاب
ولے چوں قلعه گیراں گشت خویم   من ایں حاجت ز محراب تو جویم
بریزم خون کفار از تو در جنگ   بدیں شنگرف سیرابت † کنم رنگ
ترا کر بهر دستم ساز کردند   ظفر با گوهرت هم راز کردند
۷۸۰ فراز چرخ گردانت نشاندند   جهاں گیر آفتاب تیر خوانند
توئی آبے بر پهنائی سر انگشت   که بندندت به پنج انگشت در مشت
و لیکن آب تفگت بسکه تیز است   جهان می گیرد آنجا کش ستیز است
ظفر را هم زبانا ‡ هم زبانے   سقر را هم زبانه هم زبانے
شود باطل ز روغن آب روشن   ولے روشن شود آبت ز روغن
۷۸۵ کنونم کایں غزا پیش آمد از دهر   دز از آبت سرد ¶ ایں آتش قهر
چو لختے راند با تیغ خود ایں حرف   علی را خواند و کرد ایں ماجرا صرف
سوئے فرزند فرخ گفت پاسخ   که اے فال من از روے تو فرخ
بهنجارے که دانی زاں خطر گاه   بروں راں مرکب و نه روے در راه
که مارا دیده در راه نیاز است   ز بهر چوں تو مردم دیده باز است
۷۹۰ گر اے چشم و چراغ ما رسی زود   چراغ چشم مارا کم شود دود
ازاں پس چشم بکشائیم تا دور   بجوئیم از چراغ راه خود نور
تو چشم بینش و بینش چراغم   بر انساں کیں دو نور آرد فراغم
کنیم از تابش شمشیر و جوشن   چراغ نعم و چشم بخت روشن
علی یغدی شنهه ایں نکته و راند   رسید و با ملک یک یک فروخواند

* ق: کلا از - † آخری دو لفظ نسخے سے اُڑ گئے هیں - ‡ قمر کی ایک منزل کا نام ¶ مرو ؟

۷۹۵ ملک شد در کهین آں که ناگاه   دهد رهوار خود را جنبش راه

چناں بود این حکایت بے کم و بیش   که چوں او خواست گهرد راه در پیش

گزید از بهر رفتن توسنے چند   بجنبش دور سیر و زود پیوند

صبا را سبق سرعت شرح داده   فلک را اسپے از خود طرح داده

نهاں پور ملک بهرام را جست   به همراهی خود کردش رواں چست

۸۰۰ موافق گشته فوجی ز اهل اخلاص   غلامے چند و چندے چاکر خاص

فروزاں مشعلے خورشیدوش پیش   تو گوئی هستش از ذره سپه بیش

کماں ها سخت و ترکش ها پر از تیر   چو شیراں نیستاں گاه * نخچیر

بسو نها کرده پیکاں هاے قتال   کرا یاراے آں کاید بدنبال

بدهلی لشکرے ز اندازه بیروں   نیامد کس جز این آوازه بیروں

۸۰۵ که فخرالدین ملک را بین ز شهری   برفتن کرد چوں شیراں دلیری

خود او رفت و سراں را کرد دل خرد   دگر پور ملک بهرام را برد

حسن را کین خبر در گوش در رفت   خیالے در سر افتادش که سر رفت

ز بس هیبت بلرزید آں نگوں بخت   چو شمشیر تنک از جنبش سخت

ملک فخرالدول می رفت شاداں   بشهر آباد خود چوں شیر زاداں

۸۱۰ چو بر دریا رسید آں گوهر پاک   ز دیده در فشانی کرد بر خاک

که از شوق پدر آزرده دل بود   ز طینت هاے بد پایش بگل بود

چو در روے مبارک دیده بکشاد   خدا را شکرها کرد از دل شاد

کف پاے ملک بر دیده می سود   اگرچه مردم دیده همو بود

دراں سودن ندانست آں شه شرق   سواد دیده را از خاک پا فرق

* ن : کلّه .

۸۱۵ ملک را هست خالی در ته پای — که چون مردم کند در دیده ها جای

خلاف چون دیده بر پای پدر برد — بدان خال این دو خال دیده بسپرد

کشش بر تخت شاهی این گواهی است — همین سه نقطه بهر شین شاهی است

ملک کان دیده را بر پائی خود دید — دران دیده نظر بر جای خود دید

در آغوشش گرفت از مهربانی — بجانش جای کرد از میزبانی

۸۲۰ چو زان فرزند جانی جانش آسود — بجای آمد دلی کز هجر فرسود

بیاد نسل شاه از گریه روشست — پس این طوفان غم را ماجرا بشست*

جگر گوشه ز شور آن نمک خوار — که هر چندان جگرها ریخت آزار

تراوید از جگر خوناب ناخوش — چو آبی کز کباب آید بر آتش

پس آنگاه از طریق سوزش دل — بگفت این با ملک غازی عادل

۸۲۵ که ای دولت رفیق و بخت یارت — بدولت یار بادا کردگارت

ملک را چشم مهر از سوی من بود — رسیدم بنده وار از فضل معبود

کنون شمشیر برکش همچو شاهان — بجو از خصم خون بی گناهان

که دار الملک گشت از هندوان پر — شبه بنشست جای گوهر و در

بت سنگین و دلهای چو خارا — به هر سو بت پرستی آشکارا

۸۳۰ خطیب آلوده را خطبه خوانان — فساد آلوده دیگر خاندانان

صلاح و صالح افتاده بخواری — مرید و مرتد اندر کامگاری

جرمهایی که مهر و مه ندیده — در آغوش زحل فعلان رسیده

کسی کو عزت اسلام داند — معاذ الله که دیدن تواند

کنون فرض است قتل ناسپاسان — غزا شرط است بر ناحق شناسان

* ق ر : گفت.

۸۳۵ چو شد غازی ملک ز انجم خطابت — غزا ایں کن که تا باشد ثوابت *

اگرچه از تیغ کیں در چیره دستی — مغل را بارها لشکر شکستی

به پشت خنگ چوگانے بهر سوے — ز سرهاے تتاراں باختی گوے

تمن ها † کز نهیبت می خورد خوں — نخورده آب خوش زیں سوے جیحوں

ولے به زیں جهادے کے بود کے — که دین را زنده گردانی پیاپے

۸۴۰ دهی هردم برسم کینه خواهاں — زمیں را سرخی از خون سپاهاں

کنی از زخم شمشیر ظفر ناک — ز خون خوک خوار اسلام را پاک

نگر لاے شهادت کز پئے داد — بر آورده دو دست آنکه بفریاد

بجز تو کیست آں کرّار پر دل — که فریادش رسد زاں کفر باطل

چو با غازی ملک در کوشش فرض — ملک فخرالدول کرد ایں عرض

۸۴۵ بدل خود سرور والا هماں داشت — که از گرد غضب خاطر گراں داشت

بپاسخ گفت کاے چشم مرا نور — ز نور چوں تو بوده ‡ چشم می دور

مرا دل سوے تو بود آرزو مند — که دل را کے شود با دیده پیوند

چراغم چوں ز باد دشمناں رست — کجا پیش آتش تیغم شود پست

بروں آیم چو شیر از بیشهٔ خویش — بشمری پیش گیرم پیشهٔ خویش

۸۵۰ بدیں اندک سپاه سخت بازو — شوم با سدّ آهن هم ترازو

نیت کردم عزیمت نیز کردم — که چوں مرداں بروں آیم چو مردم

بجاں کوشم ز بهر دیں دریں کار — خدا بادا دریں کوشش مرا یار

هراس و لرزهٔ ¶ جان حسن از عزم فخرالحق
وزاں اندیشه راندن بر همه شهزادگاں خنجر

* ن : صرابت - † ن تمنا ‡ ن : بادا - ¶ ک : لرزهٔ در -

چو هر گردن سرے از سرفرازے ‌ ‌ ‌ بجان سرفراز افزد گدازے

گر او گردد ازاں مردم سبک کام ‌ ‌ ‌ چو شخصے کش رود بازو ز اندام ‌ ‌ ٨٥٥

چو بازوئے ز اندامے شود کم ‌ ‌ ‌ تو گوئی نیست دیگر بازوش هم

اگر خانه فراخ و گر بچستی است ‌ ‌ ‌ بچار ارکانش بنیاد درستی است

چو شد رکنے درست از خانه دور ‌ ‌ ‌ خراب است ارچه باشد بیت معمور

همه جا تخت را پایه چهار است ‌ ‌ ‌ که تخت پایه ور زاں استوار است

یکے گر کم شد و شد یک طرف پست ‌ ‌ ‌ سه دیگر نیز پاداری که بشکست ‌ ‌ ٨٦٠

بزرگاں عهده کار سریر اند ‌ ‌ ‌ خلل گیرد سر هر ار گوشه گیرند

خصوصاً عهده کار زور مندے ‌ ‌ ‌ ز بخت افزوں برش باشد بلندے

درین حال انچه دارم عهدهٔ گفت ‌ ‌ ‌ بزیں ساں گشت با نوک قلم جفت

ملک فخرالدول چوں بارگی راند ‌ ‌ ‌ حسن را بارگی بکبارگی ماند

کمان سست پے کز قامت انگیخت ‌ ‌ ‌ کمانش را سریش از ته فرو ریخت ‌ ‌ ٨٦٥

ز نزدیکان دور از مهر پرسید ‌ ‌ ‌ که از ما چون فلاں داماں خود چید

چگونه آهنیں سازیم تدبیر ‌ ‌ ‌ که پاے دیگراں ماند بزنجیر

اگر کار دگر اندیشه بندیم ‌ ‌ ‌ هزاراں شیر چوں در بیشه بندیم

وراین رشته بسستی وا گذاریم ‌ ‌ ‌ جهنده بے رسن چوں بسته داریم

چو خلقے درپئے غوغا و شور است ‌ ‌ ‌ نه این جا جاے زاری و نه زور است ‌ ‌ ٨٧٠

چساں بر سر بریم این کار محکم ‌ ‌ ‌ که مارا این سری گردد مسلم

هوا داراں همی گفتند کارے ‌ ‌ ‌ بکارے سر ز سر گیریم کارے

شکست آنست بارے کافسر ملک ‌ ‌ ‌ بباید واگسست از گوهر ملک

چو تاج ملک را گوهر نماند ‌ ‌ ‌ ز بهر تاج جز تو سر نماند

۸۷۵ وگر گردن کشان را بند خواهی — بده زر بستهٔ خود چند خواهی

ز بند آهنین آسان بران جست — و لیک از بند مشکل چون توان جست

اگر سلطان تونی زر کم نیاید — بملک از گنج و گوهر کم نیاید

وگر بر غیر بینی پایهٔ خویش — تو بارے داده باشی مایهٔ خویش

حسن را درگرفت آن گفت ناخوش — بحسن راے کرد آن گفته را خوش

۸۸۰ نخست از گنج شاهان* مهر برداشت — همی داد آنچه پنهان گنج وزر داشت

پس آن که گفت با بے رحمتے چند — کشایند از در بے رحمتی بند

شتابان سوئے قصر لعل پویند — زمینش را بخونی لعل شویند

به بے مهری کنند از خلق مستور — شهان را از کنار مادران دور

به تیغ آن جمله سرهائے خطرناک — نهند اندر کنار مادر خاک

۸۸۵ دویدند آن سگان بے وفا خوئے — سوے آن شیر زادان نکو روے

بر ایشان تیغ خون راندند چندان — چو قصابان بحلق گوسپندان

عجب حیفے که زان گبران گم راه — بخون غلطه چنان روهاے چون ماه

ز خون خویشتن بستر کشادند — بخواب خوش بران بستر فتادند †

بران شاهان چو خونریزی چنان رفت — نفیر مادران بر آسمان رفت

۸۹۰ ز سوز داغ آن پوشیده رویان — پری و دیو شد پوشیده سویان

مبادا مادرے را سوز فرزند — که پیوندش جدا گردد ز پیوند

ز دهلی رفت هر سو این خبر هم — شد آگه غازیء دشمن شکر هم

ز خشم آسوده یازو را بدندان — فرو خورد آن غضب چون هوشمندان

---

* اصل نسخے میں یہ لفظ چھوٹ گیا ہے۔ "مهر" مولوی رشید احمد مرحوم کا قیاس ہے

† ن : نشاندند۔

بدل * می‌گفت اگر خواهد خداوند | بخواهم عذر شیران از سگی چند
بنامیزد زهی زور دل مرد | که بر ملکی بر آید یک ملک فرد
خدایا چون تو کردی سر بلندش | بر اعدا هم تو کن فیروزمندش

۸۹۵

حدیث گفتگوئی هر کس اندر مجلس خسرو
پس از صوفی سوئی† عادل نبشت نا حوش وابتر

زبانی را کش از دل فتح باب است | سخن در حد خود گفتن صواب است
نه ‡ بس زیبا است نافرجام گفتن | رها کردن در و خر مهره سفتن
ازین گفتن مراد آن دارد این دل | که فخرالدین ملک خاقان مقبول

۹۰۰

چو راند از شهر سوی شاه غازی | حسن شد بهر جان در چاره سازی
سرانی را که با خود دید دم ساز | طلب کرد و برون داد از دل این راز
که تغلق هست مرد پخته رزم | فراوان کرده هر سو در غزا عزم
وفا ها دیده و کار آزموده | نبرد و جنگ بسیار آزموده
به پرخاش مغل صف ها دریده | بقتل هندوان سرها بریده

۹۰۵

دلیری کو بکین چون خنجر آهخت | تن تنها زند بر لشکری سخت
اگر طوفان آتش بر کشد ناب | پسنده است از کفش یک قطرهٔ آب
وراز هنجار گیرد تیغ در مشت | سپاهی را بفوجی بشکند پشت
طریق رزم چون شطرنج بازی است | دو مرکب طرح بازان مرد غازی است
دریغا گر چنین لشکرکشی سخت | شدی در کار ما یاری‌گر بخت

۹۱۰

دگر حاجت نبودی خواستن زور | سویر آرای جم را از ¶ صف مور
کنون این کار زآئین فسون رفت | نهنگی گوئی از دریا برون رفت

* ن: بلا تندی- †یعنی غازی ملک تغلق - ‡ن: نه‌پس زیباست‌بس فرجام گفتن- ¶ ن: آصف-

بگوئیدم که چوں تدبیر سازیم — که شهر جسته را زنجیر سازیم

بدانش هر یکے زاں کار دانان — شدند از راه پاسخ نکته رانان

۹۱۵ بخاطر هر کرا می گشت رازے — بروں می داد و می‌شد چاره سازے

یکایک زاں میاں با گرمی گفت — چو گرگاں یوسف صوفی بر آشفت

که چوں ما خاستیم از سر دریں کار — بباید کرد کارے سر بهنجار

سرما خسرو است و ما بن و پوست — چه باشد سر اگر بن نبودش دوست

دریں تدبیر اگر ما سر نبازیم — سرے را پیش تو چوں سر فرازیم

۹۲۰ سران ملک چندیں در رکیبت — ز یک سر چوں بود چندیں نهیبت

گرفتم * اژدرها ست زاں سوے — من اژدرها کشم زیں تیغ چوں گوے

چو بگشایم کمندے مردی از دست — نه مردم گر نه بندم هر کرا هست

بگفت ایں و روندہ قاصدے جست — که با سیرش بود باد صبا سست

سوے دیپال بز کردش الاغے — که رو چوں باد سوے مرد باغے

۹۲۵ بگو کاے کار داں و تیغ زن مرد — نمی شاید فریب روز خود خورد †

اگر چت یار شد فیروزی از بخت — نباید سر کشید از طاعت تخت

پے پروانه ار فرمای شو بدرگاه — زبان تیغ کن بر خویش کوتاه

وگر باد غرورت در دماغ است — هماں بادت زباں کاری فراغ است

چو تو دامن بمردی چست کردی — نخواهم تا چو دامن سست گردی

۹۳۰ بهر سوے که رفتن باشدت روئے — به بینی روئیم انگه پوی آں سوئے

که دارم خنجرے چوں آتش و آب — که کشت است آب آتش اندریں تاب

بدیں آتش که دارد رنگ و آبے — بقا بم روے تو گر تو نتابے

* ن: جملہ ـ اصل نسخے میں ایک لفظ لکھنے سے رہ گیا ھے۔ † ن: کرد۔

چو برد این نکته را حمال پیغام   بر آشفت اژدهائے لشکر آ شام

چو صوفے به که با ان هم رکابان   کند چون اسکره سر در گریبان

۹۳۵ که روبه دارد آں اندازه در جنگ   که گاه حمله در شیراں زند چنگ

رلے فلسے دو سه کاں نازنیں یافت   بداں بازوے خود را آهنیں یافت

ز فیرو زئی نا مرداں بدادیل   شگالے زد مثل کافتاد در نیل

اگر گورے نماید شرزه را زور   ز بهر مُردن خود خود شود کور

اگر نگریزی اے دعوے گر از پیش   سزاے خویش بینی بر سر خویش

۹۴۰ تو از آماده خوردن گشتهٔ سیر   نخوردی از دلیراں زخم شمشیر

چو در رزم هز برافت فتد بار   شناسی خویش را اندازهٔ کار

حکایت

حدیث تو بداں ماند که گاهے   به دیهے بیشه بود و صید گاهے

خرے ناگه ز آخر پر کراں شد   گزر گاهش بدشت زعفراں شد

ازاں نزل تنعم کامدش پیش   همی خورد و همی خندید باخویش

۹۴۵ جواں شیریش ناگه دید خنداں   بخنده او همش بنمود دنداں

ز بس خنده و بازی زدش کار   بخنده هرسگانش گرد کت باز

بعذرش گفت شیرا ے بهار جانی   چنیں کن خندهٔ گر می توانی *

ملک کیں بذله گفت از بهر صوفی   چو مکی خنده زد بر قول کوفی

پس انگه پیک را گفت اے سبک سیر   که گفتی با سلیمان منطق الطیر

۹۵۰ بریزم خونت اما دیدم از دیر   که پر خون وسولاں نیست شمشیر

* ن: اعمال † (کذا) مصرعے کی عبارت صاف نہیں ھے —

ولیک آنکت چو باد این سو فرستاد … بگویش کاے سلامت داده برباد

تو بر گبراں برآری نام مردی … خطاب خویش صوفی خاں چه کردی

ز صوفی خانیت چنداں بود لاف … که از من لنگری محرابهٔ صاف

خطاب صوفیت گرد د فراموش … چو مے پیشم ز حلق خود کنی نوش

۹۵۵ شود صوفی چو گاهے سخت کوشے … ز خون خویش رنگین خرقه پوشے

بکار صوفیاں هم خام کاری … که بر حلوا مگس گشتن بیاری

نهٔ صوفی تو آں هندو پسندے … که از هندوت زورت * نه ز هندے

بداں هم خود گرت عقلے تمام است … که برحق کیست و برباطل کدام است

مرا گفتی که چوں در کیں شتابی … به بینی رویم انگه روے یابی

۹۶۰ بر آشفتی چو تو تیغ مرا تاب … پیداست سوے من حشویست در خواب

سخن هایت که چوں باد بزانست … مرا آهسته می بینی ازانست

غزا چوں فی المثل ناید ز غازی … کنند نا چار کافر با وے بازی

صبوری کن که رو آرم بسویت … بگویم پاسخ تو هم بروےت

نمائی پشت پے† رو هم چو منعم ‡ … چو رویت پشت گردد پیش منعم

۹۶۵ چو من رو از دو سو چوں ذوالفقارم … زره بر پشت چوں حیدر ندارم

تو لشکر ها چه بافی زره شاں … که رو شاں پشت خواهم کرد آساں

گر آری صد سپه بسته بیک مشت … بمردی روبروے و پشت بر پشت

بداں پشتے که چوں آری بسویم … همه رو پشت گردی پیش رویم

چو رویت را بدیں ساں پشت دانم … چگونه روے تو دیدن توانم

۸۹۰ برویت دیدن ارچه در نشینم … ترا چوں روے نبود پس چه بینم

---

* ن : روزت - † ن : پے - ‡ منجم ؟ مصرعے کے معنی صاف نہیں ہیں -

به بینم رویت آرے لیکن انگاه | که در هیجا بزخم تیغ کین خواه
کنم بر روے تو گلگونهٔ خون | ز پشتت هم کشم گلگونه بیرون
بمن * ارچه پست آری گه کار | که خون خود پست روے کار
هم اکنون روئے پشتت رخت ریزان | قفاے پشت رو بوسد گریزان
۹۷۵ به از بوسه سپه روے سپه را | که چون تو پشتبان باشد سپه را
ترا کے پشت آن باشد که کین | که گوئی گاه رفتن روے من بین
منم آتش صفت روے از همه سوے | تو هم چون خاک پشتی † از همه روے
تو گر برقے ندیدی رخش در میغ | کجا کردی مصاف و کے زدی تیغ
اگر وقتے فکندی هندوے چند | که پهلو گشتے از هم پهلوے چند
۹۸۰ بدین باز و مهفکن در کسے دست | که در یک حمله دو خان‡ مغل بست
بیا امروز تا فردا کنم جنگ | کنم روز جهان بر چشم تو تنگ
درین خوراک چون هند و پسندی | بیندازم سرت چون جوز هندی
ولے بر نیزه نهم ارجمندی | که هست آن هم بسان سر بلندی
دغتراک غلامان هم به بندم | که بے صیدے چنان کارے فکندم
۹۸۵ چگویم بیش ازان ناکرده کارے | که مے ناخورده مانم در خمارے
درین عالم چو تیغت بر سر آرم | دران عالم شناسی حد دارم
چو تندی کرد هم چون باد لختے | بجنبانید سر هم چون درختے
همان قاصد فرستادن همی خواست | ولے چون خشمش افزون شد خرد کاست
نیارست آن غضب در خود فروخورد | به تیغ از تن $ سر قاصد جدا کرد
۹۹۰ چو بر صوفی رسید این باد پر زور | ازین صرصر پریدن خواست چون مور

* کذا نا مفهوم - † ن : پستی - ‡ ن : جان - $ ن : بن -

و لیکن مصلحت را سنگ نگذاشت — بسنگ خویشتن خود را نگهداشت

رسانید این حکایت صوفی مست — حسن را و حسن هم رفت از دست

گمان این داشتند آن کامگاران — که گرگ کهنه بگریزد ز یاران

ندانستند کان شیر کهن ساز — کند بر اژدهایان پنجه را باز

۹۹۵ چو روشن گشت شان کان مشعل نور — همی خواهد رساند شعله تا دور

* بخود گفتند کین مارا نه زیباست — زره مقراض را کے هم چو دیباست

چه پردازیم سوزن پیش شمشیر — ز بانگ سرمهٔ کے رم خورده شیر

چه بنشانیم زین بانگ و دم آذرا — که بشکست است صدهاے گران را

چو ما † هاریم کش با خود در آریم — دم و دودے که با ما او برآریم

حکایت

۱۰۰۰ بدان مانده که اندر خشک سالے — مگر کشتے بصحرا کرده زالے

چو ابر از ریختن شد نا جوانمرد — بران شد باد کز وے برکند گرد

ندزال آبش چو غمخواران همی ریخت — که از چشم خودش باران همی ریخت

دران پے توشکی زل اندران دشت — بگرد کشت خود گریان همی گشت

ز بس زاری چو خون خویش کرد آب — رسیدش ز ابر رحمت شربت ناب

۱۰۰۵ بر آمد کشت و هر یک خوشه شد پر — چو گوش دلبران ز انبوهی در

سر افراز اشترے گردن فروهشت — بخورد خوشه بدخوشه دران کشت

اگر چه افغان زدے آتش بدنبال — نترسیدے ز بانگ و نعرهٔ زال

* ق - ر: مصرعے کے آخری دو لفظ اصل نسخہ میں تحریر نہیں ہیں۔ † هاریم ' بمعنی نا کام - یعنی اُسے ملانے میں نا کام رہے۔

ز بهر راندنش زال اندراں کوب　　غرنهاں دهلکے بر ساخت از چوب

چو دهلک زد که آں کوهانی چند　　رسد زاں کشت و دنداں را کُند کند

۱۰۱۰ بفریاد اشترش گفت اے تهی مغز　　مجو مارا بکشت خشک پالغز

چه ترسانی ز بانگ دهلک آں را　　که دهلک هاند او کوس گراں را

زمانه کوفت چنداں کوس برمن　　که گوی ناید از ده کوس در من

*

حدیث ما بریں پر دل همیں است　　تهو موم و مغیلاں انگبیں است

کنوں ما زیں نفسهاے خس انگیز　　چه زور آریم بر گوے گراں خیز

۱۰۱۵ همی باید بگرسی کرد کارے　　که پولادے نشد نرم از شرارے

بریں گونه دراں دلهاے پردود　　همیں اندیشهٔ غازی ملک بود

ولے در دل نبود آں را جز آں کار　　که شوید کفر و کفراں را بیک بار

کسے را کهں نیت شد خاطر افروز　　همیشه باد بر بد خواه فیروز

بسوئے کار رانان و امیراں نامهٔ غازی
که قطع کفر و کفراں راشوندش یار و یاری گر

۱۰۲۰ نه کم کارے است وصف نامه کردن　　در افشانی بنوک خامه کردن

سخن گوے آنست گورا هرچه پویند*　　بیاد آرد † بآنهلے که جو یند

چو خواهد بودن اندر نامه گفتار　　بوصف نامه بیں ز اول نمودار

چو باشد نامه خاموشے سخن گوے　　بروں پشت و دروں امسکں ‡ روے

زبورے زد قلم داودی اوصاف　　بمعجز هم نوازاں هم زره باف

* ق ر : گوئید - † ن : آید- ‡ کذا بے نقطه - تا مفهوم ق ر : دروں داں مسکن روے -

۱۰۲۵ امیرے کار فرما در همه چیز — که دارد خیل لشکر حاشیه نیز

در اشکم گرچه باشد پیچ پیچش — ازاں پیچش نباشد رنج هیچش

درو رسته معانی * دسته دسته — دلش پر معنی و لب مهر بسته

کشاده لب بود با خاصه و عام — ولیکن بسته لب با پخته و خام †

درونش دودمان فضل و دانش — پر از شمع منور دود مانش

۱۰۳۰ دل او تنگ عرصه با عطا هم — حبش گنجیده در بطنش خطا هم

باندک دود کش در سر فتاده — گهے سر بسته و گاهے کشاده

برو عنواں بشرح از هر سرشتے — چو بر پیشانئے ما سر نوشتے

چو عنوانش بلب گشته رقم ساز — جواں را گوئی از لب خط شد آغاز

بروں بر لب ز خط سبلت دمیده — محاسن در دروں ‡ آرمیده

ز $ وصل هجر در برد ار بس فصل — که از بعد جدائی یافته وصل

صریر خامه کش کس نشنود دور — رسد زو در سمرقند از لهاور

بسے دریائے علمش داده و صاف — قلم بر باد بر دریا زره باف

سخن باد است و بیں سحر قلم گیر — که بسته باد را محکم بزنجیر

دروں زنجیر و بیروں اندکے بند — ولیکن چار بندی هر یکے بند

۱۰۴۰ عجب بندے که کشور بستهٔ آں — کشاده کارها پر بستهٔ آن

توانا گامش از وے جسته مانده — به بند کاغذ پایش بسته مانده

هر آں مورے که در آئینه دارد — نهانی گنجے اندر سینه دارد

هر آں زاغے که بنشسته درین باغ — بمعنی بلبل و اندر نظر زاغ

سفیداست و تنک چو بیضهٔ پوست — میان بیضه بو زاغش سخن گواست

* ن : رشته رشته- † ن : جام - ‡ ک: درونش- $ ق ر : ز وصل و هجر در برداریش فصل-

۱۰۴۵ زہے پرندۂ کاز فیستش ساز ... ولے در مغرب و مشرق بہ پرواز

عجب تر آنکہ چوں شد در پریدن ... کشاید بال خود بعد از رسیدن

گہے صد طرہ بر عارض نشاندہ ... گہے با خط عارض باز خواندہ

چو ظلمت کاید اندر پردۂ نور ... فشاندہ مشک تر بر صحن کافور

بوصف نامہ چوں از مشک خامہ ... معطر کردم ایں مشکیں شمامہ

۱۰۵۰ کنوں در نامہ مشک از خامہ بارم ... کہم مشکے کہ بہر نامہ دارم

عبیر افشاں ایں حرف معنبر ... بریں ساں باز کرد ایں نافہ را سر

کہ چوں شد شہ شہہ حال شایع ... کہ طیب خلق شاہاں گشت ضایع

نہالے را کہ شہ در دیدہ پرورد ... ازاں پروردہ خارے در جگر خورد

بباغ دہلی از خار جفائے ... بہار ملک شد کندہ گیائے

۱۰۵۵ فراہم گشت گردش ہندو دون ... شجر ملعون و برگش نیز ملعون

درخت آسا ہمہ یکجا ستادند ... زمیں را چوں بنفشہ بوسہ دادند

سبک یاراں ز قوم دوزخی اصل ... بہ پیوستند چوں شاخ تر از وصل

ملک فخر الدول چوں حالہا گفت ... دل غازی ملک در کیں بر آشفت

بہندی گفت چندیں بندۂ شاہ ... ہمی میر و ملک گشتہ بدرگاہ

۱۰۶۰ ز گنج و مال شہ صد چیز خوردہ ... بمجلس دوستکانے نیز خوردہ

دگر آزادگاں میر گشتہ ... دراں خدمت جوان سیر گشتہ

مہیا ثلث مال و ربع مسکوں ... سپاہے از شداد سہم بیروں

یکے را ماند اندر سر خمارے ... کہ سر بازد برائے تاجدارے

کنوں من نیز ازیں ملکے یکے میر ... کہ زن گیرم سرانرا در زنا گیر

۱۰۶۵ چہ کار آید مرا ایں خنجر تیز ... کہ در کین شہش بازم بخونریز

نه نوشم خون گبران را چو باده / نخواهم خون چندین شاهزاده

نهم پارے نخست از رائے کین‌جوے / بمسلوک و مملوک مملکت روے

بهر یک ماجرائے باز خوانم / مزاج کار هر یک باز دانم

درین کار ار کنندم دست یاری / بکار آریم بازو هائے کاری

۱۰۷۰ کنم آن کار زار اندر زمانه / که ماند یادگار اندر زمانه

وگر نبود در یندم یاری از کس / من و شمشیر یزدان یار من بس

بگفت این و دبیر خاص را خواند / نمودار درون را بیرون افشاند

که بنویس انچه بیرون می فشانم / هم از تیغ من و هم از زبانم

یکے از مولتان سوے مغلطی * / که کرد از زور خود فرس † مغل طے

۱۰۷۵ دگر میر سیوستان پهلوے هند / محمد شاه کز فرمان ده سند

دگر سوے ملک بهرام ابیه / که شد زنده ز نامش نام ابیه

دگر بویک لکهی سامانه را میر / که در کین خواهی شه کرد تقصیر

دگر بر مقطع جالور ‡ هوشنگ / که مانند پدر گرگیست در جنگ

دگر نامه سوے عالم ملک نیز / که عین‌الملک گشت از روے تمییز

۱۰۸۰ بیک مضمون روان‌شد نامه هرجاے / که هر یک تا چه بیرون آرد از راے

صفت نامهٔ ملک بهرام

سر نامه بنام خالق کون / که اهل داد و دین را زو بود عون

فشاند مومنان را رحمت خویش / بر اهل کفر و کفران خشم او بیش

یکے را سر بفرعونی بر آرد / کلیمے را بکین بر وے گمارد

قضاکو وے رود در مرگ و در زیست / همو داند که در روے مصلحت چیست

* ن : مغلطی - † ق ر : فرش - ‡ جالرر و هوشنگ -

۱۰۸۵ گهے پستی دهد گاهے بلندی — گهے خواری و گاهے ارجمندی

دهد نصرت به هیجا غازیان را — بسوزد کافران بازیان † را

کند سد غزا محکم ز پولاد — که گردد دین احمد سخت بنیاد

محمد کو قلم بگزاشت از دست — ولے تیغ غزا بهر قلم بست

همیشه کار ما با دین او باد — غزا هم بهره در آئین او باد

۱۰۹۰ پس از ذکر حق و نعت رسالت — خبر داده میان را زین مقالت

بهر یک ماجرائے کیں نموده — دوائے بهر درد دیں نموده

کدائے چوں من حمایت کرده دیں را — موافق بوده سلطان مهیں را

سر شاهاں علاؤالدین مغفور — که بادا مشهدش همواره پر نور

نه پوشیده است کز بخشایش وجود — بکار بنده پروردن چساں بود

۱۰۹۵ هر آنکس کز کرم کردے نظر باز — شدے از دولتش هر سوے در باز

هر آں ذره کش از روزن در آمد — ز مهرش آفتابے شد بر آمد

ازو دیدیم مال و نعمت و کام — کُله بر تارک و دیبا بر اندام

بعز و جاه مارا خوش همو کرد — ولایت دار و لشکرکش همو کرد

غلامے کش رسیده گوش بادوش — در آمد بخشش از دروازهٔ گوش

۱۱۰۰ دگر آزاده محتاج نان بود — چناں شد گوئیا پیوسته خاں بود

چو کرد آں مه ببرج خاکی آهنگ — ثبات قطب مُحکم شد بر اورنگ

چو بود او هم شه وهم شاهزاده — دل و دستش به بخشایش کشاده

همی بارید پیوست از کف داد — چو بارانے که خلق آید بفریاد

کسانے کز چناں بخشنده شاهاں — شدند از سروری صاحب کلاهاں

* بازیاں - خاسر -

١١٠٥ چرا شاید که این سرهاے کاری — فرود آید بدیگر مُلک داری

بر آمد ناگه اهریمن نژادے — سلیمان گشت در سر کرد بادے

بدین بیداد بودن شاد نتوان — سلیمانی بدیوان تان نتوان

بیائید ار شما را مردمی هست — که بکشائیم بر نا مردمان دست

کنیم آن تیغ بازی درمیانه — که ماند یادگار اندر زمانه

١١١٠ بسے در نامه زین‌ها صرف کرده — ز روے تیغ در وے حرف کرده

رفتن نامهٔ ملک بهرام

چو شد نامه تمام و کار راں خواست — که بهر کار تدبیرے کند راست

در اندیشید با خود کاندرین کار — ملک بهرام ایبه گر شود یار

بهر عزمے که باشد رائے مارا — بس است آن مرد رزم آراے مارا

علی حیدر که مرد کاردان بود — طلب کرد و روان کرد آن طرف زود

١١١٥ چو رفت آن کاردان و برد نامه — ملک را وا نمود آن نقش خامه

ملک بهرام کان منشور بر خواند — بمهر و دوستی در سینه بنشاند

بشیرینی در آن فرخنده تدبیر — موافق شد بسان شهد با شیر

همه تدبیر کار خود بر آراست — سلاح و ساز و گنج و لشکر آراست

چو کرد انچه از توانائی توان کرد — سبک سوے ملک غازی روان کرد

١١٢٠ رسید و با ملک در دل یکے شد — بدانس راے دو کامل یکے شد

تو پنداری که گشت از هم وثاقان — به بو مسلم ملک را و ابن خاقان

ملک تعظیمش از غایت فزون کرد — بگویم شرط تعظیمش که چون کرد

نخست امید دل ز اقبال کردش — چو بخت مقبل استقبال کردش

پس از مهر وفا در بر گرفتش — ز جاں با جان خود همسر گرفتش

۱۱۲۵ حدیث از کهنهٔ شاهاں بروں داد — ز جوش دل زباں را موج خوں داد

که من خواهم کمر در کینه بستن — گره تا کے تواں در سینه بستن

ملک بهرام چوں آمد بپاسم — ز بهرام فلک نبود هراسم

ملک بهرام دانائے خردمند — شد از دانش سخن را نکته پیوند

که چوں کار تو در تیمار دیں است — نه کار تست ایں بل کار دین است

۱۱۳۰ کسے کز بهر دیں نبود ترا یار — عفاالله گوئی از دین است بے زار

خصوصاً کز علاءالدین محمد — که بود ازوے علائے دین احمد

نماند از بهر دیں را پاسبانے — نه غم خوار رمه در دیں شبانے

که از بیداد بے دیناں بد بخت — بر ایشاں رفت دشمن داریٔ سخت

پس از تدبیر کافر نعمتے چند — خسیسے گشت بر مسند خداوند

۱۱۳۵ برهمن بود پائے چند با او — مطیع بیدارے چند با او

بفرمانش رواں شد چند بے دیں — کشیده برگ بید از شاخ بیدیں

در افکندند سرهاے سراں را — بکشتند آں همه دیں پروراں را

چو زیں آوازه در گوشم شد آواز — ز حیرت چوں صدف شد گوش من باز

همی پختم ز سوز سینه با خویش — که چوں آں شعله را بنشانم از پیش

۱۱۴۰ نمی یابم ببازوئے کس ایں زور — که بهرامی کند در صید ایں گور

بهر سوئے که دل پرتاب کردم — چو بیدارے ندیدم خواب کردم

دلم زیں خواب ناخوش بود در تاب — که سر بر کرد ناگه بختم از خواب

بدستم داد دولت نامهٔ خاص — شدم در قعر آں دریا چو غواص

گهرهائے کرم دیدم ز حد بیش — نه در اندازهٔ درج دل خویش

١١٤٥ دبهر گوهر افشان خامه رانده   چو باران ز ابر نیسان در فشانده
نموده حال آن در هاے شاهی   که شد از گوش مه در گوش ماهی
ز چشمم زین گسست در شهوار   گسست سلک لولو شد برخسار
ز بهر آمدن چون بود فرمان   بدل شد جهلهٔ دردش بدرمان
ز وهم خود فرس را گام دادم   صبا را پاے سرعت وام دادم
١١٥٠ رسیدم اینک از دیده نه از پاے   که از دیده کنم هرچت بود راے
درین کوشش چو از جان هست باکت   نه جان ما به است از جان پاکت
بجان کوشیم و دین را مایه سازیم   سنانها را ز خون پیرایه سازیم
ز دشمن کز* خون آن شاهان جگر بست   ز خون باید جگرهاے دگر بست
براے هر جگر گوشه ز دشمن   جگر بیرون کشیم از گوشهٔ تن
١١٥٥ ز نوم آن تیر کز هر گوشهٔ دل   جگر گوشه شود هر پارهٔ گل
هنوز اندر جگر پنهان بکاهیم   که عذر یک جگر گوشه بخواهیم
بهر گنده نمک دشنه نشانیم   جگر ز و با نمک بیرون فشانیم
که چون مهمان رسند انجا کلاغان   کباب پر نمک یابند زاغان
عجب نبود کزان خونهاے ناپاک   فتد زاغ و زغن را دل بسوزاک
١١٦٠ مرا کامروز خون بے شکے گشت   بخون گرم دل با دل یکے گشت
و گر صد جان و صد دل باشدم یار   همه بهر تو در بازم درین کار

*

چو دیداین یک دلی پر دل ز بهرام   بصد جان داد در یک جانش آرام
نکرد اندر وثیقه خواستگاری   فتادش هم بران قول استواری

* ن : گر -

قهر و قتل مغلطی ملتان

چو رفت آں سرمه در کاغذ به تعجیل
بسوے مهر ملتاں مهل در مهل

۱۱۶۵ مغلطی سرمه گوں گشت از تهور
سیه رو شد چو چشم از سرمهٔ تر

بقاصد تهز دید از خشم ناکی
بروں زد دیده درخشم از مغاکی

بتلخی زهر خندی زیر لب کرد
پس از داں نامه را پاسخ طلب کرد

بپاسخ گفت کاں مرد سر انداز
نه از ما بهتر است از لشکر و ساز

ازو تا ما بمهری فرق دور است
که از ملتاں ده‌ دیو پال پور است

۱۱۷۰ چو من نارم که با دهلی کنم شور
ببازوے دگر کے باشد ایں زور

چو مارا نیست نیرو باز بر دست
ضرورت پیش او باید کمر بست

کسے کوشاه گشت و رفت بر تخت
ستیز سخت با او چوں تواں سخت

نه دانائی بود بے جمعے انبوه
بدنداں و بناخن کندن کوه

بزور خویش کو شد پیل با پیل
صف مور از رهش به دور صد میل

۱۱۷۵ من ار چه بندهٔ شاه شهیدم
کز اقبالش بگردوں سر کشیدم

ولایت دارم و مال و خزانه
سپاهی نیز چوں باد بزانه

ولے چوں لشکر من یار من نیست
چخیدن با بزرگاں کار من نیست

هم از دل نیست چوں فیروزیم یار
تهی دل چوں بفیروزی کند کار

نه ام من با کسے یار اندریں راے
مرا هم راے من بس کار فرماے

۱۱۸۰ مغلطی چوں ز جان نا وفا دار
نشد غازی ملک را در فزا یار

گرفت از بیم جان و راے پر جهل
هلاک منعمان خویشتن سهل

زمانه لاجرم بروے بر آشفت
بلا بیدار گشت و عافیت خفت

سوے فرماندهان مولتانی
شد از غازی ملک رمز نهانی

چو بهرام سراج آں کرده روشن — صلاح کار بر خود ساخت جوشن

1185 به لشکرهاے ملتاں کرد اشارت — که بر مهر بزرگ آرند غارت

سراں در قبضهٔ خویش آورندش — گرفته بر ملک غازی برندش

سپاه آمد فراهم تا پیاپے — کند قطع مغلطی چوں مغل طے

چو آں گنده نمک دید آں چناں شور — شدش دل چوں نمک در آب بےزور

بر زن بود کز بر زن بروں جست — چو موش خانه کز روزن بروں جست

1190 ز نزدیکاں کسے با اونه شد یار — مگر موچی که بود آگاه ازیں کار

سواراں در پس و او پیش می رفت — تنش با خویش و جاں بے خویش می رفت

دریں تگ مرکب موچی بسر آمد — سوار و مرکب از پا اندر آمد

سبک هم در فتادن تند برخاست — دراں افتادگی جاں را تبر خواست

براهش بود زالے بیوه حالے — دروں شد رستمے در کنج زالے

1195 نمودند از عقب فوجے تهمتن — کمان رستم و باران بیژن

گرفتند و بزورش بند کردند — رقیبش زور مندے چند کردند

ازاں پس بهشتر زاں برده بستند — پدنبال مغلطی در نشستند

مغلطی رفت و در جوے در افتاد — کش از غازی ملک بود است بنیاد

بهیں جوئے ز راوی تا بجهلم — چو قلزم در حد گیلان و دیلم

1200 دراں ایام کز درگاه سلطان — شد ایں غازی ملک مقطع بملتان

بسے بنیاد خیر افگند هر سوئے — بناے مسجد و حفر بسے جوئے

نماز عید گه را مسجدے ساخت — که سرتا مسجد عیسی برا فراخت

فرشته نعره زد چوں دیدش از دور — که فردوس است ایں یا بیت معمور

سواراں در رسیدندش به نبال — رونده سر گم و جوینده قتال

۱۲۰۵ غرض القصه چوں در شه مغلطی — دراں چو کز ملک بود آب دروے

در آمد پور بهرام سراجش — سر افگنده و ندید اندر لجاجش

قوی مردے بود با زهرهٔ شیر — که نبود زاریش در زیر شمشیر

کسے کو تاب نارد سایه میغ — بلرزد ساید وار از سایهٔ تیغ

قصهٔ حال سیر سیوستان

چو نامه سوے سیوستاں گزر کرد — خبر کرد و ملک را بے خبر کرد

۱۲۱۰ محمد شاه لر کانجا سری داشت — دراں خشکی و تری بر تری داشت

ملک کز لشکر آفت سگالش — چو موے لر پریشاں بود حالش

ترش رو بود چوں افغان جنگی — ولے هم چوں کلاه لر به تنگی

که سرداراں گزندش کرده بودند — درون قلعه بندش کرده بودند

چو از غازی ملک شد لوح خاصش — هماں خط گشت تعویذ خلاصش

۱۲۱۵ کساں کاندر قفس میداشتندش — چو خواندند آں رقم بگذاشتندش

بروں آمد ز قلعه مهر محبوس — چو کنجشک از قفس و از دام طاؤس

علم بالا کشید و لشکر آراست — بمنشور ملک غازی سر آراست

بقاصد گفت گویا سرور عصر — که بادا یار تو فیروزی و نصر

رسیدم من هم اینک گرم پویاں — بداں فتحت مبارکباد گویاں

۱۲۲۰ چو قاصد باز پس شد سوی در مول — رواں گشت هم اُو امانے به تعجیل

که * بهلو مست آن سپهدار — رسید اما پس از آرایش کار

ملک را نامه از تقصیر او رنج — نوازش کرد و دادش خلعت و گنج

* کذا - لفظ چھوٹ گیا ھے —

برو کرد آنچه بخشایش تواں کرد   سوے اقطاع اجمیرش رواں کرد

*

چو بر هوشنگ رفت آں بخیهٔ راز   شد او هم در دل خود حیله پرداز

۱۲۲۵ نه انکار رضا کرد از * سر هوش   نه بهر جنبش آمد گرم در جوش

زبانی گفت کاینک می رسم تند   ولے پاے عزیمت در دلش کُند

دو سه بارش دگر خواندش سپهدار   نکشت اقبالش اندر آمدش یار

رسید او هم ولے بعد از ده و گهر   چو بے تدبیر کار آراست تقدیر

برو نیز از عتابے † نکته کم بود   همه بخشایش و لطف و کرم بود

۱۲۳۰ نشد رنجه نیز شده خیالش   بتشریف کرم پوشیده حالش

بصد ‡ اعزاز پروازش فرستاد   سوئے اقطاع خود بازش فرستاد

جانب عین ملک نامهٔ خاص

سوئے عالم ملک هم در نهانی   بمضمون دگر شد نکته رانی

که اے دانا بفضل و دانش و راے   خرد را بوده دایم کار فرماے

هم از بهر قلم خنجر کشیده   هم از زخم قلم خنجر بریده

۱۲۳۵ هنر زیں گونه و ز بخت برومند   شهے برکشورے کرده خداوند

دیار مالوه نورش جهانے   بدور شه تو بر وے حکم رانے

تو عین الملک و در تو دیدهٔ شاه   چناں دیده که چشم مهر در ماه

اجین انعام و دهار اقطاع خاصت   ز خاصان دگر بیش اختصاصت

بگویم خود که با آں دانش و هوش   کند کس نعمتت را چوں فراموش

* ن : و نه سر هوش - † ن : عیانی - ‡ کذا - مشکوک -

۱۲۴۰ بدان راضی شود کز هندوے چند — کشاید عقدهٔ اسلام را بند

لقیطے * گبر و گبرے چند خیزد — شه و شهزاده را خونے بریزد

تو مردے هوش مند و پخته تدبیر — کنی از خامی اندر کینه تقصیر

کجا رفت آن حقوق خدمت شاه — کجا رفت آن نوازش هائے درگاه

که از رایت، فلاے پاشنا سخت — رود از تختهٔ بازار بر تخت

۱۲۴۵ پسندد علم و فضلت کز پے زر — فرود آری به هندو زادهٔ سر

گرفتم کان بسیم و زر که جان داد — رضا در کفر و کفران چون توان داد

اگر مهر محمد شاه داری — سوے دین محمد راه داری

من اینک از پئے آل محمد — کمر بسته بکین چون میم احمد

بیا با من بکوشش هم عنان شو — بدلها تیر و در جانها سنان شو

۱۲۵۰ چو ما باهم شویم از تیغ و تدبیر — مخالف هم ز سهم ماخورد تیر

جگر هائے که گشته از سنان چاک — بشیری خون شان شوئیم ازان خاک

نمودیم آنچه مارا در نهت بود — اگر خواهی رسیدن هان برس زود

وگر نائی و داری غدر پر خاش — مراد تست و روزی هست می باش

*

چو پیک این نامه عین الملک را داد — خجالت بر خجالت در دلش زد

۱۲۵۵ نه روے آن که در کوه و بیابان — سوے غازی ملک گردد شتابان

نه راے آن که هم بر جاے ماند — سوے یاران بد بدراے ماند

سوے غازی ملک می خواست آهنگ — ولیکن دست بودش در ته سنگ

ضرورت مصلحت را کار فرمود — ز نامه با حسن گفتار فرمود

* لقیط - وہ بچہ جسے راستے سے اٹھا لاے ھوں -

کشاد آن نامه و پیش حسن برد — که بر اخلاص آن خس حسن ظن برد

۱۲۶۰ فرستاده برفتن پای بر کرد — وزان پیش ملک غازی خبر کرد

شد آز ره دل اروے لشکر آرائے — چنانش روے داد اندیشه در راے

که قاصد بار دیگر پوید آن سوئے — مگر عالم ملک زین سو نهد روے

گر آید مشتری در خانهٔ ماه — شرف گردد بدو زان خانه همراه

درین سو قوس او را گوشه گردد — بزان برجیس هر مو خوشه گردد

گفتے دیگر بسوے عین‌الملک

۱۲۶۵ دگر ره قاصدے چون باد مستور — رسید و کار دان را داد منشور

چو عین‌الملک دید آن حرف پردرد — چو چشم از دود آب از دیدها برد

بقاصد گفت ازین جا باز پس پوے — ملک را بندگی گوے و پس این گوے

که آخر من مسلمانم بده پشت — بعون ایزد دو رویه تیغ در مشت

بجهد خویش هم در بند آنم — که زین غوغا فرس بیرون جهانم

۱۲۷۰ ز دل با هندوان چون یار گردم — که از ایمان و دین بیزار گردم

ولے بیرون شدن را چون محل نیست — به از تسلیم شان بودن عمل نیست

ضرورت مانده ام اینک بصد بیم — سلامت یار خود کردم به تسلیم

چو پیدا گردد اعلام بلندش — سر خود گیرم از پیش سمندش

ز اهل کفر بیزاری نمایم — نباشم یار و نے یاری نمایم

چو یکسو گردد این شمشیر بازی — من و خدمت به پیش شاه غازی

۱۲۷۵ اگر جان بخشدم منت پذیرم — وگر خواهد که خون ریزد بمیرم

*

چو قاصد باز شد این ماجرا گفت ملک نے نرم گشت و نے بر آشفت
بدیگر چاره شد مشغول تدبیر که تا فردا چه پیش آید ز تقدیر

نامه بر یک لکهی و قصهٔ او

مخالف یک لکهی سامانه را مهر ز بے سامانئی خود شد سبک میر
چو حرف نامه را مضمون فرو خواند بسان حرف نامه تیره رو ماند ۱۲۸۰
*کران حسب از سلامت جوشے چو تسلیمات نامه در حواشے
نه از کفران نعمت شرمش آمد نه بهر قلع کفر آزرمش آمد
چو هندو بود و در دل کهوسان بود رگ کهریش ز نار نهان بود
چو اول گشت مقطوع پناه اصل بخون گرم هم با دیں بشد وصل
شهے کو کرد یکسو از دو دانش لگام خفتهٔ مطلق عنانش ۱۲۸۵
چکهده † از دو المک جفتوانے بکوری خورده از شا ساع نانے
چناں کو رانه نان در فاقه خورده که کوری را بدیده سرمه کرده
بسے کنجشک رانده بر سر کشت رمیده مرغ ‡ از سنگ چناں ز شت
نخورده مسکه جز نان امیدش که اندر دوغ شد سبلت سفیدش
ز فار کفر بر کش § بر کشیده بگردن چرم خامش در کشیده ۱۲۹۰
چو شه در بندگی کرده قلامش کشیده خام حلق از حلق خامش
بزرگی دادهٔ و شغل گران هم ولایت ها بزرگ و بے کران هم
چو هندو زادهٔ هم جنس ایشان خروجے کرد با جمعے پریشان

* کذا - پهلا ٹکڑا غالباً "کراں جست از سلامت" هے لیکن آخری لفظ نهیں پڑها جاتا -

† کذا - نا مفهوم - ‡ ن : مرغ سنگ از - § ک : برکش -

بصد تعظیم شد فرمان بر او — ز سرپا کرد و آمد بر در او

۱۲۹۵ ندید این کان خس از راے تبه کرد — چنین با قرة العینان شه کرد

چنین در دیده هاے ملک شد خار — وے آن خار بلا را تیزی کار

چو از غازی ملک شد نامه سویش — سیه شد چون سواد نامه رویش

فرستاد آن همایون نامه را زود — بران بومے که بر بازان نه بخشود

باخلاص حسن حسن رضا جست — پناه جانش را عون از قضا جست

۱۳۰۰ حسن را چون یزید وقت خود یافت — ز اولاد محمد روے بر تافت

خود آن بد بخت بود از خوے بدساز — در جور و ستم کرده بسے باز

تهی لطفے چو آب نوم کوزه — ترش روئے چو دوغ هفت روزه

به بے مهری چو قصابان بد چهر — بخون ریزی چو جلادان بے مهر

همه خون ریختے چون بادۀ ناب — کرم بودے گر از کس ریختے آب

۱۳۰۵ کسے کش پیش کردے خدمتش پیش — چو رفتے پیش خوردے ضربتش بیش

ز بیم چوب و دشنام زبانش — کرا زهرا که گیرد نام نانش

چو چاکر بهر ناں را پے فشردے — ندادے نان و آبش هم ببردے

زخشمش لشکرے در بے نوائی — بجان هم شهری وهم روستائی

چو از غازی ملک بروے رقم رفت — ازو سوے ملک غازی حشم رفت

۱۳۱۰ چو باچندان جفا کفرانش هم شد — ز بهرش فتنۀ با فتنه ضم شد

زمانه لاجرم بروے بر آشفت — برو هم شهری وهم لشکر آشفت

شکسته چون ز رزم شاه غازی — خلاصے ساخت باصد حیله سازی

بسامانه رسید و خواست زاں جاے — هزیمت را کند سوے حسن راے

که ناگاهان برو شهرے خبر کرد — همه تندیش را زیر و زبر کرد

۱۳۱۵ در آمد خاص و عامه بے مدارا / بکشتندش بشمشیر آشکارا

چنیں باشد چو پرفن را جزائے است / بقدر پیشه هر کس را سزائے است

حدیث خوابهائے سرور بیدار دل وانکه شده تعبیر خواب یوسف اندر هر یکے مضمر

زهے بیداری بخت آں سرے را / که بیدار است پاس کشورے را

کسے کو راست موے کار دولت / بود هر موے او بیدار دولت

۱۳۲۰ چو دولت یار هر بیدار باشد / نخسپد آں که دولت یار باشد

ورآید خواب بعد از ماه و سالش / درآید خواب یوسف در خیالش

گه آویزد مهش در ذیل فتراک / گهے سیاره بوسد پیش او خاک

نه بیند خواب خوش جز پاک جسمے / کاز اقسام نبوت هست قسمے

ملک را چوں دل بیدار می‌خواست / که خوابے بیند اندر کار خود راست

۱۳۲۵ فرشته کوست خواب آرائے هر چشم / نمود آں خواب بیداریش در چشم

که هرچه او را به بیداری کند دهر / نمودش خواب کاگه گشت ازاں بهر

شنیدستم من خفته دریں باب / هم از بیداری بخت وے ایں خواب

که آں بیدار دیں را دیده چوں بست / بپاس دیں چو بیداراں کمر بست

بسے نامه به بسیاراں فرستاد / فسونے جانب یاراں فرستاد

۱۳۳۰ ولے چوں مار گردوں فتنه می‌خواست / نیامد مار کژ در رخنهٔ راست

ازاں پیچاک و ناهمواری کار / بکار خویشتن پیچید چوں مار

چو درماند اندریں اندیشه روزے / ز دل بیروں فشاندن خواست سوزے

بسے خاصان و خویشاں را دروں جست / غبار دل بآب دیده می شست

همی گفت از تاسف آب در چشم — که غم نگزاشت مارا خواب درچشم

١٣٣٥ مرا زور اندک و بارے ز حد بیش — چگونه خیزد ایں بارمن از پیش

ز یک دیوپالپور و ذهل یک مهر — چه خیزد گو تو هر دم رستے گهر

صفم با قلب دهلی چوں ستیزد — صبا بر آسماں چوں گرد بیزد

سوار انده و قلم رانده تیغ — دولک بیش است باهم بستد چوں میغ

بر ایشاں کے تواں خنجر رواں کرد — بقطره خرچ دریا چوں تواں کرد

١٣٤٠ بدانائی نبا شد نسبت آں را — که از سوزن کشد کوه گراں را

کلنگاں را ز شاهین شکاری — چه باک ار نایده از پوینده یاری

وگر سوے رویم آں خود نه مردیست — نه کار سرخ رویاں روئے زردیست

ستیزے درمیاں بس محکم افتاد — که تیر از شست رفت اما کم افتاد

رهائی راچه ساں سازیم تدبیر — گریوه پست و سیلاب آسماں گیر

١٣٤٥ یکے تیمار مستورات و فرزند — دگر اندیشه بهر خویش و پیوند

ندانم چوں شود پایان ایں کار — صلاح ما خدا آرد پدیدار

بگفت ایں و دگر ره دیده تر کرد — چنانکه آں گریه در یاراں اثر کرد

همه گشتند آب از دیده باراں — چه ز افسوس و چه از افسوس خواراں

پس انگه با ملک گفتند گریاں — که اے سوز تو مارا کرده بریاں

١٣٥٠ چه کار آید ازیں پس عمر مارا — که بهرت جاں نبازیم آشکارا

دو چشمت قطرها کازخشم وکیں ریخت — بهاے خون ما در ثمیں ریخت

چو بیش ازخوں دیت برما فشاندی — نشستیم ار همه در خوں فشاندی

تو داری بالحقیقت بهر حق جهد — دریں ما با تو هم پیمان وهم عهد

چو عمر ما توئی و جاں ما تو — بپهلدیں جاں یکے گشتیم باتو

۱۳۵۵ دل خود بر خدا بند و مهندیش ‖ که فتح غیب بیش از لشکر بیش
چو می دانی نه بندد هرچه می گفت ‖ بباید خار خود ز دل رفت
چو پیدا گشتی و پیداست درکار ‖ که هم فیروزمندے هم سپه دار
بلنداں را بر اورنگ بلندی ‖ بود لا بد ز تو اندیشه مندی
وراں سرکش که سرها را بود باک ‖ بجوید بهر شمشیر خطر ناک
۱۳۶۰ سناں بر پر دل اندازد همه کس ‖ فرانرا جوشن عصمت فری بس
تو هستی اژدها ایں نیست یارا ‖ که کس زنده گذارد اژدها را
کشد ترک از برائے طعمه نخچیر ‖ ز بیم شهر بر شهر افگند تیر
نه کشتن گرگ را بهر کباب است ‖ کباب از بز* جوید زاں خراب است
چو درکارت سلامت هست بر خیز ‖ سلامت یار تست او هم بر انگیز
۱۳۶۵ بدیں ساں هرکسے می پخت کارے ‖ ملک هم داشت زیں گرمی شرارے
همه روز اندریں تیمار غم خورد ‖ ز بس اندیشه خوردے نیز کم کرد

خواب غازی ملک بدیدن پیر

چو شب ز اکسون مشکیں بستر آراست ‖ ستاره چادر شب را بر آراست
زلال پاک جست و دست و پا شست ‖ بطاعت بر مصلاے رضا رست
تعبد پیشواے کار خود ساخت ‖ نماز بندگی را یار خود ساخت
۱۳۷۰ همه شب داشت رو در حق پرستی ‖ دلش بر آسمان و تن به پستی
بسجده گریه می کرد سیراب ‖ که هم در سجده تا گه آمدش خواب
دراں خواب مبارک دید پیرے ‖ چو رائے خویشتن روشن ضمیرے

* ک : ی جوید –

بصورت نسخته از خضر و الیاس ‏ ‏ بمعنی چون مسیحا فرخ انفاس

ز نور الله محاسن راست کرده ‏ ‏ ملایک نور ازو درخواست کرده

١٣٧٥ در آمد با ملک غازی به تعظیم ‏ ‏ پس انگاهش به یزدان کرد تسلیم

بپوزش گفتش ای دیباچهٔ فتح ‏ ‏ ز فیروزیت یابد نیلگون سطح

بسهل اندیشهٔ کت در دل آمد ‏ ‏ فزون ز اندیشه کامت حاصل آمد

بشارت می دهم کاینک هم اکنون ‏ ‏ شوی بر تاج شاهان در مکنون

برون کش تیغ و قدرت بین ز تقدیر ‏ ‏ که خواهی شد چو تیغ خود جهانگیر

١٣٨٠ چو زین مژده گران کرد آستینش ‏ ‏ خطاب آورد شاه * راستینش

چو زین خواب اندر آمد مرد بیدار ‏ ‏ امیدش مست گشت و بخت هشیار

ملک فخرالدول را در نظر خواند ‏ ‏ خیال دیده پیش دیده بر خواند

بخویشان دگر هم گفت ازین حال ‏ ‏ که خوش گشتند ازین فیروزی فال

بدیگر مخلصان دولت اندیش ‏ ‏ هم این گوهر سپرد از معدن خویش

١٣٨٥ همه گشتند باجان † طرب یاب ‏ ‏ چو بخت خویش بیدار از چنین خواب

بدین خوابی که در دلها درون رفت ‏ ‏ ز شادی خواب شان از سر برون رفت

بشکر این نمایش مرد فیروز ‏ ‏ همه شب بندگی می کرد تا روز

خواب غازی ملک که دید سه ماه

شبی چون چتر سلطان همایون ‏ ‏ همایون گشته از وی چتر گردون

مهی کامل با نجم سر کشیده ‏ ‏ بگردون چتر زرین بر کشیده

١٣٩٠ نموده سطح زنگاری مسافت ‏ ‏ جهان را رنگ اعلام خلافت

* ن: سایهٔ ز آستینش - † ق ر: خان —

سواد شب که شد بر تختهٔ روز / بیاضش کرده مهتاب شب افروز

فلک بر روی ظلمت ریخته نور / چو بر فرش معنبر گرد کافور

درخشان گشته انجم در سیاهی / چو مروارید تر در گوش ماهی

شهاب اندر کشیده تیر باریک / بریده روشن از دیوان تاریک

۱۳۹۵ هوای چون مزاج غافلان خوش / چو فعل عاقلان آفاق دلکش

ز اسباب طرب غم گشته گم نام / چو ناکامی ز کار افزائی کام

جهان آسوده چون قول حکیمان / نشاط آماده چون بذل کریمان

درین شب مملکت گیر ظفر یاب / براحت داشت سر بر بالش خواب

وے اندر خواب و دولت پاسبانش / دل بیدار در پاس جهانش

۱۴۰۰ نمودندش چنان در خواب امید / که بر بالائے این تابنده خورشید

درخشان سه مه روشن بر آمد / که هر یک از دگر روشن تر آمد

یکے چون چتر زر بالاے تارک / دو بر بالاے دو دوش مبارک

ز تاب آن سه ماه کامل النور / سه ماهه ره شب از عالم شده دور

چو خواب اندر سر آمد صاحب بخت / زد از همت ببام آسمان تخت

۱۴۰۵ ملک فخرالدول را خواند در پیش / که پیش دیده گوید دیدهٔ خویش

نخست آئین تعبیرے که خود کرد / بنور راے و آئین خرد کرد

که این سه ماه سه چتر بلند است / که سه فرق سران زان ارجمند است

چو من دیدستم این خواب مبارک / مرا باشد یکے بالاے تارک

دو دیگر کز دو دوشم پرتو افگند / فشاند سایه بر فرق دو فرزند

۱۴۱۰ ملک را کامد این تعبیر در گفت / شد امید دلش با کام دل جفت

ملک فخرالدول نیز از سر هوش / بدین تعبیر دادش مژده در گوش

که شاهان را فراز افسر ملک — بود سه چتر والا زیور ملک
چو چتر آسمانی دارد این خواست — که چتر ملک خواهد بهرت آراست
١٤١٥ نمودندت سه ماه فرخ آثار — که این سه چتر تست اندر نمودار
کند زانها یکے در کامرانی — بر اکلیل همایون سایه بانی
دو دیگر در یمین و در یسارت — کند آرایش اورنگ بارت
ترا زیبد سه چتر ملک داری — که تو یک تن سه شاه کامکاری
بود تا یک سر والات بر جاے — بدیگر سر نشاید چتر بر پاے
سرت پاینده بادا جاودانه — که زیر چترت آساید زمانه

خواب غازی عصر و دیدن باغ

١٤٢٠ دگر ره خواب دید از بخت بیدار — که گوئی هست در بستان گلزار
دران بستان درختان نیم رسته — بآب زندگانی روے شسته
تر و تازه بسان شاخ طوبی — تنش سبزه چو خط بر روے خوبی
شکفته صد هزاران گل بهر شاخ — صبا پیرامنش نا گشته گستاخ
ملک غازی بگلگشت اندر انها — چو گلگشت صبا در بوستانها
١٤٢٥ گل ار چه بوے بے اندازه می داد — وے از خلقش نسیمے تازه می داد
چو کرد از خواب چشم دور بین باز — کند تا خواب خود را گفتن آغاز
در آمد بخت بیدارش به تعبیر — بدو گفت اے به بیداری جهانگیر
تو در خواب انکه گلشن دیدی و باغ — حریم ملک تست و نیست این لاغ
درخت نیم رسته هر یک ازوے — خبر می گوید از کارت پیاپے
١٤٣٠ کت از دولت عملها نیم کار است — نه بر شاخ ترت هنگام بار است

گل ارچه صد هزارانت نهفته است — هنوزت یک گل از صد نا شگفته است

هم اکنون در رسد هنگام بارت — شود پر میوه و گل نو بهارت

درخت قدر تو ز اقبال والا — رود با شاخها از سدره بالا

بر دولت خوری در کام خود زود — بگیر این فال و خواهد هم چنین بود

بچنگ آوردن غازی ملک پس ملک را دادن
۱۴۳۵ هرانچه از مولتان بهر حسن می رفت اسپ و زر

بباید مرد را بازوی شمشیر — که بستاند به نیرو غارت از شیر

زبردست آن بود کز قوت شست * — بکالای زبردستان زند دست

خسی † روبد ز راه آبی که کند است — درختان را برد سیلی که تند است

سگی بز قالهٔ را شد زبون گیر — پلنگ آن هر دو یکجا کرد نخچیر

۱۴۴۰ کرا زهره که بی آسیب و آزار — ستاند گنج ز اژدر مهره از مار

چو از تازک رسد چابک بغارت — ز چابک غارت از تازک عبارت

ز ترک افتد صف هندو بتاراج — نیارد حمله سوی باشه دراج

چو از طاوس و بط شاهین کند مال ‡ — که باشد ماکیان کاید بدنبال

کم از زاغی مشو در کینه توزی — که از دندان شیران خورد روزی

۱۴۴۵ خروسان یکدگر محکم ستانند — نه تا آن حد که کین بر جره رانند

بزی کو سر زدن با گرگ جوید — بران پشمین همه مویش بموید

متاع قادر از زاری نیابد — فسون بر اژدها کاری نیابد

بتندی نارد از رستم شتابی — خزینه کی برد ز افراسیابی

* ک: شست بمعنی نشانه - † ن: روید —
‡ ق - ر: بال —

دریں وقعه آں تواں گو جوئی از کس ‌‌ ‌ جز از غازی ملک در یابی و بس

۱۴۵۰ دریں کار از وے و زاں کار رانی ‌‌ ‌ بگوییم ماجراے تا بدانی

چو او را عزم شد در کینه خواهی ‌‌ ‌ که جوید کین جوهر هاے شاهی

بپای ده طریق کاری بود ‌‌ ‌ بپاس کار خود بیداری می بود

خبر بر می رسید از شیب و بالا ‌‌ ‌ نهاده دل بفضل حق تعالی

رسیدش ناگه آگاهی دراں حال ‌‌ ‌ که کار فتح میموں گردیدش فال

۱۴۵۵ خبر گفتند کایلک می رسد تیز ‌‌ ‌ متاع بس گراں بار و سبک خیز

ز ملتاں می رود اسپ و خزاین ‌‌ ‌ سوے خسرو که شد میر مداین

تگاور هر یکے چوں باد شب گیر ‌‌ ‌ همه تیزرو تیز آهنگ چوں تیر

خزینه نیز مال عرصهٔ سند ‌‌ ‌ نه کمتر ز انچه باشد غیرهٔ هند

ز شیب این سو فتوحے دارد آهنگ ‌‌ ‌ اگر غازی ملک در وے زند چنگ

۱۴۶۰ حشم را باشد از وے خرج و دخلے ‌‌ ‌ که مرغاں را رسید آماده نخلے

ملک فرمود تازاں سو شتابند ‌‌ ‌ خدا آوردهٔ را باز یابند

دویدند آں طرف فرماں پذیراں ‌‌ ‌ فرس غارت کناں و گنج گیراں

رسیدند و گرفتند آں زر و مال ‌‌ ‌ هماں گیتی نوردان زمیں سال

فتوحے آمده با آمد کار ‌‌ ‌ رسانیدند در پیش سپه دار

۱۴۶۵ ملک فال مبارک داشت آں را ‌‌ ‌ فتوح اولیں فتح جهاں را

اشارت کرد کاں گنج خدا داد ‌‌ ‌ دهندش تا شود خلق خدا شاد

عملداراں بکار زر نشستند ‌‌ ‌ در استغراق لشکر در نشستند

بفرماں می رسید آں مایهٔ کار ‌‌ ‌ بهر کس تا شود پیرایهٔ کار

قوی دل شد حشم زاں بخشش پر ‌‌ ‌ چو محتاج از مراد و مفلس از در

۱۴۷۰ همه کس محل کالاے گراں کرد — هوس کرد انچه در سعی تواں کرد
یکے مرکب خرید از بهر پرخاش — یکے شیریں پرستارے شکر پاش
یکے شد کار خیرے را طلب کار — یکے بنیاد خیرے کرد برکار
یکے بکشاد نقدے بهر عقدے — یکے در عقد پنهاں بست نقدے
یکے داد آرزوے دل بخویشاں — یکے دریافت دلهاے پریشاں
۱۴۷۵ همه دیوپال پور از روح و رونق — سدیر دونهیں گشت و خورنق
بلے زینساں ست گیتی را نمودار — که از زر هم چو زر گردد همه کار
در آمد هر کجا ساماں در آرد — هزاراں کار بے ساماں بر آرد
بعهش از کیسهٔ پر خوب حالیست — نباشد کاسه پر چوں کیسه خالیست
ولے گر کار خود گرداں تواں یافت — ز اقبال جواں مرداں تواں یافت
۱۴۸۰ چو از مهتر بود کهتر نوازی — رسد سا ز فرض بے چاره سازی
ز باراں چوں رسد بے جستجو آب — نباشد کشت را حاجت بدولاب
کسے دارد ز مرداں سر خیء چهر — که بستانند بکدن و بخشد از مهر
زند چوں برق بر زور آوراں تیغ — بود برمفلساں بارنده چوں میغ
بلند است ابر و آبے نیز دارد — که از دریا کشد بر سبزه بارد
۱۴۸۵ مهر نام کسے کز همت پست — نه بتواند ستدنے دادن از دست
خداوندی کسے را در خور آید — که بر خلق از خداوندی بر آید
خداوندی جز احسان و کرم نیست — و گرنه کس ز کس درپایه کم نیست
چو از کس زیر دستی بهره مند است — دلیل دولت و بخت بلند است
سپهر آں را که خواهد کرد سرور — کند چاکر نواز و بنده پرور
۱۴۹۰ ولے جوینده هم باید خرد مند — که در خدمت شناسد جاے پیوند

نجوید هیچ حال از هیچ شیوه — زبهد انجهر، گُل و از بید میوه
کسی کش باید اندر کار خود نور — نیابد از پناه مکرمان دور
چو مفلس در پناه مهر سنجی است — پناه و مهر اوش آماده گنجی* است
تموز آرد چو تاب از پیش از پس — درخت سایه ور جوید همه کس

حکایت

۱۴۹۵ یکی در سایهٔ ابر گهربار — ز بهر سایه می زد ناله هر بار
که وه وه سوختم از تاب خورشید — مرا از سایهٔ بایستی اُمید
یکی گفتش که چندین سایه برفرق — چه بهر سایه چندین می کنی زرق
و گر زابرت نه سر سایه نشین است — درخت و رخت و سقف از بهر این است
جوابش داد مرد از دانش و داد — که ای از سایهٔ رحمی دولت شاد
۱۵۰۰ بزیر ابر خورسندی ز ره نیست — بدان سایه که گاهی هست و گه نیست
نشاید با درختان نیز پیوستی — که یابی سایه تا زیرش نشستی
علم هم سایه دارد سایه بان هم — که دایم نیست برسر این و آن هم
ز سقف خانه هم سایه توان یافت — و لیکن پرورش نتوان بدان یافت
من از گفتار خود آن سایه خواهم — که ذیل پرورش باشد پناهم
۱۵۰۵ کسی کان دامنش سایه نینداخت — بود بی سایه گر صد سایه بان ساخت
درین عهد آن درخت سایه گستر — غیاث الدین است شاه ابوالمظفر
دعا این است بر سایه نشین فرض — که خلد ذاک ظل الله فی الارض

* ن : رنجی -

صفت هاے دل غازی ملک و از هر طرف مژده
چو از دهلی بسویش راند لشکر هاے بحر و بر

بخصم افگندن و رزم آزمودن — دل غازی ملک باید ستودن
نگویم دل که دریائیست در دور — که آن را در نیابد هیچ کس غور ۱۵۱۰
ازو موجے که خیزد غرب تا شرق — هزاران لشکر اندر وے شود غرق
ازو هر قطرهٔ تیغ است خون ریز — وز و هر چشمه طوفانے است قهرخیز
و گر گویم که از پولاد کوهے است — کجا پولاد را زین سان شکوهے است
اگر طوفان آتش در رسد گرم — نگردد گاه کین پولاد او نرم
و لیکن بر فرودستان نا چیز — تو خواهی موم خوانش خواه ارزیز* ۱۵۱۵
بسے دیدیم شهران وغا را — نبود این دل مگر شیر خدا را
وگر اسفندیار و تهمتن بود — چنین دل شان نه پندارم بتن بود
درین گفت من آن کس کونه داناست — دروغ شعر داند نے دم راست
ثبات آن ز تائیدے که دانم — به برهان خرد کردن توانم
ولے بابے خرد کاندر سفیهی است — به برهان نیست حاجت چون بدیهی است ۱۵۲۰
چه حاجت شیر را مردانه گفتن — ز رستم در نبرد افسانه گفتن
همین برهان نباشد بس که یک مهر — ستیزد با جهانے در زنا گهر
چنان بود این که چون غازی ملک خواست — که تیر خود کند بر گرزوان راست
همی غرید با خود چون هزبرے — نهان می داشت رعدے را در ابرے
سرش را سر نبشت حق خبر گوے — که مانده است از تو تا افسر سر موے ۱۵۲۵
قباے چرخ با بالاش هم راز — که من چرخم قباے خود مرا ساز

* سیسہ

دو پیکر در تقاضا هر زمانش — که کی کردم کمر گرد میانش
رسانیده بپایش آگهی بخت — که باید مستعد بود از پی تخت
میها خال ملک اندر کف پاش — که چون مردم شود در دیدها جاش
۱۵۳۰ کمان و تیر را پوشیده می گفت — که کی گردیم تا بهر ظفر جفت
لب سوفار با زه لاغ می کرد — برات کرکسان بر زاغ می کرد
توان بازوش می گفت با مشت — که اختر هفت چرخ از تو یک انگشت
مه اندر سلخ خود می گفت باکیش — که ای قربانت گشته صد چو من پیش
سخن گو ترکشش کاینک مراهست — ز صد سهم فتوح آسمان شست
۱۵۳۵ زبان می داد شمشیرش اجل را — که من یار توام نو کن عمل را
نیام خنجرش را گشته زین فن — دهن پر آب بهر خون دشمن
غلط کردم نیامش را درین دم — زبان آمد برون آب دهن هم
سنانش گشته سر تیز از پی حرب — که دوزم صد چو خسرو خان بیک ضرب
گرهها رمح او را عقد بر عقد — هزاران فتحش اندر هر گره نقد
۱۵۴۰ شده گرزش ز بهر کین به تعجیل — که من بیرون کشم مغز از سر پیل
زره می بافت بهرش روح داؤد — که چون داؤد جالوت افگند زود
سمندش کو زمین هر سوی می کند — ز بهر خون خصمش جوی می کند
فلک گرد از سم رخشش فشانان — که گردد بوسه جای ملک رانان
عطارد ظل چترش را بامید — که ننهد مهتری زین پس بخورشید
۱۵۴۵ علمهایش ستاره کین سه پاید — کند بر کرسئی نه پایه سایه
بدریای فلک در رفته ماهی — که اژدرها شوم بر گنج شاهی
نشسته خیل او کاینک زبس دیر — بهرم گاو بشکافم دل شیر

دمامه زن کژک را راست می‌کرد ‖ ز بهر نغمه شادی خواست می‌کرد

دهل ها را هوای در تهی گاه ‖ که کی بانگی زنم بر قلب بدخواه

۱۵۵۰ حشم جوشان که کی پیش آید آن روز ‖ که گردد این ممالک گیر فیروز

فلک می داد قلبش را اشارت ‖ که جوینم همه پر نقد بشارت

بذات خود وی اندر کار سازی ‖ که فرماید علم را سرفرازی

همه ترتیب کار خویش می کرد ‖ دل خود را حصار خویش می‌کرد

پران می‌شد که پیش آید به یکبار ‖ کند دست ملوک و ملک بیکار

۱۵۵۵ و لیکن منتظر می بود تا کی ‖ بجوشد دشمن و با لشکر وی

پیاپی هر طرف می شد خبرها ‖ زمانه می کشاد از فتنه درها

چو خسرو خان شنید آن زورمندی ‖ دل افتادش بدریای نژندی

هوا داران نمودندش که درحال ‖ بباید فتنه را بستن بدنبال

شدش لابد که بفرستد سپه را ‖ کند کوتاه بر آینده ره را

۱۵۶۰ سپاه آراست چون موی سر انبوه ‖ که هر مو از زمین بالا کشد کوه

دلیران و یلان و نام جویان ‖ بخون خود ز هستی دست شویان

امیران و سپه داران اطراف ‖ در اوصاف مصاف افزون اوصاف

سران لشکرش هم تیغ رانان ‖ سر لشکر برادر خان خانان

بهر یک گنج و مال بی کران داد ‖ سبک داد و بموزان گران داد

۱۵۶۵ فراوان پیل و بسیاری خزانه ‖ همه با خان خانان شد روانه

چو لشکر مستعد گشت و سوارش ‖ گزین رزم قدر چل هزارش

روان سوی ملک غازی روان کرد ‖ زمین از بار لشکر ناتوان کرد

روان شد سوی آن مقتل مقابل ‖ چو انجم لشکری منزل به منزل

زبس کانسو شتابان راه می کرد — چو وهم تیز ره کوتاه می کرد

۱۵۷۰ چنین تاکرد کین* کان لشکرانگیخت — سپاهے در سواد سرستی ریخت

درون شهر چون غازی ملک بود — برون در غارت افتاد این سپه زود

بسے رخت مسلمانان شد بتاراج — بسے زردار منعم گشت محتاج

بقلعه سرتیه † محمود پر دل — نگشت از هیبت شیران شتر دل

درے بر بست و شد در بند پیکار — گروه قلعه را نگذاشت بیکار

۱۵۷۵ خبر سوے ملک غازی فرستاد — ز پیکان تیر آوازی فرستاد

رسید آن پیک و آنجاها خبر کرد — سر هشیار را هشیار تر کرد

همیشه باد با هشیاریش کار — که از وے بشکند صد شاه هشیار

حدیث عهد و پیمان سران لشکر غازی
که در کام نهنگ اندر روند و دیدهٔ اژدر

چو مرد آید برون از عهدهٔ عهد — بکارش بخت و دولت را بود جهد

۱۵۸۰ نشینند اهل دولت را بسنده — چو مے در جام و گوهر در خزینه

نماند چون بنفشه کز سر انجام — چو سرو راست ز آزادی برد نام

شکوه مرد در عهد درست است — مدان مرد آنکه کاه عهد سست است

ز مردان راستی باید قلم وار — که گردد کار او را عهدهٔ کار

کسے کز راستی هم چون الف نیست — عجب گر نقش کارش مختلف نیست

۱۵۸۵ دلاگر راست خواهی پاے ‡ خود را — بهر جا راستی فرمائی خود را

نگر غازی ملک را کز دل آراست — بعهد شاه خود چون راستی خواست

کلید راستی در شد بکارش — میسر گشت فتح کارزارش

* ک : باکر وکیں ؟ † سرسیہ = سرسلہ ؟ ‡ ن : کار -

شنیدم کز علاء الدین مغفور — دلش پیمان و عهدی داشت مستور
که در عهد وی و بعد از زمانش — وفاداری کند در دودمانش
کنون برخوان ز نقش کلک درپاش — که چون بود آن سرانداری به پرخاش
۱۵۹۰ چو او شد زان وفاداری سرافراز — سرش گشت از جفاکاران سرانداز
چنین گفت آن‌که بود آگاهیش بیش — که بد غازی ملک در خانهٔ خویش
چو بشنید این سخن کامد بر آن سوی — نه لشکر بلکه دریای زمین شوی
طرب کرد از نشاط روزی بیش — چو گرگ غالب از بسیاری میش
۱۵۹۵ سپاهش ار چه بود اندک نه بسیار — ولی بسیار اندک بود و پرکار
سواران بیشتر ز اقلیم بالا — نه هندوستانی و هندو والا *
غز و ترک و مغل رومی و روسی — چو باز جره در جنگ خروسی
دگر تازک خراسانی و پاک اصل — نگشته اصل بد با اصل شان وصل
همه مردان رزم و کار کرده — غزاها با ملک بسیار کرده
۱۶۰۰ بسی صف‌های تاتاران شکسته — دل آن جمله خون‌خواران شکسته
خدنگ افکن یلان چست و چالاک — ز پیکان کرده سد آهنین چاک
گهی چون آسیا گه کرده سوراخ — گهی چون شانه مو را کرده صدشاخ
هلالی خواره چون گشت برافزای — موافق جوئی چون طبع خرد رای
ملک در پیش یک یک را طلب کرد — پس از دل قصه را مهمان لب کرد
۱۶۰۵ که ما را چرخ پیش آورد کاری — که گردش هست در وی چرخ واری
کرا نیروی پیل است و دل شیر — که هم بازو شود با ما به شمشیر
نخست از خون خود خیزد چو لاله — پس از خون عدو شوید پیاله

* کذا ـ لالا ؟ بمعنی بنده یا اتلیق ترکی ـ

	ته خنجر نهد اول سر خویش	کشد پس بر دگر سر خنجر خویش
	بلے مرداں بهر سازے و سوزے	کساں را پرورند از بهر روزے
۱۶۱۰	بود هر روز عشرت را شمارے	فلاں از بعد عمرے کار زارے
	بکارے ناید ار یارے دراں روز	بسوزش دل که نبود یار دل سوز
	بود تیر از براے رزم نخچیر	تو بے آں چوبۀ داں چوبۀ تیر
	کماں گو بشکند هنگام پیکار	زهے کے یابد از آب هاے سوفار
	اگر شاهیں زبوں گردد ز شارک	کلۀ گل مرغ را زیبد بتارک
۱۶۱۵	بها نبود آں که دارد کار با ما	شوید از عهد و پیماں یار با ما
	شود گر عهدها محکم به سوگند	بکار جاں شویم از جاں کمر بند
	و گر یارے ندارد میل یاری	که دشوار است کار جاں سپاری
	دریں یاری که دارد کار با من	دل من هست آخر یار با من
	بدیں دل کاهنیں سد بست برپاے	کنم گر سد آهن باشد از جاے
۱۶۲۰	مرا یاور بس است وهم ترازو	دو بازوے من و تعویذ بازو
	شنیدم بود رستم چیره دستے	که گاه حمله تنها صف شکستے
	نه آں رستم ز من درکار بیش است	که هرکس رستمے در عهد خویش است
	چو من بر نام یزداں تکیه کردم	یقین است آں که تنها چیره گردم
	مراد من چو جز دیں را فرج نیست	من و ایں کار بر غیرے حرج نیست
۱۶۲۵	چو بشنیدند مرداں سر افراز	ز مخدوم خود ایں حرف سر انداز
	سراسر چوں همه سر باز بودند	بروے خاک سرها باز بردند
	پس انگاه او سر سر بازی خویش	سر خود خدمتے بردند در پیش
	فرو گفتند کاے سرور سراں را	بزیر پایه تو سر هنروراں را

همیشه باد سر یار کلاهت ‏ ‏ ‏ کله گوشه کشیده سر بماهت

۱۹۳۰ سرے کز دولتت عمرے کله داشت ‏ ‏ ‏ ز کارت چوں تواں اکنوں نگه داشت

بسر بازی چو ما را مژده دادی ‏ ‏ ‏ سر ما در کله ناید ز شادی

نه ما آں سروری آریم پیشت ‏ ‏ ‏ که نه هیم ار نثار سرهاے خویشت

چه باشد یک سر ما زیر خنجر ‏ ‏ ‏ هزاراں پاره گردد جمله یک سر

ز هر پاره جدا بر خیزد آواز ‏ ‏ ‏ که باز از بهر تو گردیم سر باز

۱۹۳۵ کهن بستیم و پیماں نیز بستیم ‏ ‏ ‏ بداں پیماں رگ جاں نیز بستیم

که تا جاں در تن است و سر بگردن ‏ ‏ ‏ نخواهیم از درت سر دور کردن

چو ما را سر جدا گشت اندریں کار ‏ ‏ ‏ تو دانی خواه صلح و خواه پیکار

سپه را چوں ز ثیقت محکمی یافت ‏ ‏ ‏ ملک را خاطر آں سو بے غمی یافت

بعزم کار محکم کرد بنیاد ‏ ‏ ‏ که بنیاد بزرگی محکمش باد

۱۹۴۰

مصاف اول غازی ملک با لشکر دهلی
بباد حملهٔ زیر و زبر کردن چناں لشکر

کسے داند که هول معرکه چیست ‏ ‏ ‏ که چندے در زنا گیر و غازیست

دلیرے کو صف مرداں بدید است ‏ ‏ ‏ نه بازش دیده درخواب آرمیده است

گوے را زیبد اندر زیر توسن ‏ ‏ ‏ که صف تیغ داند باغ سوسن

رود یک سر چو باد آں جا که یکسر ‏ ‏ ‏ چو برگ بید بارد، تیغ و خنجر

۱۹۴۵ نیندازد دگر آید ببر و یا شیر ‏ ‏ ‏ چو نیلوفر، سپر، بر آب شمشیر

بسے بینی عروسان قبا پوش ‏ ‏ ‏ بگشت کوچه هاے شهر پر جوش

چو در هیجا برخشد تیغ بے رنگ ‏ ‏ ‏ پدید آید که هوشنگ است یا شنگ

یکی کو چند رزمی نازمود است — بروی خصم رو در رو نبود است

مکن باور ز تیغ گوشه‌نشینش — که موشی در رباید پوستینش

۱۶۵۰ نه شیراں را کند کس حمله تعلیم* — نه رو به را گریز و حیله تسلیم

شکوه کوه خیزد مرد † و از مرد — پدید آید بگاه رزم و نا ورد

شترکش نیست از نیروی دل جوش — رود ز اشتر دلی گر گیردش موش

وگر دنداں نماید گربه دشت — نیارد شیر مردی کرد او گشت

یلاں را نیست حاجت گرز در مشت — دواں را بس بود ناخن بر انگشت

۱۶۵۵ چو ‡ ترکش بست غر' پهلو کی است آں — شکار شیر باشد در نیستاں

نبود شیر هر جا هست روشن — که نی برگستواں دارد نه جوشن

بروں آهن چه پوشی گاه پرخاش — دروں سوگاه پرخاش آهنیں باش

بآهن راندی آں کو گشت مایل — همش جاں آهنیں باید هش دل

دلاور کو بر زم آهن دل افتاد — به تیغ موم برد حصن پولاد

۱۶۶۰ همه جا دل نشاید آهنیں کرد — جز اندر کار کیں باید چنیں کرد

سواری را به هیجا دیده در گیر — که کورا § کور دارد دیده برتیر

بگوش غر که بی تدبیر باشد — نوای دوک بانگ تیر باشد

بنزدیک یلاں در جهد محکم — نباشد عقل دور اندیشی محرم

دلاور چوں خرد را کار فرمود — خرد مندی ندارد در وغا سود

۱۶۶۵ نباشد هم شجاع و هم خرد مند — بجز غازی ملک شیر عدو بند

که هم تیغش جهانگیر است و هم رای — بکیں هم تیغ زن هم کار فرمای

---

* ن : جملهٔ تعظیم - † ق ر: هر دو - ‡ کذا: غر = نا آزموده کار پهلو = پهلوان —

§ کورا کور' بمعنی زود زود —

	مصراع اول	مصراع دوم
	چو دید آهنگ لشکر هاے خسرو	که آید روے در روے روا رو
	اشارت کرد تا فرمان گزاران	کنند آئین ترتیب سواران
	که و مه شد ز حکم کار فرماے	سلیح و ساز خود را زیور آراے
۱۶۷۰	ز صیقل هاے صف ها یافت جوشن	که فتح از عیب هایش گشت روشن
	چغلها زره کے پر زور و کاری	چو راے زیرکان در استواری
	ز زیب و زینامه بر گستوان ها	دل بیننده را نو شد توانها
	کمان ها چون هلال اندر بلندی	هلال موبخ سان در زور مندی
	خدنگ افگن بمشق اندر کمان دیده	چو مے خوار حریص اندر ده عهد
۱۶۷۵	به تیر آراستن هر تیر سازے	چو باز آموز در تعلیم بازے
	چو سر هاں سوے پیکاں کرده آهنگ	رسیده خیل چوں در غارت زنگ
	بلاے از نظر کم ناوکے خورد	که زیں سو در شد و زاں سوے در اود
	جهاں چوں شاه داری نوم* کرده	که بجهد از تن و بجهد تن از وے
	همه خنجر پلا رکهاے شاهی	رسیده تابش از مه تا بماهی
۱۶۸۰	ز تیغ کینه تف بالا شتابان	که مهر ازوے گریزد سوے تابان
	چو خط استوا شد هر خطے راست	چو خط محور ازوے کر شدن خواست
	سناں چوں قطرهٔ آبے صفا یافت	عجب بین نیزه بالا قطرهٔ آب
	چو بر نیزه سناں بنمود تابے	فروزاں گشته برقے بر شهابے
	ازاں دو سر بزرگی کرده چتمار	که سر ها خرد کوده زر که کار
۱۶۸۵	فرس بری و کوهی و تتاری	تذرو باغ و کبک کوهساری
	حشم را چون سلیح و آلت رزم	مرتب گشت بهر جنبش و عزم

* کذا - کرم خورده - نا مفهوم -

سبک غازی ملک کین را کمر بست — امید خویش بر تقدیر بر بست
نیاز بندگی را یار خود کرد — توکل را پناه کار خود کرد
برون آمد ز شهر فرخ خویش — سوی هندوستان کرده رخ خویش
١٦٩٠ ظفر پر مایه شد چون عادل از داد — زمین در لرزه شد چون مردم از باد
سپاه اندک ولی نیروی دل پُر — نه نیروی که گنجد در تصور
ز جای خود چو در جنبیدن آمد — ملایک ز آسمانش دیدن آمد
شتابان شد به تندی سوی بد خواه — درو نظارگی سیاره و ماه
همی آمد صف پولاد بسته — ز اقبال و ظفر بنهاد بسته
١٦٩٥ به پیش آهنگ آن قلب معظم — ملک فخرالدول گشته مقدم
ملک دریا صفت * در صف دریا — خلف در پیش هم چون موج دریا
به بالای ملک ماهی نشانی — چو ماهی بر سر دریا روانه
چو آمد نیک نزدیک علاپور — علاپور از مهابت شد بلا پور
همی کردند سیر ماه انجم — دوان مریخ پهر از چرخ پنجم
١٧٠٠ چنین † تازاب خیز کهن بس دیر — بحوض بهت آمد آب شمشیر
دران جولانگه جیحون مسافت — محیط حوض شد جیحون آفت
خبر شد جمع دهلی را دران عزم — که پیش آمد به هیجا غازئی رزم
بزرگان سه ‡ زان پیش دستی — خلل دیدند در بنیاد هستی
بخود گفتند کین یک میر کم زور — چگونه باصف دهلی کند شور
١٧٠٥ ندید انبوه مردم را قیاسی — نکرد از پری لشکر هراسی
همی آمد برسم زور مندان — چو گرگی در شکار گوسفندان

* ن : صف- † کذا - مشکوک - ‡ کذا بے نقطہ - سپہ ؟

نه مردم بلکه اژدرها است این مرد — بهر انگشت خنجرها است این مرد

اگر خنجر دهد ز انگشت شیران — بود شمشیر هر موئے دلیران

و گر باشد ز ناخن خنجر شیر — نه زان ناخن کم آمد ز خم شمشیر

۱۷۱۰ بباید چشم زد زان شیر نخچیر — که او چشمے نزد از ناوک تیر

هم او تن ها تن خود مرد کاریست — همش بر لشکر خویش استواریست

باندک قلب ... * آنکه چنین تیز — بود از قلبۀ او جاے پرهیز

به هشیاریش باید پیش رفتن — نه غافل وار یا فردیش رفتن

کسے کافتد دل شیران ز گردش — نشاید سهل گیری در نبردش

۱۷۱۵ پهر جنگ مغل کو رخش بر کرد — بنوچے ده تمن زیر و زبر کرد

بلے هنجارها ے کار دارد — بر آرد کار چون هنجار دارد

چنین شطرنج بازے کوست در دین — کند سر زیر شاهان را چو فرزین

بچندین رزم صف ها کو دریداست — بپرویش زخم چشمے کم رسید است

دلیر و گُربز † و فیروز مند است — بلندش راے و بختش هم بلند است

۱۷۲۰ قضا در زیر آن دارد شمارے — که او را داشته است از بهر کارے

نگر تا چیست گردون را مکافات — که او را داده امنیت ز آفات

چو گفتند این سخن را مرد ‡ دانا — هراسان گشت دلهاے توانا

درین اثنا یکے ز یشان بر آشفت — که چندین رصف دشمن چون توان گفت

گر او مرد است نے ما زن شماریم — که با چندین سپه تابش نداریم

۱۷۲۵ اگر خاک افگنیم آن سو یکان مشت — زمین سان آسمان سازیم بر پشت

همي باید گشودن خنجر کار — که از خفتن نگردد بخت بیدار

---

* کذا - لفظ چهٹ گیا ھے - † بمعنی نریس و عیار - ‡ مرداں ؟ -

بیک پے حملۂ رانهم بر روے — که تبلاش پے سپر گردد بیک پے
کلهوش خاک اگر دریاست فوجش — بپاشانیم اگر طوفانست موجش
چه باشد در * دل دریا کف خاک — که باشد پیش صرصر مشت خاشاک
۱۷۳۰ امیران چار و نا چار اندران عزم — کمر بستند بهر کوشش و رزم
بدان آهنگ کز در آب انبوه — شکست آرند بر کوهان که کوه
همان مرتد که کیش کافری داشت — بکیش هندوان سهم سوی داشت
ازین سهم ارچه بودش جان بریده — دلش بد چون بطے پیکان بریده
بحیله خویش را پر زور می ساخت — بلا می دید و خود را کور می ساخت
۱۷۳۵ دو چشمش کور بد در لشکر خویش — و لیکن احول اندر لشکر پیش
بلے شخصے که در دل سست زوراست — سوے خصم احول و درخویش کوراست
سوارے کز غرورے باشد شمارش — نماید یک صف دشمن هزارش
ور آهن دل کند دل جوشن خویش — هزاران تن شمارد یکتن خویش
سر خود پر دلے بر تیغ بازد — که او از آهن دل تیغ سازد
۱۷۴۰ دلے کو آهنیں نبود گه جنگ — نگیرد زنگ هم بر تیغش از ننگ
چو تیغ پر دلان صیقل پذیرد — بگیرد زنگ * اگر زنگش بگیرد
چو تیر از زور دل گردد عطا گهر — خطا گهرش اگر نبود خطا گهر
دران حال آن بزرگان را خبرها — بفتراک اجل بستند سرها
دو سه روزے سران کار فرمای — بدند از بهر هیجا لشکر آرای
چو گشت آراسته لشکر به هنجار — به هنجارے که هست آرایش کار
۱۷۴۵ هزیمت گشت محکم در نهمت ها — که خون ریزند فردا بے هدیت ها

* ن : ولے -

شب هندو نسب چون لشکر آراست نفیر پاسبانان هر بسو خاست
بهم مهتاب و ظلمت شد شب آرای چو خیل هندو و مومن بیک جای
سلاح آرای شد خلقی ز هر باب گریزان شد ز دیده پیش ازان خواب
۱۷۵۰ که و مه در خیال بامدادان که ما گردیم یا بد خواه شادان
کرا در خاک سازند آشیانه که باز آید سلامت سوی خانه
کرا امروز سر مهمان است بردوش که فردا خواست کرد از تن فراموش
کرا امروز دست و پای بر جای که فردا هر یک افتد در دگر جای
کدامین هم نشین باماست این دم که فردا خواست گشت از جمع ما کم
۱۷۵۵ درین سودا مشوش بود هر کس که شد جنبش پدید از پیش و از پس
مسافت درمیان هر دو لشکر قیاس ده کروهی بود کم تر
و لیکن ره بیابان بود و بی آب بسان روی بدرایان سیه تاب
شبا شب راه مقصد بر گرفتند سوی مقصود کار از سر گرفتند
چو صبح تیغ زن خنجر برآورد جهان خفتان زرین در بر آورد
۱۷۶۰ شب از خورشید روشن یافت بازی چو قلب کافر از شمشیر غازی
سپاهی تشنه و بی آب و پرگرد دران گرد از خوی خویش آبخور کرد
رسید اندر مقام حرب گه تیز ز آب تیز شمشیر آتش انگیز
روان گشتند هر سو کارداران که آرایند صف های سواران
نفیر چاوشان بر شد بعیوق علم ها را به گردون رفت سنجوق *
۱۷۶۵ صف پیلان چو صف ابر آزار هر ابری برق حمله باد رفتار
نه حوض هر پیل چون کوهی باشکوه برو بر گستوان چون ابر بر کوه

* علم کی اوپر نکلی ہوئی نوک ۔

به پشت پیل ترکان تیر در شست ‌‌ چو کوهی کو به پشت کوه بنشست

پس پیلان سواران صف کشیده ‌‌ بجوش از پشت ماهی تف کشیده

نه یک صف بلکه صد صد گران سنگ ‌‌ که صحرای جهان زیشان شده تنگ

۱۷۷۰ میان قلب سرتد چتر برسر ‌‌ نه چتر * سماروغ خردهٔ تر

همه خان و ملوک اندر چپ و راست ‌‌ بسختی در نشسته از پی خاست

سلیح و ساز هر یک خسروانه ‌‌ ز آهن گشته دریای روانه

ز بانگ کوس گردون ره نهاده ‌‌ ولی زان زه بلا و فتنه زاده

گرفته نیزه بر کف پهلوانان ‌‌ دعا بر مال و جان رفته خوانان

۱۷۷۵ جوانان کرده ترکش ها پر از تیر ‌‌ بر ایشان در دریغ این عالم پیر

ز هر سو غلغل تکبیر می خاست ‌‌ چنانکه افغان ز چرخ پیر می خاست

جدا صف های هندو ز اهل ایمان ‌‌ چو گرد بخل ز آثار کریمان

فرس هندی و راوت نیز هندی ‌‌ برهمن پیش در هندو پسندی

همه "برمهاد" گویان بر زبان ها ‌‌ همه دیباچهٔ بت بردهان ها

۱۷۸۰ بمدح آن سگان نعره زنان تند ‌‌ چو طفل کند را با حفص کلقند

بدانوت نیز در نغمهٔ † سرائی ‌‌ سرود از مردی و جنگ آزمائی

براو هر یکی بر پشت تیزی ‌‌ چو دود آتش اندر گرم خیزی

سر و سبلت برو هائی چو انگشت ‡ ‌‌ چو خطی زشت بر دیگر خط زشت

وزیشانی جهانی چون شب سلخ ‌‌ که دیدن چو عیش غمگنان تلخ

۱۷۸۵ ز نقد ابر همه ابریشمین پوش ‌‌ حریر و پرنیان افگنده بردوش

* سماروغ = کلاه باران - خرده = گهانس - † ن: نعره ها

‡ انگشت = جلی هوئی لکری -

بعطر آلوده هیکلهاے گنده | عبیر و مشک در گلشن فگنده

فرشته بر سر هر یک بلا جوے | عزازیل از پئے ایشاں دعا گوے

بداں گبران مرتد ' مرتد' گول | ز بهر جاں سپاری داده تقبول

بجاں دادن سپه دنداں از برگ | بلے دنداں سپه گردد که مرگ

۱۷۹۰ اجل دنداں سپید اندر دروں شاں | که دنداں لعل گرداند ز خون شاں

جهان لشکر آتش وار سرکش | هوی جنبید چوں طوفان آتش

درآمد صف دهلی یک طرف تنگ | ز دیگر سو براے قلبهٔ جنگ

صف غازی ملک شد فوج بر فوج | چو دریاے که بیروں بفگند موج

صف دهلی چو آں صف را نهاں دید | گریز و عجز دشمن در گماں دید

۱۷۹۵ قوی شد زیں گماں دلهاے ایشاں | که ماتا جمع ' دشمن شد پریشاں

بجولاں شد سوار از هر کرانے | سبک شد بهر جولاں هر گرانے

چناں راندند تند و تند و بیباک | که در راه درست آب شغب ناک

چو ز انجا پیشتر راندند اسوار | بناگه گرد یک فوجے نمودار

چو لشکر دیده شد گشتند جوشاں | چو باراں تند چوں تندر خروشاں

۱۸۰۰ سپه یکسر سلاح جنگ برداشت | برسم پیل ساں آهنگ بر داشت

بداں قوت که اندک لشکر پیش | چرا هرکس نکوبد غارت خویش

بیک بے حملهٔ کردند چوں باد | که زلزال بلا در عالم افتاد

هنوز ایں صف بداں صف نارسیده | که پیدا شد جریده بر جریده

ملک غازی سالار حیدر عصر | که بودش همعناں هم فتح و هم نصر

۱۸۰۵ به پهلو آهنگ فرزند سرافراز | چو شهبازے سوے مرغاں به پرواز

* ن : نیرو مند -

ملک بهرام ایبه در صف خویش — کُهےزآتش جهان سوز از تف خویش

بهاءالدین ملک، دین را اسد هم — بسے شهران لشکر نامزد هم

علی حیدر شهاب الدین هر یک — یگانه در دو روے تیغ هر یک

دگر گردن کشان و نام داران — بجان تشنه بجاے تیر باران

1810 بهر جا فوجهاے سخت بسته — بعزم جان سپاری* رخت بسته

ستاده جوق جوق اندر چپ و راست — که کے زان سو ملک غازی کند خاست

چو قلب دهلی از پیش اندر آمد — خروش جلبش از لشکر بر آمد

ز هر سو قلب غازی فوج در فوج — محیط این سپه شد موج در موج

بباریدن در آمد تیر دلدوز — ز پر تیر پران تیره شد روز

1815 بر آمد بر ثریا گرد تاریک — فلک شد بر سها از ریگ باریک

بهر سو چلد مریخ کمان گیر — هلالے را قران می داد با تیر

قرانے کان دو اختر می نمودند — ز دل خون و ز تن سر می ربودند

صریر تیر گشته ارغنون ساز — ز تنها می ستد جانها بآواز

چو تیر پر دلان زد نغمهٔ نے — جگر هاے کبابش داده هم مے

1820 کمان کو خم زد اندر کهنهٔ جوئی — باستهزا تواضع کرد گوئی

نمود اندر نظرها در چلان زاغ — هوا از پر کرگس چون پر زاغ

پر کرگس که می زد نالهٔ زار — صلا می داد کرگس را به مردار

ز بالا کرگس از بهر خور خویش — همی آمد بمهمان بر خویش

ز چشم و دل که خورد آن مرغ عاقل — دلش پر چشم گشت و چشم پر دل

1825 بتن کرد از درون ناوک دو سوراخ — ازین سو در شد آن سو جست گستاخ

* ن : سپردن

بداں خوں کامد از پیکان ناوک — تواند آشنا کردن چکاوک

به پشت مرد روے کینه هر سوے — کماں را پشت بود و تیغ را روے

گماں رفت از درفش تیغ در مشت — که محرابیه سمع یا محراب زرتشت

ز شمشیرے که هر یک سپر می زد — شعاع تیغ هم شمشیر می زد

١٨٣٠ نظر از رخش خنجر خیره می شد — جهاں در چشم مردم تیره می شد

سناں جاسوسئی هر دیده می کرد — همه زخم زباں پوشیده می کرد

برهنه در جگر می رفت هر نے — بخوں پوشیده۲ بیروں می زد ازوے

به نیزه مرد زاں ساں سینه می خست — که بید سرخش از نے* نیزه می جست

مبارز کاو بهر تن نیزه می داشت — میان استخواں نے نیزه می کاشت

١٨٣٥ بسا پهلو که برقش بود در میغ — که مومن سوے مومن چوں کشد تیغ

ولے با گبر و هندو بود کینه — که خوں می بیختش غربیل سینه

امیر صید قتلغ پهلو جنگ — بحمله کرده سوے لشکر آهنگ

بر او زد شه سوارے زخم کاری — شکار شیر شد شیر شکاری

دراں دم گفت من میر گرانم — ملک غازی شناسد کز سرانم

١٨٤٠ ببریدم پیش رزم آراے کشور — مگر جاں بخشدم کا یمن شود سر

هنوز این گفت و گویش بر زباں بود — که فوجے زد برو کز هر کراں بود

بریدندش سر و بردند در حال — بدرگاه سپه دار عدو مال

ملک زاں جا که می داند حد مرد — بروں از حد دریغ حال او خورد

فرض اعظم ملک غازی چو در جنگ — محل دید از برے سپر آهنگ

١٨٤٥ گره بسته براے فتح بر تاخت — بیک حمله صف دشمن بر انداخت

* ن : پے۔

شکست اندر جهان لشکر افکند — که در پیشش مه و اختر* سرافکند

شد از موسن بگردوں بانگ تکبیر — ز گهراں بانگ "نارایِن" هوا گیر

یکے† گویاں هو در بانگ هو هو — دو گو را هوئے بر هوے از یکے گو

سیه رو مرتد از ‡ ارعسی بهنگام — زردی زد ولے زردی سیه فام

دراں صف سیاه و زرد هر سوے — سیاهاں زرد رو زرداں سیه روے ١٨٥٠

چناں سودا و صفرا در دل مرد — چرا رویش سیه نبود رخش زرد

چو مرتد دید ازاں ساں در تباهی — بروے خویش زردی و سیاهی

عناں زرد روئی تافت در حال — دگر چندے سیه رویش بدنبال

که رفتن سه خانش هم عذاں بود — که هر سه از سیه روئی دخان بود

یکے یوسف که می زد لاف گرگی — ز دم هائے دروغش بد بزرگی ١٨٥٥

نماند آں صوفی آزاد هم سواری — که کم کردش چنید بخت یاری

دگر عارض که بد شکل گوارش $ — لقب شد شایسته خاں قرقمارش

دو قاف از نام او با بهر گشته — که آں سر حرف قهر و قهرگشته

دگر آں یک لکهی مردود گمهاں — که او گشت از قضائے بد قدر خاں

بروں شد لشکرے همچو که قاف — که هر بازش ز سیمرغے زدے لاف ١٨٦٠

سپه پیش و ملک غازی است درپس — ز آتش شعلهٔ و خرمنے خس

دوان می رفت ازاں فوج خطرناک — صفے چوں پیش صرصر خار و خاشاک

ملک فخرالدول با فوج خود پیش — نهنگ و اژدها افگنده درکیش

چوشستش در کشاد پیلکے شد — یکے زو شصت و شصت ازوے یکے شد

---

* ن : مهر - † (کذا) مشکوک غالباً یکے گویاں سے موحد مراد هیں -

‡ (کذا) ک : از رعبش ؟ - $ ق ر : گنوار (هندی لفظ) -

۱۸۶۵ بحمله هر طرف کاهلگ می کرد — جهاں برقلب دشمن تنگ می‌کرد

بهر تیرے که جست از شست منصور — ز چرخ آوازهٔ می خاست از دور

ظفر هم گفت چوں دید آں دماده — زهے دست و زهے تیر و زهے زه

گریزاں قوم کفر و جمع کفراں — نه اینجاش امن و نے انجاش غفراں

پلنگانے که چوں آهو دویدند — بهر رخنه چو موشاں می خزیدند

۱۸۷۰ نهنگ آهنگ و از دورش سواراں — دواں بیدست و پا مانند ماراں

بسا بر دل نهنگ از تیغ کینه — که سر در دید چوں باخه بسینه

شده پیل از خدنگ غرقه سوفار — بساں خار پشت و پشتهٔ خار

ز پیل آویخته هر پیلبانے — تن آویزاں و بیروں رفته جانے

ز دیگر پیل باناں جهد و تعجیل — که در سوراخ مورے در خزد پیل

۱۸۷۵ نمی زد پیل را چنداں کسے تیر — که گاو آید مگر بهر جهانگیر

که گر دست آزمودے کس برانها — فتادے کوه بر کوه از گرانها

ز پیلاں گشته شد یک پیل جنگی — که بد جمله فراخش گاه تنگی

چو مرتد خانخاناں روے برتافت — عناں ها هر کسے سوے دگر تافت

ملک فخرالدول بود اندراں پے — که بر گیرد ازاں فوجے گراں پے

۱۸۸۰ و لیکن چتر و پیل افتاد بیشش — دویدن مصلحت کم بود پیشش

ده و دو پیل و چتر لعل آں خس — که ماند از فرق کیواں چرخ اطلس

گرفت و سوے فرماں ده رواں کرد — زحل را زیں خجالت ناتواں کرد

چو برد آں جمله در پیش سپه کش — سپه کش گشت ازاں فتح گراں خوش

بگیتی هر دمش فتح گراں باد — گرانی از دل او بر گراں باد

حدیث بخشش جان و نوازش از ملک غازی
مسلمانان دهلی را به لطف بے حد و بے مر

بپرسیدم من از پیروزی بخت	که اے رنگ تواز فیروزه گوں سخت *
ملک غازی که فتحش هم عناں بود	خبر گو بعد فیروزی چه ساں بود
جوابم داد کاز فیروز مندی	چو شد غازی ملک را سربلندی
ز بعد شکر یزداں شد براں عزم	که آید سوے دهلی از پئے رزم
۱۸۹۰ وے آں جانب شد اندر کار سازی	که دیگر پے شود در تیغ بازی
دگر جانب مسلمانان دهلي	که بشکستند با خانان دهلی
جز آں بعضے که هنگام زنا گیر	شدند اندر وغا مہمان تقدیر
گنه شاں شست تیغ کیں بخوبی	و قال السیف محاء الذنوب
۱۸۹۵ دگر بعضے ز رمح و تیر جسته	همی آورد هر کس دست بسته
دگر بعضے ز هیبت گشته مسکین	نه در تن زور و نے در سینه تسکین
بدرگاه ملک در می رسیدند	ز عفو و حشم او بر † می رسیدند
به خجلت پیش می رفتند غم ناک	همی سودند روے عجز بر خاک
سواران ملک غازی ستاده	نظر بر لشکر دهلی نهاده
زبانهاشاں چو نوک نیزه در طعن	گہے دشنام گفتند و گہے لعن
۱۹۰۰ یکے گفت ایں همه کفراں سگالند	کساں در قتل ایشاں بے وبالند
دگر می گفت کآخر اهل دین اند	نشاید گفت بد گرچه چنین اند
دگر گفت اے نمک خواران بد عهد	چرا کم بود در حق نمک جهد
دگر از طنز گفت ایشاں چه کردند	نمک در دیگ رفت اینها چه خوردند

(۱۸۸۵ at the heading)

* ق ر : تنفت - † ق ر : تر -

دگر می گفت کاه کار زارے — نیاید ز اهل دهای هیچ کارے

۱۹۰۵ دگر می گفت هست آن منصب بخت — کسے با آن نکرد است کوشش سخت

دگر گفت ار نباشد پے به پے جنگ — دلاور کے شود سرد کم آهنگ

همی گفت این چنین از پیش وازپس — سخن زانسان که باشد رسم هرکس

ملک بر کرسیء دولت نشسته — سران در پیش دستی دست بسته

همی آورد هر کس حاصل خویش — بخاصان می سپردے واصل خویش

۱۹۱۰ اسیر و اسپ و مال و رخت و کالا — زر و سیم و در و لولوے لالا

خزاین می رسید اشتر بر اشتر — قطار اندر قطار از گنجها پر

گران گنجے چو دریا بے کرانه — که مالا مال شد دشت از خزانه

صفے پیلان جنگی وا گزیده — ز ماران اژدر ایشان گزیده

گرفت احرام خدمت گوئی از دور — صفا و بو قبیس و مروهٔ وطور

۱۹۱۵ بسے صندوق ها پر تنکهٔ و زر — که بکشائی اگر صندوق را سر

دو مهل از عقد آن نقد طرب ناک — پر زرین دمد پر بیضهٔ خاک

قباء چرخ زر بفت و مرصع — ستام و زین زرین و ملمع

کلہ یکتا بسے مدقوق مسلول — بپوشش صحت ده ماهه معلول

گهر هاے که گوهر هاش از امید — بنور چشم خود پرورد خورشید

۱۹۲۰ طرایف کاید از فرمان گزاران — ز بهر تاج و تخت تاجداران

همه چندین متاع پادشاهی — که بود آثارے از فضل الهی

خدا داد آن خدا وند غزا را — که در خور بد غزاهاش این جزا را

چنین باشد فتوح آسمانی — کت از جاے رسد کان را ندانی

کسے کش ز آسمان یک در کشادند — ز هر سو صد در دیگر کشادند

۱۹۲۵ سپاه منهزم چون از کم و بیش — شکسته بسته حاضر گشت در پیش
ملک زان‌جا که رسم مهربانی است — بر آئین بزرگان کار دانی است
بر آن قومے که بود افتاده در زیر — چو خورشید قیامت تاب شمشیر
بفرق خاص و عام و مهتر و خرد — بسان ابر رحمت سایه گسترد
غم هر خستۀ * تا افسوس می خورد — ز بهر کشتگان افسوس می خورد
۱۹۳۰ کسے کو داشت رسم نیزه و تیر — بغم خوردن نمی کردند تقصیر
همی هر خستۀ کش بود جانے — همی شد دم بدم مرهم رسانے
ملک هر بار از وے یاد می کرد — به پرسش جان او را شاد می کرد
اگر چش جان عنان تا بنده می‌گشت — بدان پرسیدن از سر زنده می‌گشت
†بلے آن کش کرم پرسش نماید — بدان حد کے رسد کس پرسش آید
۱۹۳۵ ملک گوئی که روح‌القدس بد و بس — که دم می‌داد و می‌شد زنده هر کس
سران را خود بسر تیمار می داشت — دواها بر تن افگار می داشت
ملک والا تمر کز اول جنگ — به پیش آهنگ لشکر داشت آهنگ
بحملۀ ‡ زخم کاری خورد چندان — که بے خود یافتندش روز میدان
بدان بودند بدخشهان نا ورد — کش از هستی کنند اندر زمان فرد
۱۹۴۰ بحجت سر زنندش هم چو حجاج — برند اسپ و سلاحش را بتاراج
تمرشان گفت حاجت نیست تعجیل — کشنده کشتنی گیرند بے قیل
ولے باید مرا پیش ملک برد — که من مرد بزرگم نیستم خرد
گر او خواهد ازان خویش کردن — شما را بار خون نبود بگردن
بدین گفتش سر اندازان اقبال — روان پیش ملک بودند در حال

* کذا - قافیه درست نہیں - غالباً کتابت کی غلطی ھے - † کذا - ؟ ‡ ن: بلا جملہ -

۱۹۴۵ چو دیدش در چناں حالے سپہدار — درونش زاں جراحت ها شد افگار

رهانیدش ز خنجر هاے خونی — خریدش باز ازاں جاے زبونی

درون بارگاه خویشتش آورد — بسے نزل و نوازش پیشش آورد

بعزت کرد اکسوں تکیه گاهش — فرو پوشید دامن بر گناهش

بدست خود جراحت هاش می بست — دواها بهر راحت هاش می بست*

۱۹۵۰ بتکیه پیش خویشش داشت معذور — دمے از تکیه گاه او نشد دور

داش داد و بجاں بخشیدش جاں داد — ازیں به بخششے خود چوں تواں داد

بریساں دیگراں را نیز بسیار — نوازش کرد بیش از قدر و مقدار

چو هر مجروح را مرهم رسانید — دواے جان هر درهم رسانید

سپه را داد انعام و مواجب — به بخشش واجبی افزوں ز واجب

۱۹۵۵ چو بیش از واجب آمد بذل کارش — ز واجب بیش بخشد کردگارش

پس از فتح نخستین جنبش غازی ملک از دها
ز بهر قلع کهراں نے بقائے مسند و افسر

چو شد یک فتح یار شاه غازی — شدش فتح دگر در چاره سازی

ظفر گفتش که اے شاهنشه نو — علم همراهت اینک هاں رواں شو

بدیں مژده رواں شد صاحب بخت — که بستاند ز بدخواه افسر و تخت

۱۹۶۰ سپاهے در مند و چیره و سخت — سرے فیروز مند و صاحب تخت

میان کوکبه با قوت دل — رواں شد همچو مه منزل به منزل

عمل داران عیشش محرم راے — رقیبان سپهرش مسند آراے

* ن : خست -

مسیحش در دعاے زندگانی — خضر هم رهنماے کامرانی

فرشته کو خلافش بینی آزاد — خلافت را بذاتش مژده می داد

۱۹۶۵ قضا می بست بهر مایهٔ نو — سریر ملک را پیرایه نو

قدر می کرد در دهر ملمع — قباے چرخ را ز انجم مرصع

زمانه زین طرب در ناز می شد — در دولت ز هر سو باز می شد

به همت عقل کل می خواست آنجاے — که شاگردی کند در پیش آن راے

فلک می کردش از هون الهی — مبارکباد تخت بادشاهی

۱۹۷۰ ثوابت هم دران کوشش که گویند — ثبات دولتش را مژده جویند

همی کرد اختر از عقد ثریا — نثار تخت سلطانی مهیا

زحل خود لاف مولائی همی زد — دم از اقبال لالائی همی زد

همای برجیس بر امید تشریف — بدانش خطبهٔ می کرد تصنیف

رهش مریخ نیز از خانه می دید — بفتح او حمل را شانه می دید

۱۹۷۵ همی گفت آسمان را آفتابش — که سکه من شوم بهر خطابش

بشادی زهره در ساز خوش آواز — همی کرد از بریشم قول نو ساز

عطارد شغل انشا خواست می کرد — بدان امید طغرا راست می کرد

مهے کارگشتر پیش نیم کاراست — بخنصر یار گشتن می نیارست

هوس می پخت اکلیل فلک هم — که افسر من شوم بر فرق این جم

۱۹۸۰ ظلال چتر هم در چرخ رو داشت — که ظل نور یزدان آرزو داشت

همی دیدند تاج و تخت جمشید — جهان شاه نو در خواب امید

بدین آثار اقبال جهان گیر — همی آمد ز بخت راست تدبیر

بهر سوے ده و معمورهٔ معمور — زن و مرد ایمن و مستور مستور

نه بیم اندر دلے ز آسیب خنجر ‌ ‌ ‌ نه کس را غارتے ز انبوه لشکر

۱۹۸۵ نه بیکاری کشیده از ده سوارے ‌ ‌ ‌ نه کس کاهے ربود از کشت زارے

خسے را گر ربود از خرمنے مرد ‌ ‌ ‌ شد از هیبت رخش چوں کهربا زرد

همه کالا بقیمت می خریدند ‌ ‌ ‌ بریں ساں ره به تیزی می بریدند

ز پالم تابه هانسی و مدینه ‌ ‌ ‌ چو آهوے حرم میش و نرینه

بصحرا ها ستور و گوسفنداں ‌ ‌ ‌ ز غصب آزاد و غاصب بسته دنداں

۱۹۹۰ ستور یک لک آں غله جویاں ‌ ‌ ‌ پر از غله همی رفتند پویاں

ملک را کار دارانے که بودند ‌ ‌ ‌ بشش لک تنکه حاصل وا نمودند

ملک گفتا که گرششصد لک است ایں ‌ ‌ ‌ نگیریم چوں حرام و درشک است ایں

علی حیدر هم از بهر خدا را ‌ ‌ ‌ بسوے حق نمود ایں ماجرا را

بنامیزد زهے عدل و زهے داد ‌ ‌ ‌ که یارب شاه عادل جاوداں باد

۱۹۹۵ وزاں جانب چو سرتد خاں خاناں ‌ ‌ ‌ عناں بر تافت از مطاق عناناں

جهانے قلب چوں دریا و چوں میغ ‌ ‌ ‌ فرو شد درمیاں قطرهٔ تیغ

هماں صوفی که خود راصف شکن خواند ‌ ‌ ‌ صف غازی ملک را دید و درماند

دگر خاناں لشکر دار و سرکش ‌ ‌ ‌ که بد صف هاے شاں چوں کوه آتش

ملک غازی که زد یک قطرهٔ آب ‌ ‌ ‌ بمرد آں کوه آتش را تف و تاب

۲۰۰۰ چناں درباد رفت آں جیش منقوش ‌ ‌ ‌ که از باد قیامت عهن منفوش

فتاد آوازه کز اندک سپاهی ‌ ‌ ‌ بزد غازی ملک بر قلب شاهی

بیک جنبش که آں پرخاش گر کرد ‌ ‌ ‌ سراں ملک را زیر و زبر کرد

بگیتی گشت بلغاکی پدیدار ‌ ‌ ‌ که مردم در زمیں در رفت چوں مار

زهر سو رهزن آمد در شر و شور ‌ ‌ ‌ بهر راهے رونده شد کر و کور

۲۰۰۵	به هر جا فتنه هاے خفته برخاست	بلا دیوانه بیم آشفته بر خاست
	ره افتادن گرفت از هر کران ها	بماند از راه رفتن کاربان ها
	درون شهر هم هوے در افتاد	بهر یک خانه هوے دیگر افتاد
	بدهلی لشکرے کا فزون ز حد بود	ز هر خانه سوارے نام زد بود
	چو بشکست این سپاه از مرد پر زور	چو دریا شهر دهلی گشت پرشور
۲۰۱۰	چو زان چابک سواران سر انداز	نهاده بعضے اندر شهر خود باز
	همان آوازهٔ لشکر شکستن	دل خلقے فگند اندر شکستن
	اگرچه از تیغ و تیر زور مندان	مسلمان را نبود آزار چندان
	ولے چون دور ماند ارجمندے	بود در خانه دلها را گزندے
	خصوصاً بشکند چون لشکرے پر	بهر کو صد در افتد در تحیر
۲۰۱۵	عزیز خویش هر کس یاد می کرد	ز دوری دمبدم فریاد می کرد
	یکے در فرقت فرزند نالان	یکے بهر برادر دست مالان
	پدر بهر جگر گوشه بتاپاک	دل مادر ز سودائے پسر چاک
	بشهر آمد پریشان خان و سالار	ز خجلت بازوے پیکار بیکار
	چو بادے کو وزد وز خس نه پیند	چو آبے کآید و واپس نه بیند
۲۰۲۰	سران تیز رو بر پشت تیزی	چو تیر تیز رو در تیز خیزی
	به تیزی هم چو پیکان می رسیدند	بشرم از پشت پیکان می کشیدند
	رسیدند الغرض چون بر عرض* تیر	بسوے میر بد کیشان غرض گیر
	حسن † چون دید چندان تیر بے زور	که باز آمد عرض را کرده بے هور
	ازان سهم آمدش در دل خراشے	کشید آهے ز دل چون دور باشے

* ق ر: عرض = شمار - جائزه - † کذا مشکوک - هور = نصیب -

۲۰۲۵	دلش بشکست و جانش نیز بشکست	توان در استخوانش نیز بشکست
	قرار اندر دل بے تاب می جست	ز سوز* سینه دم دم آب می جست
	چو پسته در لب خشکش زبان خشک	دهانش خشک لب خشک و زبان خشک
	ازاں حیرت که جانش داشت تابے	نمی آمد به بادامش هم آبے
	زباں می خواست تو کردن بگفتار	نبود آب دهانش با زبان یار
۲۰۳۰	پس از دیرے که خود را یافت با خویش	سران ملهزم را خواند در پیش
	بحیرت گفت چندیں لشکرے پر	که صورت کرد نتواں در تصور
	بپری بر زمین و ز آسمان کم	که شد زیرش زمیں چوں آسماں خم
	ملوک کشور و پهل صف آرائے	مهان رزم ساز از تیغ و از رائے
	کرا هر دل فتد زیں ساں زنا گیر	که چندیں میر میرند از یکے میر
۲۰۳۵	خدنگ انداز چندیں با زهها زه	ز یک تیر اوفتد اندر دها ده
	چه شد کایں تهر ما در خوردهٔ نیست	صف دهلی است آخر خردهٔ نیست
	نجم از سپه، گر هست بد روز	زخود رنجم که بختم نیست فیروز
	بدے گر خاتم ملکم سزاوار	شدے در جنگها فیروزیم یار
	مرا چوں نیست ایں فیروز در مشت	چه سودست از کرم چوں خاتم انگشت†
۲۰۴۰	چو خاتم را ز من آں مرد غازی	به نیرو می ستاند، بے نبازی
	من از خاتم شوم زیں ساں که حالست	رسم در خنصر آں جم مثال است
	گرم روزی بدے فیروزئی بخت	شدے پایم بریں فیروز گوں تخت
	چو فیروزی بران سو رایت آراست	کبودی بالضرورت ز حل ماراست
	علم هائے‡ سیاه و لعل ایں شهر	ز خنگ بد دلم شد نیلگوں بهر

* ن : تف - † ک : چه سوداست از کلم خاتم در انگشت ؟ - ‡ ن : علم هائے -

۲۰۴۵	چنین مصری که کردن شایدش مهل	ز فرعونی چو من زد جامهٔ نیل
	چو این رنگ آمد از چرخ کبودم	ز رنگ خود چه رنگ آرد وجودم
	همه ز نگار تیغ از چرخ شد دور	ستد ز نگار چرخ از تیغ من نور
	ز این خجلت مرا از تیغ خویش است	که از تیر سپهر سست کیش است
	زهی خجلت که در عهدم بنا ورد	سوار لشکری زن شد یکی مرد
۲۰۵۰	مگر رستم ز ذل ناگه بر آمد	مگر بیژن ز قعر چه بر آمد
	مگر کیخسرو آمد بیرون از غار	مگر ضحاک جست از حلقهٔ مار
	مگر پولاد وند معجز است این	مگر روئین تن و روئین دژ است این
	مگر شه حیدر کرار زنده	که از وی شد وغا را کار زنده
	مگر بو مسلم مرو از زمین خاست	ملک خاقان ملک زاد از کمین خواست
۲۰۵۵	اگرچه او هست مارا دشمنی سخت	هم انصافش دهم زان زور وزان بخت
	بود گر جان من ایمن ز تاراج	خودش بد هیم هم اورنگ هم تاج
	ز تخت و تاج بی پیوند گردیم	بکنجی از جهان خرسند گردیم
	ولی رسمی است کان کو افسر آراست	ز بهر خنجرش باید سر آراست
	چو سایه کرد بر سر چتر چون میغ	سر ایمن کی بود از سایهٔ تیغ
۲۰۶۰	چو شیر از دم علم بر سر بر افراخت	سر خود بایدش در پای دم ساخت *
	ز شاهان خسپد ایمن هر کس و بس	ولی شاهان نه خسپند ایمن از کس
	کنون چون نیست از دشمن رهائی	بباید کرد کار پادشاهی
	همون را باید این کار گران کرد	که مارا زین بلاها بر کران کرد
	ازین گفتار خسرو خان بپاسخ	چو شد غازی ملک را فال فرخ

* ن : باخت -

۲۰۶۵ فلک گفت از پئے عالم نوازی | که شد غازی ملک سلطان غازی
ز چرخ انجم سریر آرای او باد | سریر چرخ زیر پای او باد

سخن در رای بد رایان و یاران* بد خسرو
که آن گمراه را بردند † سوی گمرهی رهبر

بجای رای دانا را بود نور | که نبود سایهٔ شمشیر ازو دور
چو رای از تیغ بازوی ندارد | گرانی در ترازوی ندارد
۲۰۷۰ هزیمت گشتگان را رای و تدبیر | بود بعد از خلل برگردن تیر
گریزنده که نبود دل بجایش | چگونه دل بجای آید ز رایش
بپای لنگ مرکب کردن چوب | پس آوردن سوی زور آوران کوب
نباند هیچ صیاد هدر دام | نهنگ پخته را از رشتهٔ خام
غرض القصه خسرو خان بد روز | زبون شد چون ز کشور گیر فیروز
۲۰۷۵ بسی نالش ز بخت خویشتن کرد | دمی باهمدمان ترک سخن کرد
پس انگه پیش خواند اهل خرد را | ز خاطر ریخت بیرون نیک و بد را
طریق مصلحت را ساز پرسید | صواب از رای هر یک باز پرسید
سران ملک هیبت خوردهٔ رزم | شدندش رهنمون در صلح و در حزم
یکی گفتا که حد بستن صواب است | که پل محکم به از تیزی در آب است
۲۰۸۰ همی گفت آن دگر کس نیز کاری | بباید کرد با اندیشه باری ‡
فرستیم آن طرف دانندهٔ چند | نمودار غرض را نکته پیوند
که در آرائش هنجار کوشند | دو سوی اندر صلاح کار کوشند

* ن: ایان - † ق: بودند - ‡ ن: کاری -

گر آں سرکش در آرد سر دریں کار — که از راه رضا با ما شود یار

ز هانسی هرچه زاں سو عرصه داریم — همه در عهدهٔ کارش سپاریم

۲۰۸۵ شویم آسوده دل زیں کارسازی — هم از شمشیر کافر هم ز غازی

شویم ایمن بدیں تدبیر و تمییز — ازاں کافرکش و زاں کافراں نیز

دگر گفت از سر رعنائی خویش — که چند اقرار بر رسوائی خویش

چو مارا عجز حال ما ز بوں کرد — سلیم * مرده را نتواں فسوں کرد

چو کار افتاد و کار افتاده گشتیم — بسیل تند بار افتاده گشتیم

۲۰۹۰ چه جوئیم از کسے در کار یاری — که برما می زند شمشیر کاری

کسے کو زد بناوک لشکر خویش — جهانے را بزور یکسر خویش

جهانے لشکرش چوں گشت همدست — بهنجار و فسوں زو چوں تواں رست

نشاند اقبال و بخت با فرانش — خیال پادشاهی در دماغش

نیاید تا سرش در سایهٔ چتر — کجا سر تابد از سرمایهٔ چتر

۲۰۹۵ بتندی می رسد انگه شتاباں — چو سیل تند کوه اندر بیاباں

بافسونے که خواند مرد دم ساز — چنیں تند اژدهاے کے رود باز

بود حیلت ز بوناں را ز بوں گیر — ز برگ گل نسازند اسپر تیر

بکشت سبز چوں بد خو شود پیل — بمنعش کشت باں را چیست تاویل

چو باد تند رو در جنبد از دور — چراغ از زیر مقنع کے دهد نور

۲۱۰۰ چو باراں از هوا ناوک رواں کرد — بدرع کاغذیں چوں رو تواں کرد

حریفے گر بود با چیرگی جفت — بزور چیرگی باید سخن گفت

بشطرنج ار یکے بازی فره کرد — فرو تر گردد ار ترساں شود مرد

* مارگزیده۔

چو کار افتد که باید نقد جاں باخت ‏ ‏ مقامر وار با ید خان و ماں باخت

۲۱۰۵ هماں به دل که زیں سر می رسد توز ‏ ‏ نخست از هستئی خود شد سبک خیز

نه بر جاں لرزه کرد ونے بر اسباب ‏ ‏ دژ اندر گل فگند و دیزه * بر آب

نه تنها کرد چوں شهراں هماں چست ‏ ‏ ز تن شمشیر و تیرش لا جرم رست

چو او برداشت تیغ لا اُبالے ‏ ‏ خدا از غیب فتحش داد حالے

کنوں مارا هم از دروازهٔ غیب ‏ ‏ بباید خواست نقد فتح در جیب

پس ادهم را صبا کردن بداں سوے ‏ ‏ شدن صد روبه همچوں گل بیک روے

۲۱۱۰ چو تو بر مسند شاهاں نشستی ‏ ‏ کمر هم بر میاں شاهانه بستی

علم بیروں کش و زاینجا بروں آے ‏ ‏ ز دست خوابگه در دشت خوں آے

گره بکشا گرت در سینه عقدیست ‏ ‏ فرو ریزانچه در گنجینه نقدیست

چناں زن بر سپه موجے ز پرتاب ‏ ‏ که مستغرق شود بل غرق سیراب

زرے را کافتاب عالم افروز ‏ ‏ بچشم مهر پرورد از سر سوز

۲۱۱۵ شهاں را گر چه گنج افروز باشد ‏ ‏ و لیکن از پئے ایں روز باشد

نگاه کار چوں ناید بکارے ‏ ‏ چرا سنگیے نگه دارند بارے

بده گنجے که بے † انفختهٔ تست ‏ ‏ دگر گاں جست و اکنوں پختهٔ تست

چو شد بازوے لشکر آهن از زر ‏ ‏ برآورد آهن از بازوے لشکر

گرت فتح الهی یار باشد ‏ ‏ فتوحت زیں نمط بسیار باشد

۲۱۲۰ وگر بر عکس گشت آئینهٔ کار ‏ ‏ بدیگر آئینه رفت ایں نمودار

تو بر رے داده باشی هر چه زاں کام ‏ ‏ چو آئینه بماند روشنت نام

یکے بود ایں و دیگر آں که بارے ‏ ‏ بماند ‡ خصم را آئینه دارے

* ق ر : دیدة - دیزة = حصار - † انفخت = سرمایه - ‡ ق ر : نه ماند -

که هست آئین زرکار پیش و از پس ‌ ‌ ‌ رود چوں آئینه بر دست هرکس

کسے کائینه در سینه دارد ‌ ‌ ‌ سوے زر پشت چوں آئینه دارد

۲۱۲۵ همه آئینه کش گیرند در مشت ‌ ‌ ‌ بسوے در ازیں رو می کند پشت

زر ار آئینها را به نمودے ‌ ‌ ‌ نه سوے پشت سوے روے بودے

هم اندر آئینه ز انصاف بنگر ‌ ‌ ‌ صفا سوے دگر زر سوے دیگر

هر آں آبے که خواهی دست ازو شست ‌ ‌ ‌ بزودی دست شو تا برکف تست *

چو آب ست آں که سوے بر کف آید ‌ ‌ ‌ که بنماید ولے بر کف نپاید

۲۱۳۰ حسن را کامد ایں گفتار در گوش ‌ ‌ ‌ شدش خوں در دل افکار در جوش

رخ از داروے تلخ ار چه ترش کرد ‌ ‌ ‌ ولے چوں دید سود خود فرو خورد

بناموسے که دادندش کساں دل ‌ ‌ ‌ شدش در مصلحت یاری رساں دل

علم فرمود بر انجم کشیدن ‌ ‌ ‌ مراتب ز اختر پنجم کشیدن

دروں سوش ار چه پالاں بر شتر بود ‌ ‌ ‌ نمودار دل از بیرونش پر بود

۲۱۳۵ بساں حقه سیماب در طرز ‌ ‌ ‌ بروں سخت و دروں سو لرز بر لرز

چو گوش تهر بود از بخت سنگیں ‌ ‌ ‌ دروں صد سهم و بیروں چرم رنگیں

چو ماهی بود نفس از بهر کارش ‌ ‌ ‌ بروں جوشن دروں سو خار خارش

خود او در دهلی و جاں در دوا دو ‌ ‌ ‌ تنش در شهر و جاں در دهارو ماندو

گریزش بوں چه ساں باشد ز دشمن ‌ ‌ ‌ که صد فرسنگ جاں بگریزد از تن

۲۱۴۰ چناں ترسے کسے را کے بود کے ‌ ‌ ‌ که او از جان رمد جاں وے از وے

بروں آمد برسم تا جداراں ‌ ‌ ‌ جهانے پر شد از چابک سواراں

صف آرایاں بگردش صف شکن هم ‌ ‌ ‌ فراواں پیل جنگی پیلتن هم

* ن : دست -

ز پیلان در خرامش چند در چند — صد البرز گران بل پانصد الوند

همه چون دیو لیکن دیو پاجنگ* — همه چون کوه لیکن کوه بی سنگ

۲۱۴۵ برادر خانخانان مرتد شوم — میان زاغ چهران چون یکی بوم

بگردش هندوان پر ز تلبیس — چو عفریتان هائل گرد ابلیس

مسلمانان که خدمتگار هندو — بسان سایه گشته یار هندو

چنان آمیخته با آن سیاهان — که خیرات مسلمان با گناهان

ز هندو و مسلمان لشکری پر — که زان شد گبر و مومن در تحیر

۲۱۵۰ خرامش گر شد از دارالخلافت — نهاده بهر جنبیدن مسافت

بر آمد پیش حوض خاص دهلیز — سرا پرده بر آمد هر طرف تیز

ز تشویش ملک غازی که ناگاه — رسد با سهل و اندک فوجی از راه

سپاهی کو نگنجد بست فرسنگ — با نبوهی فرود آمد چنان تنگ

۲۱۵۵ که اندر خیمهای غنچه کردار — صبا را جای جنبش بود دشوار

صفی † کز اژدهای شد گزیده — بلوری مار پیچی بد خزیده

لوی ‡ کردند ناهموار در پیش — که باد از وی سر آید در تک خویش

پس پشتش النگ $ گل کشیده — سپه را در درونش دل کشیده

درون سوی النگش حوض روشن — ز هر بادی همی پوشید جوشن

سپه گوئی گرفت از حوض تعلیم — که پیش از جنگ جوشن داشت از بیم

۲۱۶۰ اگرچه حوض دوری مختصر داشت — همه لشکر دران حوض آب و خور داشت

بگرمی می رسید آوازه هر روز — که آنکه می رسد آن مرد کین توز

*ک : پاجنگ = کفش - † (کذا) ‡مشکوک، لور = گڑھا یا بل] -

$ النگ (بفتحتین) = دیوار مور چال] -

گذشت از سرستی و آمد بهانسی از و یک ذات و از دیگر شهاں سی

بدهای هر چه او نزدیک می شد جهاں بر هندواں تاریک می شد

چو خورشیدے که بارد بر جهاں نور بود بر شب پرک تاریک و دیجور

۲۱۶۵ ### خزینه دادن و تاراج بیت المال از خسرو
براں گنجے که جمع از باختر کردند و از خاور

بقدرت به زر و گوهر فشاندن که نبود سینه لرزاں در فشاندن

ز بیم دشمناں بخشودن مال کند نام بزرگی را فرو مال

نه آں کس کو فشاند نام گیرد نه آں کس کو برد منت پذیرد

چو گل کاز شاخ زر در غنچه بندد چو زر بر بست هم بر وے بخندد

۲۱۷۰ چو زاغے کو خورد مهره بمنقار ز بن بر شاخ بیروں افگند بار

چنیں نا داده به گنج گراں قدر که هم بدره شود نقصاں وهم بدر

غرض القصه نا منصور و ناصر چو بیروں شد ز قصر از بخت قاصر

جهاں را بیں چه سودا بر سر آمد که در شهر خدا غوغا بر آمد

دل افگنده* که خونها کوش می کرد بسنگ انداز باده می خورد

۲۱۷۵ دلش بیں کوچه بے دینی روا داشت که سنگ انداز در شهر خدا داشت

ز بیم آں که زر تاراج گردد سر با تاج هم بے تاج گردد

اشارت کرد گنجے زر کشادن مراد عالمے را در کشادن

بروں زد کوه هاے نقره و زر ز زر و نقرهٔ گوئی فزوں تر

ز اندازه فزوں می برد هر کس چو بادے کو برد خاشاک یا خس

* کذا - نامفهوم - دوسرے مصرعے میں تیسرا لفظ اُڑ گیا هے مولوی رشید احمد مرحوم نے " گوئی " قیاس کیا هے -

۲۱۸۰ ازاں زر ھاے چوں انگشت سوزاں — چراغ کام ھر کس شد فروزاں
ز زر والا شدہ ھندوے ھر کس — چو دودے کو بر آرد سر ز آتش
ز مال بے کراں گبران زر سنج — چو ماران سوہ غلطودہ بر گنج
شدہ از سکۂ زر بدرہ حامل — بیک بدرہ ھزاراں بدر کامل
ز چرم خام دینار دی و بلغ — بروں می ریخت صد کاں مہ زیک سلخ
۲۱۸۵ بقدر واجب خود ھر سوارے — بواصل داشت دہ پوسے شمارے
بہ بعضے فوج می دادند گنجے — بہ بعضے کاں زر بے ھیچ رنجے
کسے دہ قرص زر پختہ ناں برد — کسے از نقرۂ کان صحن و خواں برد
کسے * را چند زر کلہا بکف کرد — کسے از تنکۂ بدمہ علف کرد
کسے از مہر کہنہ وجہ نو یافت — کسے نو سکہ سہم زود رو یافت
۲۱۹۰ بآئینے کہ ناید در عبارت — ھمی شد مال بیت المال غارت
بخانان و ملوک و کار داراں — ز دریا موج بد بے سہل باراں
مقامے کز خزانہ برد ھر یک — کرور تنکۂ زر بود نے لک
رسید آں گنج ھاے پر بتاراج — کہ گر تودہ زنند از بہر محتاج
نہ شاھین ترازو سنجدش باز — نہ بر بالا کند شاھینش پرواز
۲۱۹۵ بخواری روے شد نقرہ بہر روے — رواں شد جوے زر در پوش زر جوے
ز بومی † بسکہ ھندو سہر خور شد — ھمہ تہال برنجش تہال زر شد
مسلماں زر اگرچہ بے کراں برد — کہینہ ھندوے دو چند آں برد
اگرچہ بردن زر بے کراں بود — و لیکن بیم آھن ھم گراں بود

* مشکوک- بدمہ = بہرہ] ؟ † فرھنگ جہانگیری میں یہ لفظ سیری درج ھے اور یہی صحیح ھے -

همیشه دم بدم آوازه در شهر   که اینک دهره* زن شد صفدر دهر

۲۲۰۰ گزشت از هاتفی آمد در مدینه   فهکن عونه دین المدینه

ازاں آیند دیں مقدار نو یافت   مدینه جهد ر کرار نو یافت

چو در رهتک سه پاید کرد رایت   ولی عهد نبی شد در ولایت

چو در سندوتی آمد دبیش منصور   بدهلی شد دمیده نفخهٔ صور

چو زنده ناں فرامش کرد برخواں   و فر المرء من امّه و اخوان

۲۲۰۵ چو گرد آں سپه پر شد بپالم   بچشم هندواں شد تیره عالم

چو نور افکند بر کوه کسنبور   شد آں سنگ از صفا رخشنده چوں طور

علم کر حوض سلطان عکس بنمود   مناره حله بست از ظل ممدود

چو میلے چند ازاں نزدیک تر شد   سپاه هندواں زیر و زبر شد

ازاں جا سوے آب حوض ره جست   ز تیغ آلایش یک رزم زاں شست

۲۲۱۰ پر از دهلیز و خرگه شد سراسر   همه صحرائے لهراوت ز لشکر

پس پشت آب جون و پیش دهلی   کجا یاره ستادن جیش دهلی

ز رود جون همی آمد ندائے   ظفر با خوش دلی می کوفت پائے

ملک فخرالدول بر روئے لشکر   چو شیراں برتنش هر موے لشکر

جوانے هم چو بخت خویش بیدار   ربوده خواب بیداراں بیک بار

۲۲۱۵ بگاه تیغ هر زخمش بلاے   هر انگشتے بدستش اژدهائے

بهوں* هر پیکش چوں اهل کشتی   که گردد غرقه در گبر کنشتی

بهر سوئے بتندی عزم می کرد   همه تدبیر کار رزم می کرد

ازاں سهمے که زد در سینه خنجر   تهی خفتند بیداران لشکر

* ک: ڈیرہ - † ن: بلا نقطہ مشکوک ک: پهن (= چوڑا) ؟

وگر کس دیده بهر خواب می بست — ز هیبت هر زمان از خواب می جست

۲۲۲۰ ز صفرا مانده خلقی بسته دندان — بلب گم کرده دندانهای خندان

فراهم گشته هر جا خاصه و عام — درین قصه که چون گردد سر انجام

بهر جمعی جز این گفتار کم بود — بهر دل جز غم پیکار کم بود

همه شبها کسان در بیم و تشویش — چو پیر و روستائی را سر و ریش

خصوص آن شب که روزش خواست شد جنگ — جهان شد بر سواران حلقهٔ تنگ

۲۲۲۵ کسی داند که این تنگی چه سان است — که در دل تنگیش از بیم جان است

مبادا تنگی دل هیچ کس را — که تنگ آرد درون دل نفس را

حدیث دویدن فتح ملک غازی و وا گفتن ز ترتیب سپاه و جنبش و بر کوب و کر و فر

کسی کش بشگفاند بخت روشن — گل فیروزی از فیروزه گلشن

بهر کاری که اقبالش کند ساز — شود درهای فتح از هر طرف باز

۲۲۳۰ شگالی در صف او شیر گردد — سپر در دست او شمشیر گردد

چنان باید بسد عصمت آرام — که جوشن گرددش دیبا بر اندام

دعائی بد کند گر سوی او راه — شود تبت یدا نصر من الله

بهر چاره که گردد حیله اندوز — صواب آموزدش چرخ بد آموز

کشاید گر بر آهو ناوک چیر — ز آهو بگذرد دوزد دل شیر

۲۲۳۵ بعالم گیری اندر بیم و امید — شود هر گوهر تیغش چو خورشید

بر او دشمن چو تیر انداز گردد — ازو هم سوی دشمن باز گردد

سواری را کمند گر بر فرس جهد — جهان پیل بندد بهر او مهد

اگر لشکر کم است وگر فزون است — چو فتح آمد ز اندازه برون است

کسے کایزد بلندش خواست کارے ‌‌ سپاه و لشکر آنجا کیست بارے

۲۲۴۰ بدان سان کایت فیروزی و نصر ‌‌ کنون دیدیم ز ایزد بر شه عصر

چنان بود این حدیث تیغ بازی ‌‌ که چون اندهت در آمد شاه غازی

شب جمعه حسن شد در پئے کار ‌‌ که فردا رایت افرازد به پیکار

دران غوغا که هر کس بود مفتون ‌‌ نهانی رفت عین الملک بیرون

چو بنیادے ندید از ملک عینش ‌‌ عزیمت شد بشهر خود اُجینش

۲۲۴۵ همه شب بود خسرو لشکر آرائے ‌‌ سران و سرکشانش نیز بر پائے

چو صبح جمعه تیغ تیز برداشت ‌‌ زمانه غلغل خونریز برداشت

همه تن سپهر گردون تیغ کین داشت ‌‌ زحل آهی و مریخ آتشین داشت

بعزم رزم شد ترتیب لشکر ‌‌ ازان هر روز ترتیب آهنین تر

چو خورشید درخشان در تلالا ‌‌ بر آمد چرن سنان یک نیزه بالا

۲۲۵۰ روان شد تند خسرو خان به روز ‌‌ بکین سوے ملک غازی کین توز

سپاه آراسته از شرق تا غرب ‌‌ تو گوئی خواست کردن با فلک حرب

صفے چون هفت جوش آهن فگونم ‌‌ که جز سهم شدادش من نگریم

ز دست راست گشته کینه گستر ‌‌ دو صوفی نوش خون را شسته ساغر

یکے خان یوسف صوفی به تعجیل ‌‌ که مصرے گیرم از شمشیر چون نیل

۲۲۵۵ دگر با او کمال الدین صوفی ‌‌ کمر بسته بکین چون میم کوفی *

هما نجا قرتمار اندر تک و تاز ‌‌ که بود از شایستی † سر افراز

---

* کوفی خط کوفی- ن : لوفی- † قره تمار نامی ایک امیر کے بیٹے کو "شائستہ خاں" خطاب دیا گیا تھا - یہاں اسی سے مراد ھے اور غالباً مصرعہ یوں ھے :
"کہ بود از خان شائستہ سرفراز" -

همانجا پا وکهل باب کافور — بعرف مهر داری گشته مشهور

همانجا راست کرده فوج پیکار — شهاب آن بار بک را نایب کار

همانجا خاص حاجب بود قیصر — همانجا پهلوے کافور عنبر

2260 همان جانب بکیں میر اوده بود — بهاء الدین دبیرش هم مدد بود

بدست چپ هم انبدلشکرے سخت — هوا داران خسرو خان کم بخت

یکے مرتد * که خوک خواری — ز دیگر خوک خواران جسته یاری

دگر رن دهول یعنی رائے رایاں — دگر کیج برمه وناک † ازتیره رایاں

دگر سنبل که حاتم خانش خواندند — امیر حاجب سلطانش خواندند

2265 دگر آں مال دیو آفت انگیز — که رفت و باز گشت از بهر خوں ریز

دگر اصحاب دیواں جمله باهم — شده دیوان عارض هم بداں ضم

دگر بد تبلغائے یغده زاں سوے — همانجا نیز‡ رمضان گشته کین جوے

امیران دگر را کس چه داند — که این جا یک به یک را بازخواند

همه نو میر گشته پاره گوشاں — بخوں رانی چوخوں خویش جوشاں

2270 غلاماں را چو نام خود دراں پاس — سناں سر تیز گشته خنجر الماس

خراماں پیش صف پیلان جنگی — چه مست معبری چه پیل بنگی $

براو گرد پیلاں شد صف آرائے — سوارے ده هزار از رانه ورائے

سپاه دوزخی چوں کوه آتش — سیاهانی بساں دود سرکش

ز زنگ روئے شاں ظلمت بهر سوے — شده دشت از سیه رویاں سیه روے

---

* مراد حسن کے بھائی خانخاناں سے ھے، جسے برنی بھی لکھتا ھے کہ مرتد ہوگیا تھا - † (کذا) ممکن ھے کہ صحیح لفظ کیج برمہ ناگ ہو - ‡ ن: پیر (؟) - $ بنگالی -

۲۲۷۵ دراں تاریک چہراں عقل شہدا — نشان کفر شاں در چہرہ پیدا

اهر دیو و ابر دیو و امر دیو — ابا دالده کلا دیو بر دیو

دگر * نرسهه سائهں سهه برسیه — ز بر خوردن نشسته سیه بر سیه

دگر هرمارو بهری مار و بیر مار — سخن شاں مار مار و سر بسر مار

بزلی صندلی کالوده در بر — ز خجلت خشک گشته صندل تر

۲۲۸۰ خورد در گرد صندل مار اگر تاب — بد آں جا گرد ماراں صندل ناب

رواں باخشت و ز ویں هندو گستاخ — چو آهوے سیه بالا زده شاخ

همه از بهر مردن بهر ماں † بند — به تیغ بهر مانی گشته خرسند

بلے رسمے است هندو را در آهنگ — که بر سر بهرماں بندند در جنگ

سگے مرتد براں گبراں سپه دار — بساں صبح کاذب در شب تار

۲۲۸۵ فلک کو جز بمومن مهر نگماشت — طلوع صبح صادق چشم می داشت

بسے راوت بگرد رانه و رائے — بسے پایک گراں زخم و سبک پاے

برنج خورده در خورده در اندام — ز رایت برده در روئیں تنی نام

یکے روئیں‌تن اندر پیش شاں تهال — دگر روئیں تن اندر پیش شاں نال

ازاں پرچم که هندو گاو دم بست — بریش گاو دم صد اشتلم بست

بسے دنداں خوک آویخته هم — که از شیراں نه ایم اندر وغا کم

۲۲۹۰ بسا کس بهر برد هندوئے لهز ‡ — هم از سر خاسته هم از همه چیز

بهت $ پیکار با آں نابکاراں — چو افسوں گر بگرد سایه داراں

بسے گنده نمک هم گشته در خیز — خروشاں چوں نمک در آتش تیز

---

* (کذا) - † ایک ریشمی کپڑا - ‡ ک : هیز - بمعنی نصف مرد برد کی رعایت سے - $ بهات (جنگی) -

سپه نیمے مسلماں نیمهٔ گبر — بهم گشته سیه ابر و سپید ابر

۲۲۹۵ بعکس کار گیتی داده منشور — بیک جا جمع کرده ظلمت و نور

بدیں ترتیب لشکر راند خسرو — کشیده بر فلک بانگ روارو

هماں رو رو که آں بد حال می زد — ز بهر رفتن خود فال می زد

سپاهے کس چه داند وصف آں کرد — که یادش وهم را در دل گراں کرد

ز آهن آسماں در تاب گشته — ز لرزانی زمیں سیماب گشته

۲۳۰۰ بلرزه چرخ سیمابی هم از تاب — بساں عکس سیماب از ته آب

عناں داده بجولاں شیر مرداں — طلب کار نبرد از هم نبرداں

زره پوشاں آسوده زیر پولاد — چو جوے آب روز جنبش باد

نبود اندر زره هندو و لالا — چو عکس آب سرته پاے بالا

بجوشن مرد گاه کینه جوئی — خیالے بود در آئینه گوئی

۲۳۰۵ بجوشن گوئی هر تیره جنگے — دروں رفته است در ماهی نهنگے

بسا پخته که زیر خامش اندام — چو پخته کو کند جا در دل خام

چو در پیش ملک غازی رسیدند — بغوغا خنجر کیں بر کشیدند

نبود آں روز پر دل در پئے جنگ — چه چاره چوں رسیدش کشتهٔ و تنگ

چو دید آں حمله‌ش خیل خاص را خواند — دریں کارے که پیش آمد سخن راند

۲۳۱۰ که کارے سخت پیش افتاد مارا — زماں یاری است ار هست یارا

بمهر خویش چوں خویشاں دل سوز — شما را پروریدم بهر ایں روز

کنوں وقتیست کاندر حق یاری — کنید آں پرورش را حق گزاری

همه مردانه گاه خفتن و خورد — و لیک ایں جا شود پیدا حد مرد

بسا مرداں که جنبند از زر و زور — نبوک گنده کنند اندر شر و شور

۲۳۱۵ سران زور مند و کار دیده — که بودند این عمل بسیار دیده

ملک را جا بجا همدست بوده — کششها کرده کوششها نموده

بخدمت پیش ازان سوگند خورده — بجهد و جان سپاری عهد کرده

همه * دل را بجان بازی سپردند — خیال جان و مال از دل ستردند

ببوسیدند خاک از راه تعظیم — نهادند از سلامت سر به تسلیم

۲۳۲۰ که مارا چون کرم هائے تو پرورد — بباید مرد را شکر کرم کرد

چو جانی شد مهم هولنا کت — نه جان ما به است از جان پاکت

دران جائے که از رخشت چکد خوے — برغبت خون خود ریزیم صد پے

سر ما چون کلاه از دولتت یافت — سر از حکم کلاهت چون توان تافت

سرے کز تیغ هر روزش سلام است — ز تو بر گردن ما مانده وام است

۲۳۲۵ تو در هر جا که گوئی تا برانیم — بگردن کرده آنجا پیش رسانیم

همین دم بین که در یک حملهٔ کار — بانداک می زنیم آن قلب بسیار

چو لشکر کاران را پاسخ این داد — سپهرش مژدهٔ تاج و نگین داد

سبک غازی ملک شد در پئے جنگ — سپاه کوه وش را کرد بے سنگ

چو او از فتح و فیروزی طلب کرد — جوادش بهر جان بخشی طرب کرد

۲۳۳۰ همی جست او مدد ز ایزد تبارک — همی گفت آسمان الله مبارک

بآئین نخستین لشکر آراست — بهرجا لشکر آرائے بر آراست

سر صف میمنه حاضر باخلاص — بهاء الدوله خواهر زادهٔ خاص

بفوج دومین شیر سبک عزم — ملک بهرام ابیه رستم رزم

بدیگر فوج ازان پس پهلوئے کار — علی حیدر بهر دو نام کرار

* ن: ز-

۲۳۳۵ بسوے میسرہ در کوہ گوہر بلند ‌ ‌ ‌ ملک فخرالدول شایستہ فرزند

بدیگر فوج هم چوں سعد و قاص ‌ ‌ ‌ اسد والا برادر زادۂ خاص

بدیگر فوج بود آسامی دارے ‌ ‌ ‌ جوش * غوری شہاب اسفندیارے

سر صف میر هادی صفدر شرق ‌ ‌ ‌ بہ تیر و تیغ هم باران و هم برق

بقلب اندر گزین خاص تقدیر ‌ ‌ ‌ ملک غازی سپہ دار جہاں گیر

۲۳۴۰ ز عون حق یزک در پیش کردہ ‌ ‌ ‌ توکل هم عنان خویش کردہ

نہ هم چو دیگراں ز آهن† چغل پوش ‌ ‌ ‌ سلیح از عصمت یزدانش بردوش

دور محفش در چپ و در راست درنائے ‌ ‌ ‌ رسیدہ سر بگردوں پائے بر جائے

تو پنداری کہ خورشید فلک راست ‌ ‌ ‌ سماک رامح و اعزل چپ و راست

سناں نیزہ هاش اندر تلالا ‌ ‌ ‌ گذشتہ ز آسمانها نیزہ بالا

۲۳۴۵ علم ماهے و او با فر شاهی ‌ ‌ ‌ چو سعد اکبر اندر برج ماهی

بہر سو شاہ بازان براندہ ‌ ‌ ‌ پر طاؤس را بستہ نشانہ

کہ آں غازی ملک هر جا کہ زد کوس ‌ ‌ ‌ همایوں داشت بر خود پر طاؤس

کہ زاں یمن از سپاہ کافر شوم ‌ ‌ ‌ پرانیدے بسے سر با پر بوم

ز طاؤسے کہ زیں ساں داد اثر ها ‌ ‌ ‌ بہر بوم مغل رفتہ خبر ها

۲۳۵۰ حدیث آں پر طاؤس میمون ‌ ‌ ‌ چناں در بوم ها گشتہ همایوں

کہ ایں آوازہ زان گبران در هم ‌ ‌ ‌ کلہ با پر بوم افکندہ سر هم

غرض آں روز چوں طاؤس افلاک ‌ ‌ ‌ ز بال نور کردہ آرایش خاک

ملک فرمود تا هر صاحب کوس ‌ ‌ ‌ بہ بندد بر علم ها پر طاؤس

کہ تا فرقے بداند خصم بد سیر ‌ ‌ ‌ ز رایات ملک با رایت غیر

* کذا - † جوشن -

۲۳۵۵ چو شهبازے که از قوت نه از کید ‖ همه طاؤس هندوستان کند صید

سپاه از هر دو جانب گشته در جوش ‖ جهان کرده سلامت را فراموش

بجهد آں طائر فرخندهٔ رزم ‖ به پرواز شکار انگیخته عزم

اجل دندان بخوردن تیز کرده ‖ اماں بهر گریزش خیز کرده

ز خون خود هزبران دست شسته ‖ سنان و تیغ شاں ز اندام رسته

۲۳۶۰ مبارز جوے و جولاں گر بهر سوے ‖ سر بے خود را بالا زده موے

غراں را بس امید از خود بریده ‖ ز سهم تیر پرّاں جاں پریده

ز بودا بود ز انساں سرد گشته ‖ که لب شاں خشک و روشاں زرد گشته

ز جنبش هاے لشکر غرب تا شرق ‖ زمیں می خواست در دریا شود غرق

دراں جنبش که عالم پر بلا بود ‖ نشانیء ملک غازی "قلا" بود

۲۳۶۵ ز آواز "قلا" هنگام خونریز ‖ جهاں در چشم خسرو گشته شبدیز

چناں شد گرد پر خورشید منظور ‖ که نورش خاک گشت و خاک شد نور

ز بهر مومناں کافتند در خاک ‖ رسیده مژده هاے رحمت پاک

ملایک نانده آغاز کرده ‖ در فردوس رضواں باز کرده

ستاده حور و غلماں بهر آشام ‖ رحیق سلسبیل افگنده در جام

۲۳۷۰ ز بهر روح چنداالں و میواں ‖ که هم در سوختن گردند دیواں

ز زنگ سوزش ایشاں بناموس ‖ سقر بر آتش خود خورده افسوس

ملک غازی دریں دم پر دل و شاد ‖ به تنها سوے پیلاں رفت چوں باد

دروں شد بے هراسی بے تعجیل ‖ کجا هیبت خورد پیل افگن از پیل

بمیزانے که باشد صفدراں را ‖ همی سنجید هر کوه گراں را

۲۳۷۵ که چوں در حمله جنبد هر یک از جا ‖ چساں باید فرود افگندن از پا

ز دل سلجید نے از زور بازو | که تیر از کوه چون گردد ترازو
چو میزان بست شاهین خیالش | بصید پیل نهر و کرده پالش
بقلب خویش باز آمد جهان گیر | عنان فتح کرده آسمان گیر

۲۳۸۰

مظفر گشتن غازی ملک بر لشکر خسرو
باندک فوج و لشکر، پیل وصف درهم زدن لشکر

چو آمد هر دو لشکر روی در روی | بعزم دست بردن موی در موی
ز سوی خسرو مد بر یکی فوج | برون زد هم چو از دریای پر موج
چنان در حمله با تندی پی افشرد | که یک فوج ملک غازی ز جا برد
ز صف بگذشت و در بنگه در افتاد | ز غوغا خلق در یک دیگر افتاد
بسی فوج گران هم روی بر تافت | عنان را هر کسی سوی دگر تافت
در آن وقت از جا ملک غازی بیک جوق | که گیرد از نبرد خویشتن ذوق

۲۳۸۵

سوارے سی صدش دنباله و بس | نمانده دیگرش از پیش و از پس
چو دید این حال با تندی بر آشفت | ز خشم آلودگی با حاضران گفت
که من تنها نه ام تا سر بجا هست | نخواهم یاری یارم خدا هست
هنوز این راز بودش با خداوند | کش از هر سو در آمد صفدرے چند
یکی بهرام ابهه رزم سازے | که از هر گرزے اندازه گرازے

۲۳۹۰

دگر دین را اسد کین را چو آذر | برادر زاده در معنی برادر
دگر شایسته خواهر زادهٔ خاص | بهاء الدین دلے پر صدق و اخلاص
دگر والا ملک شادی که او هم | بفرزندی است عقدے بسته محکم
چو گشتند این همه یک جا فراهم | بحیله پانصدے شد بلکه زین کم

۲۳۹۵ ملک غازی چو دید از پیش و از پس ‌‌‌‌ همین مقدار فوجی اندک و بس

نیامد پشه ازاں انبوهئی پر ‌‌‌‌ که گرد چترش آمد در تصور

سمند تکبیر گفت و تند بر کوفت ‌‌‌‌ به تندی سوی چتر و چتر ور کوفت

براں ساں حمله آورد جوشاں ‌‌‌‌ که گشت ازحمل آں صحرا خروشاں

۲۴۰۰ فتاد از حملهٔ آں خوب کیشاں ‌‌‌‌ پریشانی دراں جمع پریشاں

نجوم فتح کانجا شد سها ‌‌‌‌ بلمعات الذمش کردند از ثریا

ز تیراں کماں سخت بازو ‌‌‌‌ نه دل بل سنگ خارا شد ترازو

کماں یک مشت بود و تیر نه مشت ‌‌‌‌ سواراں را بداں ده مشت می کشت

گرفته زاغ بر شاخ کماں جای ‌‌‌‌ صلامی داد کرکس را که پیش آی

۲۴۰۵ به زاغاں طعمه چرم و استخواں بود ‌‌‌‌ ولی زاغ کماں را طعمه جاں بود

طعانه سینه را دروازه می کرد ‌‌‌‌ بقفل دل کلیدی تازه می کرد

دراں دلها که بادش سخت کیں بود ‌‌‌‌ کلید نی بقفل آهنیں بود

ز سوزن کاں نه کم بود از کتاره ‌‌‌‌ جگر می شد چو سوزن پاره پاره

ازاں گلمر * که دل برد و رواں هم ‌‌‌‌ ز هر تن لاله رست و ارغواں هم

۲۴۱۰ یک انداز از هزار اندازئی خویش ‌‌‌‌ هزار افگنده در هر بازئی خویش

ملک هر سو که مرکب را عناں داد ‌‌‌‌ هم اندر دیدنش بد خواه جاں داد

یکی کافتاد پیشش نا گهانی ‌‌‌‌ خرید از بیلکش زخمی بجانی

ز بس کز پر دلی بر چتر زد سخت ‌‌‌‌ نگوں کردش بفرق آں نگوں بخت

فتاد آں چتر و آں ترکیب بشکست ‌‌‌‌ مراتب را همه ترتیب بشکست

حسن سوی گریزاں رفت سر گم ‌‌‌‌ دگر سر گم سوانش نیز در دم

* پیکاں -

۲۴۱۵ گران سر گشته گم در گم نرفتے — سرش گم گشتے از سر گم نرفتے

هم آخر دور چرخش اشتلم کرد — چو پاگم کرده بُد سر نیز گم کرد

ملوک از بس که خوں آلوده رفتند — ز گرد گم غبار آلوده رفتند

حسن بس کاں غبار غم فرو خورد — شدش رخساره چوں گل چوں گل زرد

سرا سیمه سپاهے پیش فوجے — گریزاں گشته دریاے ز موجے

۲۴۲۰ نه پیلے را بجنبش زور پا بود — نه پیل افگن یلے را دل بجا بود

علم از تیر بر بالاے پیلاں — شده پر خار چوں شاخ مغیلاں

هزبراں پشت سوے تیغ کرده — بسوے پشت روے تیغ خورده

گریزاں هر یکے افتان و خیزاں — تنش از جاں و جاں از تن گریزاں

اجل با جمله بازے کرد زاں جنگ — چو دیوانه که بازد شیشه برسنگ

۲۴۲۵ یکے را بود زخم نیزه بر پشت — یکے را حربه در دل رفته با مشت

یکے را جان شیریں گشته ره گیر — یکے در تلخی جاں کندن از تیر

یکے را چاک پهلو خنده در کام — یکے را زخم خوں گریاں در اندام

یکے را در دهاں انگشت زاری — یکے انگشتوارش زخم کاری

یکے را تیغ بر زانو رسیده — یکے را آهنه زانو بریده

۲۴۳۰ یکے را خوں ز شه رگها کشاده — یکے بے خود میان خوں فتاده

یکے افتاده بود و زخم خورده — یکے می شد یکے را زخم کرده

یکے را آمده شمشیر بر روے — یکے را نیزه در رفته به پهلوے

یکے غلطیده جاں می کند در خوں — یکے را جاں ز تن می رفت بیروں

یکے از تشنگی مرگ بے هوش — یکے سیراب ز خونهاے جگر جوش

۲۴۳۵ یکے از عجز تن دادہ بہ تسلیم یکے در لورو لر * در می شد از بیم

یکے در خار پنہاں سر دروں برد یکے ہم درمیان خار بن مرد

نہنگ آہنگ اژدرها سواراں دواں بے دست و پا مانند ماراں

چناں در دست و پا افتاد مردم کہ شد هر مردے را دست و پا گم

اگرچہ پشت شاں رو بود هر سوے همہ سر پشت گشتند از همہ روے

۲۴۴۰ بسا پویندہ را کاندر دوا دو ز زخم تیر خورد آں گشت جو جو

اگر می جست مرغے در میانہ همی شد ریگ ریگش سنگدانہ

سوار تندر صف فیروز مندان ز فیروزی چو بخت خویش خنداں

گریزندہ قفا کردہ سوے جنگ دلاور در قفایش کردہ آہنگ

چناں از تیغ داد زخم می داد کہ اندر نقرہ گم می گشت پولاد

۲۴۴۵ پلارک تخم می شد در جگرها مبارز در زمین می کشت سرها

یلاں را زخم خنجر مست مانع شراب مرگ شاں داروے نافع

سر گبراں ز شمشیر † غزا کوش تو گوئی عاریت بودست بردوش

تراقے کز عمود و ترک می خاست ز دلها خوں ز سرها مغز می کاست

زنندہ هیچ سوے گرز نگزارد کہ در پشت استخواں هارانہ گرد آرد

۲۴۵۰ ازاں در خوں سرشتہ آرد خام خورشها پختہ شد بہر دد و دام

شغالاں سیخ کردہ سبلت خویش کہ روزی گشت تتماجی ز حد بیش

شنیدستم کہ در صحراے نا ورد دل و چشم است خورد کرگس از مرد

دراں دشت از دل و از چشم هر کس چناں پر چشم و پر دل گشت کرگس

کہ نے دل می شدش در چشم دیدن نہ چشمش رفت سوے دل کشیدن

* بمعنی اژدها - † مشکوک -

۲۴۵۵ دران هنگام کافت را صلا بود ‖ به یک جا گبر و مومن در بلا بود

مسلمان بر مسلمان تیغ کم زد ‖ مگر هندوے کهوکهر کین قدم زد

معاذالله که گر شمشیر خوں ریز ‖ بخونریز مسلمانان شدے تیز

شدے روشن که چوں گشتے ز بنیاد ‖ مسلمانی خراب و جنت آباد

ولے می شد ز هندی براو ‖ کماء من ینا بیع دماء

۲۴۶۰ ازاں سو هائے هندو گوئی افلاک ‖ سراسر جو ز هندی کاشت در خاک

فتاده هر سو آں نا خوب فلاں ‖ بروے خاک هم چوں فال زالاں

ز هر تن تیر روزن ها کشاده ‖ عجب بیں تیر در روزن نهاده

خدنگ ترکی و تیر خطائی ‖ چو قد دلبراں در دلربائی

بهر سو سیل خوں رانده ز هر تن ‖ کهاں رستم و باران بهمن

۲۴۶۵ شده در هیکل هر دیو در جوش ‖ چه بیژن پر از خون سیاوش

سناں در سینۀ آں تیره کیشاں ‖ زباں می داده و دل می برد از ایشاں

بهیں راوت که در زور آزمائی ‖ بروے پیل گفتی مور پائی

چو بکشادند تیر بے خطا را ‖ بزاری گفت "هے هے تیر مارا"

ز خوں گبرو مسلماں هر دو رهاں ‖ ز دین دیان و دیان دین * دیهان

۲۴۷۰ ملک غازی دریں رزم ایستاده ‖ سواراں روے در غارت نهاده

که نا گاهاں ز هندوے پر آشوب ‖ یکے فوج کمین گه کرد بر کوب

هزار افزوں براو سیه روے ‖ برو سرخی ز خون خویش رو شوی

شد از غازی ملک بر چرخ تکبیر ‖ ز گبر آواز نارایں هوا گیر

در آمد زاں سپاه آں حملۀ تیز ‖ رواں شد خنجر هندی بخوں ریز

* ن : دی - ؟

۲۴۷۵ زد آں فوج براو بر علمها — بسے کلک علم ها شد قلم ها

علم هاے ملک غازی فرو خفت — همه ماه علم شد با زمیں جفت

تعالی الله ملک غازی چه دل داشت — که با آں حمله جاے خویش انگزاشت

در آمد پهلک پهلک زباں تیز — ازاں دوزخ رزں گشت آتش انگیز

همی غلطید هر کوهے ز کوه — چو کنجشک از تفنگ زاغ از کروه *

۲۴۸۰ ز زخم تیر در یک چشم زد گشت — سیاه و لعل وام از کشتگاں دشت

ز هندو تیر ز ویهنے همی جست — که در خارا نشیند لیک ننشست

بداں نیرو که هر ترک هنر بیں — همی زد تیر و رو می کرد زوبیں

ازاں هندو که جاں هر یکے رفت — فراواں کشته گشت و اندکے رفت

چو آں فوجے شکسته پیشتر راند — ملک غازی کرے را پیش خود خواند

۲۴۸۵ اشارت کرد با یک ماهی خاص — بر آرد کش ملایک خوانند اخلاص

کرے چوں کرد در نصب علم زور — شد از نصب علم چشم بداں کور

سمک برداشت ماهی را علم دار — ملک غازی ستاد آنجا علم وار

طلوع آفتاب از برج ماهی — همی دادش نوید پادشاهی

دهل زن را هم اندر پیش خود جست † — بفرمودش که شیند برفرس چست

۲۴۹۰ بگفتش کاے تهی سینه دهل وار — دهل پهلوے این پر دل نگهدار

نگر چوں می زند فتحم بناموس — بدیں بانگ دهل بر آسماں کوس

چو من قادر شوم از بخت فیروز — بریں شب چهره کفراں سیه روز

بمژده آنکه در جاے چنیں تنگ — دهل پیشم زدی در نوبت جنگ

ز بهر عیش روز و روزگارت — دهل پر زرفشانم در کنارت

* غلوله - † ن: است -

۲۴۹۵ بهاهی دار هم گفت اندران تاب | که گرد آری تو ماهی هم برین آب

ترا زان پس که ساکن گردد این برق | میان تلکه چون ماهی کنم غرق

من و این ماهی و بانگ دهل پیش | کنم صد صف بکام ماهیء خویش

صف از پیشم چو سیل همت شاخست | سوار آب ز برگستان باخته است

برین سان چون سپهدار صف آرای | تن تنها علم را داشت بر پای

۲۵۰۰ سواران پراگنده که دیدند | علم بر پا زهر سو در رسیدند

رسید از یک طرف با صدق و اخلاص | بهاء الدوله خواهر زادهٔ خاص

ز دیگر سو ملک غازی بر آمد | ملک بهرام سوارے دیگر آمد

علی حیدر هم آمد حیدر آسا | دگر شیران پیکار اژدر آسا

گره بستند شد جمعیتے سخت | که فتحش زان گره بیرون دهد بخت

۲۵۰۵ پهر جانب ملک غازی نظر کرد | که زان پس بر که باید رخش برکرد

ز یک سو دید فوجے محکم از دور | به پیشش نیمه پیدا نیمه مستور

سپاه انبوه و پیلے چند در پیش | مسلمان نیز ناوک زن چو بدکیش

بسے بالا بسے در شیب مانده | ز کوب حمله بے آسیب مانده

ملک پرسید کین لشکر کیانند | کز آشوب صف ما بے زیانند

۲۵۱۰ چو پرسیدند سنبل بود و کافور | که گشتند از پئے مردی سقنقور

همان جا یوسف صوفی صف آرای | قوام جنگ را چون نیزه بر پای

ز هندو نیز با ایشان یکے فوج | چو خاشاکے که باشد هم ره موج

تغیر کرد باز آن را دران حال | که چون ماندند گبران فارغ البال

ملک با جمله صف خنجر بر آهیخت | پس اندر حمله شد با جلدیے سخت

۲۵۱۵ بسختی زد بران غوغاے انبوه | چو در روز قیامت کوه بر کوه

نهاورد آں سپه ایں حمله را تاب ‖ همه گشتند هر سوے عناں تاب

برفتن هیچ مردے پس نمی دید ‖ به پهلو جز پر کرگس نمی دید

تهی دل پیش پیش و پر دل از پس ‖ فتاده گرد باد تند بر خس

خدنگ موشگاف موشگافاں ‖ شده شانه شگاف پرگزافاں

۲۵۲۰ چو بشکست آں سپاه و رفت هر سوے ‖ ملک آورده سوے اردگه روے

معارف دست در تاراج کم برد ‖ بجز در سمت منزل راه نسپرد

ولیکن تهی * بے راه و کهوکر ‖ مسلمانان هم افغانان ملکز

بهر سو دست غارت بر کشادند ‖ ز سر خود از کمر خنجر کشادند

مسلماں را بجانے گر اماں بود ‖ به بردند آب و آتش به زجان بود

۲۵۲۵ ز مومن نیز اگر کس دید عقدے ‖ روانے تیغ راندش بهر نقدے

فراواں نو مسلماناں مغل نیز ‖ فرس برده از مسلماناں و هر چیز

و لیک آفت برائے هندواں بود ‖ که کشته مرده زنده بے اماں بود

همی راندند بر هندو بصد قهر ‖ سناں و دهر چوں بر دهریاں دهر

سوں چفتواناں † می درو دند ‖ زر و اسپ و جواهر می ربودند

۲۵۳۰ فتاده گبر و مومن غول کرده ‖ دهان زخم شاں تنبول خورده

یکے از راوتاں هار گهر برد ‖ یکے از گوش گوش آویز زر برد

یکے بکشاد بازو بند یاقوت ‖ یکے سلکے که شهرے را بود قوت

یکے عقدے ز مروارید پر یافت ‖ یکے انگشترین ناسور یافت

یکے با رانڈ شد هم ترازو ‖ که عین الهره برد از موش بازو

---

* کرم خوردہ - صاف نہیں پڑھا گیا - ممکن ہے تھری (صحرائے تھر بندہ کی قوم) مراد ہو۔

† کذا - غالباً چفته کی جمع بمعنی قربلا -

۲۵۳۵ یکے زد تیغ و فتح آں در کشادش   که سبز آمد زمرد سبز دادش

گروهے گوهر جاں داد برباد   گروهے را قضا گنج گهر داد

جهاں را دیر شد کائیں چنیں است   که هرچه اورا جگر ایں را نگین است

کسے کو پشت داد و پس نه بیند   بغارت روے اورا کس نه بیند

غرے با بز مثل زد در شبانی   که در غارت نباشد مهربانی

۲۵۴۰ ملک غازی که ایں فتحش بر آمد   مرادے را که جست اندر برآمد

جبیں را کرد بر روے زمیں جاے   ز رخ درپیش منعم شد زمیں ساے

چو بود آں سجدهٔ شکرش باخلاص   شدش سر بهر تاج مملکت خاص

کنوں کاو یافت تاج بادشاهی   همیشه تاجور دارش الهی

بشارت دادن اسباب شاهی و جهاں داری
دل غازی ملک را بهر مسند ز انجم و اختر

۲۵۴۵ چو دولت مرد را بر سر نهد تاج   فتد ز آسیب او دشمن بتاراج

بهر شغلے که دستش یار گردد   هر انگشتش کلید کار گردد

بهر منزل که جایش در خور آید   مراد از بام و کام از در درآید

به تعظیم آسماں بوسد جبینش   بسلطانی دهند ز انجم نگینش

ز تقدیر است چوں بینی به تمیز   خواص قابلیت در همه چیز

۲۵۵۰ یکے را کز بلندی بهره مند است   نیارد پست ماندن چوں بلند است

وگر کز آسمانش بهره پستی است   رهش با چار سوے زیردستی است

بود گندم خرے بالا سرا فراز   سر چلغوزه گوید با فلک راز

بکوشش دیو جمشیدی نیابد   ستاره نور خورشیدی نیابد

سرے کو را بود قسمت کلا هے ‎ هوس بر تاج بردن نیست راهے

۲۵۵۵ ازاں نقدے که مي‌سنجند در غیب ‎ بروزی پر شود نے از هوس جیب

نه هر فرقے سزاے چتر شاهی است ‎ نه هرتن را لقب ظل الهی است

نه گوهر ز اهن هر دهره یا بند ‎ نه هر پیشانیء را مهره یابند

نه هر درے بر افسر جاے یابد ‎ نه هر سر تاج ملک آراے یابد

نه هر پا چشم شاهاں کرد پامال ‎ نه هرکس درکف پا دارد ایں خال

۲۵۶۰ کف پاے شه غازی است آں بس ‎ که شد خالش سواد چشم هر کس

چو بود آں خال ملکش در کف پاے ‎ گرفت آں پا نگر بردیدها جاے

چو از چتر سهه آں بود نشانش ‎ بفرق آں چتر شد سایه فشانش

کنوں بشنو که از نه چتر گرداں ‎ چساں بر فرقش آمد چتر شبگوں

ملک غازي چو شد بر چتر فیروز ‎ هماں جا بد بفیروزی همه روز

۲۵۶۵ مبارک روز بخت مقبل خویش ‎ شب آمد در مبارک منزل خویش

چو شب چتر سیاه خویش بکشاد ‎ مه نو هم کلاه خویش بکشاد

دم باد از همای چتر شب وام ‎ ملک را بهر ملک آورد پیغام

که بسم الله در آ اے صاحب بخت ‎ که هم تاجت مبارک باد وهم تخت

جهاں را ز اختر خود نور نو ده ‎ به برج پادشاهی شمع نو نه

۲۵۷۰ فراواں منتظر بد مژده در چنگ ‎ سرو پاے ترا ادلیل اورنگ

چو ملک دهر بگرفتی بهاے ‎ هنوز ایں انتظار هر دو تاکے

در فشاں دور باش گوهریں ساز ‎ بروں کرده زبان گوهر انداز

همی گوید مهم هم پایهٔ چتر ‎ تو بخش از روے خود پیرایهٔ چتر

علم هاے سیاه و اعل هر جاے ‎ براهند ایستاده بر یکے پاے

۲۵۷۵ که در دولت بدین سو کی گرائی ‏— که یابم از تو در دولت روائی

بگاه صبح شد نوبت بفریاد ‏— که من هم خویشتن را می دهم یاد

بها تا نوبتت چون نو کند ساز ‏— شود نه گنبد گردون پر آواز

همه شب باد می آورد ازین سان ‏— پیام ساز سلطانی بسلطان

ملک در دل هوس را بند کرده ‏— بسهلی خویش را خرسند کرده

۲۵۸۰ گرفته راس در اندیشهٔ خویش ‏— همی زد باخود اندیشهٔ خویش

که من مرد صف آرای نبردم ‏— بگرد مسند شاهی نگردم

کرا این سر که جوید کار عالم ‏— نهد بر یک سر خود بار عالم

کسی کش ساخت چرخ از بهر این حال ‏— کجا بیرون شود چرخش بدنبال

حکایت

شنیدم گوهری از سلک شاهی ‏— بسوی ملک عقبی جست راهی

۲۵۸۵ کشید از کار تاج و تخت دامان ‏— ز شهر خود بسوی شد خرامان

درین بیگانه شهر آئین چنان بود ‏— که ناگه بخت باکس* همعنان بود

چو خالی گشتی از فرمان روا تخت ‏— فریبی را رسیدی یاری از بخت

چو دیدندی بسیمای کس این نور ‏— بدو گشتی سرای ملک معمور

دران هنگام کان شهزادهٔ عصر ‏— رسید آنجا همی شد بر در قصر

۲۵۹۰ مگر † بی کار فرما بود گاهی ‏— همی بایست در بایست شاهی

چو دیدندش بزرگان شکل شاهان ‏— شدندش بهر تاج و تخت خواهان

ز رویش گرد ناکامی فشاندند ‏— بشاهی بر سر تختش نشاندند

* ن : باکش - † ن : مگر بیکار فرمان -

جواں چنداں که گفت از ترک خود راز ‌‌ ‌ به ترک اونگشت * اقبال دم ساز

رهائی چوں نبود از خاصه و عام ‌‌ ‌ پذیرفت آں عمل ناچار و ناکام

۲۵۹۵ گذارد بخت خود را مقبل از دل ‌‌ ‌ ولے نگذارد او را بخت مقبل

چنانکه اقبال و بخت ایں جهاں گیر ‌‌ ‌ شدش بهر جهاں گیری عناں گیر

چناں صبحے که با جوزا بر آمد ‌‌ ‌ علم روشن که چوں بالا بر آمد

دخول موکب غازی ملک در قصر سلطانی
چنانکه آید به برج خویشتن مهر ضیا گستر

چو صبح غرهٔ شعبان فرخ ‌‌ ‌ نمود از تخت گاه آسماں رخ

۲۶۰۰ بر آمد شاه انجم نور باراں ‌‌ ‌ چناں کز اوج مسند تاجداراں

ملک باد سلیماں جست در پیش ‌‌ ‌ سلیماں وار کردش مرکب خویش

رواں شد نرم نرم آں باد گل رنگ ‌‌ ‌ بدار الملک شاهی کرده آهنگ

بر اختر سایه کرده اعلام منصور ‌‌ ‌ که زاں ماه علم جوزا برد نور

بناوک چشم بد را دوخته قوس ‌‌ ‌ بنظاره همه حوران فردوس

۲۶۰۵ ظفر تسبیح گویاں در دویدن ‌‌ ‌ مسوح الحمد خواناں در دمیدن

دو سوے مملکت گهر سر افراز ‌‌ ‌ کشیده صف دلیران صف† انداز

دواں در پیش صف پیلان نوگهر ‌‌ ‌ ز آب تیغ و بادکیں بزنجیر

غرنباں کوس فتح آواز می داد ‌‌ ‌ ز سر می برد هوش و باز می داد

دمامه نغمه هاے تازه می کرد ‌‌ ‌ مهابت را بلند آوازه می کرد

۲۶۱۰ دوال چاؤ شان چابک افگن ‌‌ ‌ کشاده چابکاں را چابک از تن

*ن : نگفت †ن : سر -

ز آواز نقیبان کز گزر دور / رمنده مرد سان چوں سایه از نور
کمان‌گیران پس و پیش عنان‌خاص / کمان‌کش گشته پیش رخش رقاص
کمان در مشت و حاضر دیده دوزان / ز پیکان شعلهٔ آتش فروزان
که گر پرنده بالا پر زدے تیز / شدے پر کم ز پیکان سهک خیز
٢٩١٥ سنانها برهنه پوشیده در گرد / که‌خورشید ازفروغش حربه می‌خورد
برهنه تیغ هاے آبگوں هم / درون چرخ برق افگن بروں هم
ز اُرده خاص تا دروازهٔ قصر / همه تیغ و سنان بد با شه عصر
بدیں ترتیب در حفظ الهی / دروں آمد بقصر بادشاهی
فرود آمد ز رخش وهم بران سطح / بجاے آورد حق را سجدهٔ فتح
٢٩٢٠ پس‌انگه خواند با لطفے ز حد بیش / ملوک و میر باقی ماندهٔ پیش
دل هر یک بجان بخشی قوی کرد / دران بخشش نبی را پیروی کرد
برابر جمله را با خویش بنشاند / همه منشور کار خود فرو خواند
که من بودم یکے آوارهٔ * مردے / ز مهر و مه چشیده گرم و سردے
بلطفم شه جلال‌الدین مغفور / مقرب کرد نزدیک خود از دور
٢٩٢٥ گرفته بر سرش تیغے چو الماس / به بیداری فراوان داشتم پاس
چو آں سلطان گیتی رفت در خواب / دلم گشت از دریغش در تب وتاب
بسان شمع می بودم دریں سوز / که کے باشد شب شمع مرا روز
که ناگه صبح اقبال علائی / جهان را داد فیض روشنائی
ز بهر نور کار جان و تن را / دران پر تو فگندم خویشتن را
٢٩٣٠ چو پیش مهر او گشتم هلالے / همی افزود هر روزم جمالے

* ن : آزاده -

کنون کین پدر من کامل جمال است	ازان آثار مهرم این کمال است
الغ خان کو برادر بود شه را	ازو افروختم چندے کله را
چو پاینده برحمت بود کارش	چه خدمتها که کردم بنده وارش
چو او بگذشت گشتم باز یک چند	به پیش شه علاء الدین کمر بند
۲۶۳۵ از انگه تا کنون کاینجا رسیدم	ازان شاهنشهٔ والا رسیدم
چو بشنودند گفتش نیک رایان	بگفتند انچه گفتن راست شایان
که چون سررشته خود بیرون فگندی	گهر از خویش بر غورے چه بندی
چو ما دانیم کز تیغ تو آن خاست	که زاید وصفش از نوک قلم راست
چو خان بر حصن رنتهنبور برتاخت	ز لشکر گرد گردش حلقهٔ ساخت
۲۶۴۰ بران شد رای کارد حمله چون باد	برد آن حلقهٔ آهن به پولاد
فرستاد از درون سو لشکرے سخت	چو سیل کوه کو غارت کند رخت
به لشکرگاه خان شورے در افتاد	چنان کاین خلق دریک دیگر افتاد
ترا فرمود خان تا پیش رفتی	فزون از هم سران خویش رفتی
نمودی زان نمط جهد اندران جنگ	که بر آیندگان کردی جهان تنگ
۲۶۴۵ بپیکارے سران را ره نمودی	که زان گردن کشان سرها ربودی
هم از شمشیر مومن پاک شد زنگ	هم از خونهاے کافر لعل شد سنگ
دو حصه کشته شد از لشکر رای	بصد حیله یکے شد باز بر جای
ازان جا چون مظفر باز گشتی	بدست خان یکے شهباز گشتی
نشست آن کار زان گونه بیادش	که زان پرتو قوی گشت اعتقادش
۲۶۵۰ گشاد کار اقبالت همان بود	طلوع صبح بختت زان زمان بود
چو او در عالم دیگر سفر کرد	امیدت سوے دیگر رخش بر کرد

شدے سلطانے اما چوں وفا بود ⁂ بسان * تغلق خانی بجا بود

میان بندگاں دولت اندیش ⁂ همی بردی برسم بندگی پیش

شه آں سوے که چوں تمرت فرستاد ⁂ رسیدی بر غرض باز آمدی شاد

۲۶۵۵ دگر کافر چو سوے برن برتاخت ⁂ مسلماں را چو هندو برده می ساخت

ترا چوں شه فرستاد اندراں سوے ⁂ د ماند مراندی ازخوں‌هاے شاں جوے

تمن ها چار بود و مهر هم چار ⁂ همه شهزادگاں ملک تاتار

چو با آں لشکر پر باز خوردی ⁂ بماند ک مزد کردی انچه کردی

ورت شد عزم بر اقبال مدبر ⁂ براں هم قدرتت بود از مقدر

۲۶۶۰ دگر در رزم ترماق و علی بیگ ⁂ هم افگندی بسے سرهاے چوں دیگ

وگر بر جاش تهو و کبک بود ⁂ هم از تو قتل گبراں یک به یک بود

دگر در بونبل † نزدیک دریا ⁂ صف کافر چو دریا شد مهیا

سپاهش یک تمن گبران قتال ⁂ زمیں دریا صفت زایشاں بزلزال

همش مقدار راے بونبل هم ⁂ ز بار هندواں کرده زمیں خم

۲۶۶۵ معظم تغلق غازی ترا نام ⁂ مغل هم نام تغلق داشت ز ایام

چو تو تغلق غزا را تیغ در دست ⁂ چو او تغلق بگیری ‡ تیر درشست

چو بهر نصرت دین است زورت ⁂ لگد بر فرق ایشاں کوفت بورت

نشاندی در دل گبراں سناں را ⁂ اسیر و بنده کردی هم گناں را

ز راے بونبل هم بستدی مال ⁂ ز دریا هر چه باشد عبرهٔ $ سال

۲۶۷۰ دگر بر حیدر و زیرک رسودی ⁂ صف آں صفدراں هم تو دریدی

بریں ساں هژده رزمت جا بجا بود ⁂ که در هر هژده فیروزی ترا بود

* ک : بشان - † بنوبل ؟ - ‡ ن : مگیرے - $ عبرة = محصول راه داری -

گر این هر یک مشرح باز گویند … بدفترها سخن را ساز جویند

هنوزت انتظارے بود در دل … که تا دیگر چه بخشد بخت مقبل

که فتح نوزده زاد از پس دیر … بجنگ اول دهلی شدی چیر

۲۶۷۵ مصاف بهستم بود این که در جنگ … ز ملکے بستدی اقبال و اورنگ

چو حیدر شهر یزدان رفت ازان پس … جز از بو مسلم آمد این قدر بس

ازان پس شکر یزدان را که تقدیر … برین دیبا چه نامه کرد تحریر

خداوندت که بے آزار می داشت … ترا از بهر چندین کارمی داشت

وگر نه کس بچندین قتل و خونریز … چه سان یابد خلاص از خنجر تیز

۲۶۸۰ کنون کازاد ماندی زان بلا ها … بفرما خوان شاهی را صلا ها

برابر تخت چون هوشنگ و جمشید … به برج مملکت نو ساز خورشید

ملک گفتا که گفت من همان است … که تاج و تخت من تیر و کمان است

نه کار رزم باید سروران را … نه دل بے حمله ماند صفدران را

چو از لطف علائی روز تا روز … فروغ کار من شد گیتی افروز

۲۶۸۵ مرا پاداش لطفش بود واجب … ادای حق انعام و مواجب

چو بشنیدم که کافر نعمتے شوم … بکفران نسل او را کرد معدوم

خلیفه قطب دین را با چنان بهر … که چون چشم خودش میداشت بر چهر

بزخم دشنهٔ گبر آن را تلف کرد … متاعش گبر و مومن را علف کرد

بر اخلاف دگر هم تیغ خون راند … حرمها کشت و بعضے را برون راند

۲۶۹۰ چنان باغی ز گبران شد بتاراج … که گل مرغ بود و حلهٔ دراج

حرم بشکست و حورے چند از انها … بخود خواند آشکارا و نهانها

دگر بعضے بگبران تبه داد … زحل را مه ته ران سیه داد

همان مرتد برادر خانخانان — ملوث کرد چندین پاک جانان

بچشمم زین غضب تاریک شد دهر — ز دود غصه من تیره شد شهر

٢٦٩٥ نشستم تنگدل چون درد مندان — گزیدم پشت دست خود بدندان

زدم از سوز چون آتش فغانی — که شد بی‌شمع زان سان دوده مانی

بران دلهای نوخیز دل افروز — بسی بگریستم چون ابر نو روز

پس این غم با دل خود کردم آغاز — که ای دل خانه از شادی بپرداز

که این غصه که رنج تازهٔ ماست — فرو خوردن نه در اندازهٔ ماست

٢٧٠٠ بزرگانی که پروردند ما را — بصد تیمار و غم خوردند ما را

سپه دادند و مهری و ولایت — بمهدی بانگ کوس و نصب رایت

پس اندر عهد ما جمعی پریشان — خلاف آرند بر اخلاف ایشان

روا باشد که ما را خون در اندام — بماند خون شان نا کرده آشام

زهی سستی که ما را جان بسینه — پس از ما میرود این آزار و کینه

٢٧٠٥ چرا بازوی ما را زور کم گشت — چرا پیکار ما را نیزه خم گشت

چه شد ما را که چون مردان نکوشم — بدردی خون شان چون می ننوشم

شد این اندیشه ناچارم عنان گیر — که گشتم در عدو دوزی سنان گیر

وگر پرسی نه تنها این نیت بود — که خون بی گناهان را دیت بود

عفاالله بلکه گاه تیغ و تیرم — سه نیت گشت محکم در ضمیرم

٢٧١٠ نخست آن که اندرین خاک خطرناک — ز گرد کفر نور دین شود پاک

بکوشم بهر دین مصطفی را — که از سر گردد اسلام آشکارا

دوم آنکه این همایون عرصه و بوم — کشم از دست هند و زادهٔ شوم

کسی گر مانده باشد ز ارجمندان — بلندان را دهم جای بلندان

سه دیگر آن که کافر نعمتے چند ‏ ‏ ‏ چو نسل شاه را بنیاد بر کند

چنان شان سر ز تن در کوه خواهی ‏ ‏ ‏ که خون گرید بر ایشان تیغ شاهی ‏ ٢٧١٥

چنان ره را دهم از خون شان توت ‏ ‏ ‏ که خاکش لعل گردد سنگ یاقوت

نهمت چون بهر یزدان در سر آمد ‏ ‏ ‏ به پاداش نیست کارم بر آمد

چو همت بود محکم همچو پولاد ‏ ‏ ‏ کلیدے گشت و باب فتح بکشاد

چو کشتم بر مراد خویش فیروز ‏ ‏ ‏ من و تو عمر باقی شکر این روز

نمی جویم سریر کامگاری ‏ ‏ ‏ جز از بهر غزا خدمت گزاری ‏ ٢٧٢٠

ز نسل شاه مرحوم ار کسے ماند ‏ ‏ ‏ بنامش باید این منشور نو خواند

و ر از لوح جهان شد نام شان پاک ‏ ‏ ‏ بسے هستند امیران خطرناک

من و رخشیکه هر بیرانه پوید ‏ ‏ ‏ سریر شاهی آنکه هر که جوید

مرا همچو پال پور من پسنده است ‏ ‏ ‏ دران بیرانه نور من پسند است

بزرگان بر زمین سودند رخسار ‏ ‏ ‏ ببوسیدند پایش را ز مین وار ‏ ٢٧٢٥

بعذر بندگی دادند پاسخ ‏ ‏ ‏ که اے بر ملک دیوار تو فرخ

ترا زیبد کلاه پادشاهی ‏ ‏ ‏ که مخصوصی بتائید الهی

سزائے دیگرے بودے گر این تاج ‏ ‏ ‏ بدو دادے قضا زین گونه معراج

قبائے را که دوران بهرت آراست ‏ ‏ ‏ ببالائے دگر کس کے شود راست

بطے کو طعمهٔ یارست در کام ‏ ‏ ‏ بود زو دود خواران را طمع خام ‏ ٢٧٣٠

گوزنے را که شیر آورد در زیر ‏ ‏ ‏ شغالان هم خورند اما چو شد سیر

فروغ تست این ازمانهایی ‏ ‏ ‏ که از ذره نیاید آفتابی

چو ما هستیم در خدمت نگون سر ‏ ‏ ‏ نگون سر کے سزا باشد بر افسر

نگون سر شب پرک شب ها به پرواز ‏ ‏ ‏ سزاے تاج طاؤس سر افراز

۲۷۳۵ همان روزت رسید این نام و ناموس | که بستی بر علم پرهای طاؤس

چو یزدان این سرافرازی ترا داد | بافسر سر فرازی هم ترا داد

دگر ره گفت دارائے جهان گیر | که من هستم کهین ساز و کمان‌گیر

که چون من صفدری جویم گه جنگ | چگونه جایگه دارم بر اورنگ

سی و فرق مغل و این تیغ کاری | شها دانید تاج و تاجداری

۲۷۴۰ دگر ره مهتران خواهش نمودند | بسے کوشش بخواهش در فزودند

همی گفتند کاے از لطف جانی | عدو را مرگ و مارا زندگانی

شد از تیزاب تیغت کفر بیران | عمارت یافت عیش دین بدیران

مبادا جز تو کس فرمان ده ما | که هستی بعد جان جان‌ده ما

چو یکبار از تو جان بخشوده بردیم | نه بخشد گر دگر جان بخش مردیم

۲۷۴۵ درین صورت تو مارا جان پاکی | مکن این زندگان را باز خاکی

دگر ره گفت ملک‌آرائے جان بخش | که جان‌بخشنده خداوند جهان‌بخش

نه من طفلم که زین گفتار رنگین | کنم بے صبر وسنگ این کار سنگین

اگر من خواهم این ملک از خودآراست | گمان مردمان خواهد شدن راست

که نے من بهر دین و کین زدم تیغ | بکار خود بر آمد برقم از میغ

۲۷۵۰ درین نقش غرض پروردهٔ من | همه ناکرده گردد کردهٔ من

پس آن بهتر که من زین سر بتابم | بسوے چارهٔ دیگر شتابم

چو من بهدان درین کار اندر آیم | بگرد کار دلها کے بر آیم

شبانی کش ستم بر بز گمارند | بدیه از دیه رمه یک بز نیارند

دگر باره خرد منداں باخلاص | برون دادند گوهر ها چو غواص

۲۷۵۵ که این کارے که از دستش بر آمد — نه مردم * کاسمان را هم بر آمد

کسے کو جز تو خواهد رفعت برتخت — گرفتم حالت چوزش کند سخت

چو بیند این دلیری هم علانت — چگونه خسپد ایمن از سلامت

دران کوشش نماید چاز و ناچار — که از بالین خود برچیند این خار

حدیث رزم بو مسلم نهان نیست — که تا اکنون چلونے در جهان نیست

۲۷۶۰ خلافت را سزا بود ارچه در زور — بزور افگند حوث را دور ازین شور

بجعفر داد تدبیر خلافت — همان تدبیر او شد بر وے آفت

دل جعفر روان در خونش آویخت — چو آب جعفر ازوے خون برون ریخت

ملک را گرچه خامی بود ازان جوش — فروهشت اندرین پخته سخن گوش

درین اندیشه باخود کار می پخت — حدیث پخته دیگر بار می پخت

۲۷۶۵ که ناگه گشت پیدا پیشش از دور — سه چتر ملک چون سه پارهٔ نور

چو آمد بر سران سه ابر در بار — ملک سرگرد خم چون شاخ پر بار

بسے بگریست برشاهان بصد مهر — که بود نه این فلک ها را مه و مهر

پس از سه ماه یاد آورد و دریافت — ازان خوابے که سه ماهش بسر تافت

بدل دانست کاکنون جاے رد نیست — حذر از بخشش یزدان خرد نیست

۲۷۷۰ عنان کار در دست قضا داد — ضرورت در چنین کارے رضا داد

همان روزے که چندین ماجرا بود — ز چرخش بانگ بر مسند برآبود

جلوس شه غیاث الدین و دنیا تغلق غازی
فراز تخت سلطانی چو افریدون و اسکندر

* مردم کاسمان یعنی آسمان جیسے افراد -

مبارک روز شاهنشه که پیشش
که هنگامی است با انوار بیش این

جهان از چشمهٔ خود روی شسته
که و مه سبحه و سجاده جسته

۲۷۷۵ موذن قامت خود برکشیده
جماعت صف بمسجد برکشیده

ممالک گیر سلطان جهان بخت
دران ساعت برآمد بر سر تخت

سریر آراست ماه و آفتابش
نوابت دین و دنیا شد خطابش

ملایک جمله گفتندش همانگه
دعاء خلد الرحمن ملکه

خروش کوس گیتی را خبر کرد
دل بد خواه را زیر و زبر کرد

۲۷۸۰ موافق ریخت گوهرها ز حد بیش
مخالف هم بلوک از دیدهٔ خویش

فلک شادی بدوران و زمان داد
جهان را مژدهٔ امن و امان داد

دگر پرسی ز طالع طالع قوس
که زان طالع جهانی گشت فردوس

شده مریخ ناوک زن کمان گیر
که بر جان بد اندیشان زند تیر

کمان ملک را بخشد بلندی
بپازوی شه آرد زورمندی

۲۷۸۵ ببر بر جدی برج آرائی گشته
به بیت المال مال افزائی گشته

که مال هفت کشور سنج برسنج
رساند در خزینه گنج در گنج

بسیوم خانه زاہر مشتری وش
شده دلو لبا لب را رسن کش

دلهاش آن بود کز چرخ دولاب
بمرز دیگان و خویشانش دهد آب

ز حل در پرده و ناظر به تثلیث
ز مهر و دوستی چون نوح با شیث

۲۷۹۰ چو آن سیاره بالا و بلند است
بلندی خوی شاه ارجمند است

ز مستی شهر گوهری زهرهٔ سعد
نهاده شهر را زنجیرے از جعد

بتثلیث از نهم * او هم نظر دار
بلشر صحت و از هر سو خبر دار

* ممکن هے کہ یہ لفظ " ادهم " خانے کے معنی میں هو–

بعاشر قرصهٔ خور بالحقیقه	که دانش خوشهٔ گندم دقیقه
دلیلش این که کار ملک جمشید	شود پخته بآتشهاے خورشید
۲۷۹۵ سران مملکت فرمان پذیرند	بفرمان هم زیند وهم بمیرند
عطارد نیز در عاشر طرب یاب	بخوشه کرده در بیت الشرف خواب
شود زاں تیر و کار رائے و تدبیر	ز بهر بخت شاهی راست چوں تیر
قمر در عقرب و خانه ده و دو	عدو را نیش عقرب زد به پهلو
* سنان سازد قمر نیش چناں را	زند در چشم بد خواه آں سناں را
۲۸۰۰ ازیں طالع زمانه دارد امید	که دایم ماند ایں تابنده خورشید

حدیث مرتد مدبر که چوں بودش گرفتاری
وزاں پس کشته گشتن بعد رسوائی بشهر اندر

چو ناصر گشت بے نصرت ز تقدیر	خله کرد از سنان و تیر چوں تیر
برادر شد جدا زو مرتد شوم	بهر گوشه خزاں می گشت چوں بوم
در آمد در سرائے با رخ زرد	وزو زردی بهر دیوار اثر کرد
۲۸۰۵ ز رنگ زعفراں گونش پیاپے	در و دیوار می زد خنده بر وے
بران گو نه وے از اندیشهٔ جاں	چوجاں می گشت و چوں اندیشه پنهاں
درین حال انچناں بر گشته حالے	نهانے یافت جاے کاه زالے
دراں بیرانه آں بیراں دروں رفت	برخنه هم چو ماراں سرنگوں رفت
چو لشکرها ز کشتن باز پرداخت	سوارے چند ناگه آں طرف تاخت†
۲۸۱۰ نهانے ‡ هر کسے شاں را بسپر داد	که نتواں خانه حر را گرچه در داد

* کذا - مشکوک - † ن: باخت - ‡ کذا - مشکوک -

و لیک این جا است زالے پرزدستان ‌‌ ‌ که گر سی مرغ می جوئیش هست آن

وگر مرغیش در دام او فتاده است ‌ ‌ چو سی مرغش بکنجے جاے داد است

رود گر رستمے در کنج آن زال ‌ ‌ شود صید وے آن سی مرغ بے بال

ازیشان رستمے بر زال بشتافت ‌ ‌ چو سی مرغے بکنج آن مرغ رایافت

۲۸۱۵ چو نیکوش از شناسائی نظر کرد ‌ ‌ شتابان رفت الغ خان را خبر کرد

که جاے هست مرتد خانخانان ‌ ‌ سر اندر کش زبیم تیغ رانان

شب این روشن شد و خان رفت گه را ‌ ‌ وزان تاریک روشن کرد شه را

سوارے چند رفت از پیش در حال ‌ ‌ کشیدندش ز محنت خانهٔ زال

رسانیدند در دم پیش خانش ‌ ‌ برحمت داد خان اول زبانش

۲۸۲۰ که شاهنشاه ما چون هست جان بخش ‌ ‌ به بخشد جان و مالے از جهان بخش

بجان بخشی چو دل دادش زمانے ‌ ‌ روان کردش بسوے شیر وانے

چنان فرمان شد از فرمان ده دهر ‌ ‌ که با خویشش برد خان* جانب شهر

بگردانند در شهرش بخواری ‌ ‌ که این باشد حق ناحق گزاری

بفرمان خان اعظم عزم آن کرد ‌ ‌ که راند بروے انچه او باکسان کرد

۲۸۲۵ چو او آلوده دامن هائے مستور ‌ ‌ ز ستر پاک دامانان دمی دور

سبک پرده ز کارش بر فکندند ‌ ‌ بعجزش دامنے بر سر فکندند

خود این شه راحق آن شاه انگلی داد ‌ ‌ که بر سر هاے شاهان دامنے داد

پس انگه خان اعظم سرور دهر ‌ ‌ ز بهر گشت شهرش برد در شهر

بگردانیدش از هر شاه راهے ‌ ‌ پر از نظارگی هر راه شاهے

۲۸۳۰ بشوریده همه دهلی زن و مرد ‌ ‌ بحیرانی درو نظاره می کرد

* ن : جان –

گران دست تعجب را دران شور — ازان نعم و ازان نصر و ازان زور

نگون سر مرتد رسوا دران گشت — زمین را سایهٔ او بی کران گشت

ز گشت شهر چون بر دند بازش — ز گشت آن جهان گفتند رازش

بنای کفر کفران بر فگندند — چو درپوش خیالش سر فگندند

روان شد خون که کشتن چو جویش — که شوید گرد رسوائی ز رویش ۲۸۳۵

بهان می‌کرد خونش از چهره شوئی — که مرتد را چنین به سرخروئی

پس از خاکش بخواری در کشیدند — نگونسارش بکنگر بر کشیدند

بلندی چون بجوید کس به هنگام — بلندیش این چنین باشد بفر جام

شه ما را بلندی باد جاوید — که درخورشد بلندی را چو خورشید

گرفتاریِ خسرو از الغ خان مخالف کش ۲۸۴۰

چو مرغی شوم کش بازی کند صید از برای خور

بکار مرد چندانی بود نور — که نبود پرتو اقبال ازو دور

چو رفت آئینهٔ بخت از نمودار — همه بر عکس گردد صورت کار

اگر گوهر بدست آرد شود سنگ — دگر آئینه بیند گیردش زنگ

زر نقدش بدامن خاک گردد — حریرش زیر پا خاشاک گردد

فرس گر پیشتر راند فتد پس — و گر بر دست گیرد گل شود خس ۲۸۴۵

اگر خنجر کشد بر خصم خونریز — سر خود را برد زان خنجر تیز

گریزد مرغ جوشیده ز نانش — پرد مرغابیِ بریان ز خوانش

بد آموزی کنندش نیک رایان — ز پهلویش گریزند آشنایان

رمه گرگان رهانند از سپاهش — فرس دزدان برند از پایگاهش

۲۸۵ چناں کش ہوش بر ہوش آید آساں　　کنندش باز کم کم هم بر آنساں

ز دور روزگار است این کم و بیش　　که آرد هردم آئینے دگر پیش

تو نشناسی طریق دهر قتال　　مگر آنگه که ذواتم بر تو این حال

که خسرو خاں کافر نعمت خس　　چو از غازی ملک بگریخت واپس

چه ساں شد ز اختر گردنده حالش　　چگونه کرد گیتی پائے مالش

۲۸۵ چو او از پیش شاهنشاه غازی　　شکست و کرد راه چاره سازی

برابر بود کافر نعمتے چند　　براو نیز چندے سخت پیوند

فرس را هر طرف لختے عناں گیر　　خیالش مژدهٔ تیر و سناں گیر

عناں هر سو که می پیچید جانش　　اجل می داد پیچش در عنانش

دراں پیچاکِ جانش امکاں نشد هیچ　　که زاں پیچ بلا گردد عناں پیچ

۲۸۶ چو گم ره بود ره را نیز گم کرد　　سوار گمرهش نیز اشتلم کرد

جدا گشتند ازاں گمره خسے چند　　خس گمره چه گویم ناکسے چند

چو آں گمره نماند از هم رهاں دور　　بره جوے کشاد از چشم بے نور

خزاں در رفت در بیرانه باغے　　نهاد از سوز در هر لاله داغے

گهے ماند و گهے رفت و گه افتاد　　چو برگے در خزاں از جنبش باد

۲۸۶ خبر بردند پیش شاه منصور　　که در باغے است باقی مانده مقهور

اشارت کرد الغ خاں را شهنشاه　　که گردد باد سوے آں چمن گاه

شتاباں گشت الغ خاں عدو سوز　　بسوے آں چمن چوں باد نو روز

خزاں * دیده درختے دیده کنده　　سپهر از برگ و بارش بر فگنده

رسیده بلبلاں گلشن از وے　　دمیده نو بهار گلشن از وے

* یعنی ایک خزاں دیده درختؑ کو اُس نے اکھڑا هوا دیکھا -

۲۸۷۰ شده زو پر مغیلان باغ نسرین — بنسرینش نهسته گرد نفرین

ز بهر خونش زاغان خیز کرده — کلاغان نوکها را تیز کرده

ازین سو تیغ بیرون کرده سوسن — وزان سو خار پروے رانده تو سن

ز بیم دیدن رویش دران باب — بہ بسته چشم هاے خویش را آب

الغ خان چون چنان بیچاره دیدش — نوازش کرد چون دل پاره دیدش

۲۸۷۵ که مندیش ارچه تو در خورد آنی — که از تهمت رسد لطف زبانی

ولے شه مکرم است و مهربان هم — بخواهد جانت بخشود و جهان هم

بگفت این و نوازش کرد در حال — روان کردش سوے شاه مدو مال

چو آن برگشته روز آمد بدرگاه — زمین بوسید پیش مسند شاه

شهش گفت اے ستم کار جفا کیش — چرا کردی جفا بر منعم خویش

۲۸۸۰ ویت کرد از عزیزی در جگر جائے — تو بفشردی روان در خون او پاے

جواب این داد کافر نعمت شوم — که حالم همگنان راهست معلوم

اگر نا رفتنی بر من نرفتے — ز من نا آمدے و این فن نرفتے

قلم چون رفته بد کاین ز آید از من — و زو آن آید و این آید از من

قلم ناچار حرف خود برون داد — نه این تهمت ز من بلک از قلم زاد

۲۸۸۵ چنان کو حرف شمشیر از قلم خورد — مرا هم حرف او خواهد قلم کرد

قلم آسود نتوان پیش ازین گفت — که حرف از خط نخواهد چون قلم خفت

دگر ره گفت شاهنشاه آفاق — که اے با فتنه جفت و با بلا طاق

چرا کشتی دگر شهزادگان را — تو بنده * سرزدی آزادگان را

براری باز پاسخ داد خون ریز — که آنجا من نراندم * خنجر تیز

* ن : ندانم –

۲۸۹۰ و لیکن شد بریشان در زبونی — زبان بدسگالان تیغ خونی

همی گفتند ازین راه خطرناک — بباید خار کندن تا شود پاک

دگر گفتش چو تو پائین پرستی — چرا خود بر سر مسند نشستی

بگفتا رائے من هم داشت آهنگ — که یک شهزاده را شانم بر اورنگ

و لیکن مصلحت بیدان بد رائے — شدند اخلاص بد را کار فرمائے

۲۸۹۵ که چون سلطان نشان باشی تو در پیش — بود سلطان نشان را خطرهٔ * بیش

به تخت مملکت خود کن قباچست — که دیگر هر که شیند دشمن تست

ضرورت چون در آمد یاری بخت — ز بیم سر نهادم پائے بر تخت

دگر گفتش که چون کردی بسر تاج — چرا آهنگ من کردی بتاراج

فرستادی همه لشکر بسویم — که یک رویه زند تیغ دو رویم

۲۹۰۰ بگفتا روشنم بود این سراسر — که کس باتو نیارد شد برابر

کنم سوئے تو اقلیمی ز عالم — کشاده بندمت حد تا بعالم

و لیک این گفت ایشان آب من برد — که باید زود برکشت آتش خرد

کنون کز من ستد یزدان ترا داد — علی رغم من این دولت ترا باد

همین † جان بخش و دیہے ده — که گرده جانم آزاد از رهے ده

۲۹۰۵ که مانم از پئی شاماخ و کوری — ز شزر خاک شان در خاک شوری

نخواهم گندم سلطان ضائع — بکوری کردم از دو دیده قانع

شهش گفتا که سهلست این توان کرد — ولے چون باتو ترک کین توان کرد

چو باتو کار بهر دین و کین است — بباید کرد کین کاین کار دین است

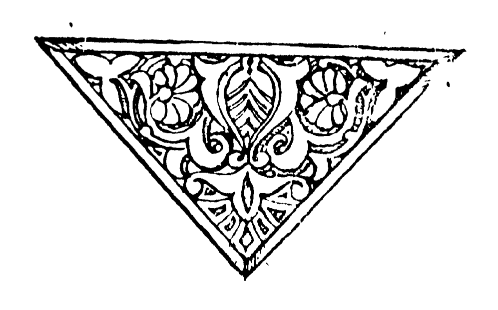
چو چندین جان که در خور بد زیان را — به بخشیدم همه اسلامیان را

* ن : خطر در - † کذا - نا مفهوم -

۲۹۱۰	شود حمل ار کنم جانت هم آزاد	که جاودیں فتنه نے از تو ز من زاد
	پس از اسلام دور افتاده باشم	رضا در کفر و کفران داده باشم
	فتاده در خاک هر گردے که خوردم	روان برباد هر جهدے که کردم
	بزرگانے که بهر کین ایشان	کمر بستم بسان خوب کیشان
	قصاص خون اگر بر تو نرانم *	ز روح پاک شان شرمنده مانم
۲۹۱۵	برو سر نه چو آتش در ته تیغ	که می باید نهادن سرت ته تیغ
	بگفت این و اشارت کرد در حال	که کردندش روان مردان قتال
	همان جائے که بر سلطان مبارک	مخالف را زدند شمشیر پلارک
	سر آن نا مبارک هم بدان جائے	چو تیغ آسمان گون شد زمین‌سائے
	فرو بردند و افگندند در صحن	که تاپامال شد چون دانه در طحن
۲۹۲۰	بنظارهٔ عوام و خاصه و میر	همی گفتند کا حسنت اے جهانگیر

* ن : ندانم -

(ترک صفحهٔ آخر :- زهے)



صحت نامہ

یاد داشت :—

کتاب کے حواشی میں ,, ن ،، سے نسخۂ حبیب گنج ۔

,,ق ر،، سے قیاس مولوی رشید احمد ۔

,, ك ،، سے کاتب الحروف (سید ہاشمی) کا قیاس مراد ھے

صفحه	سطر	غلط	صحیح
۱	۵	خزائن الفتوح	مفتاح الفتوح
۳	آخری	عبرت	عبارت
۴	۱٦	،	تہا
۱۵	۱۲	تاریخی مثنوی	تاریخ
۲۰	۷	دیپال پورا	دیپال پور
۴۴	٦	بھکا	بہاگا
۴۸	۲	بڑھا	بڑھ
۵۳	۲۰	قلعۂ گبران	قلع گبران ، نے ۔
٦٦	۱۷	سرساك	شرمناك
٦۹	۱٦	۔	که
۷۱	۱۵	۱۹۲۰	۲۹۲۰
۷۷	۱۹	عشقیه	عشیقه
۷۸	۱	,,	,,
۹۱	۲۰	نام	نام سے
۹۳	۷	ماشاء	ماشاءالله

متن مثنوی

صفحه	سطر	غلط	صحیح
۲۲	حاشیه	×	× ن
۲۳	۹	مود	مرد
۲۴	۱۴	میهمان	میهمانی
۲۴	حاشیه	۱۹ ۲۰	۱۹ وین ۲۰
۳۱	حاشیه	ك: ن	ك: كن
۴۴	۲	بسپرده	بسپرد
۴۶	۱۱	بکبارگی	یکبارگی
۵۱	۴	گلدد	گردد
"	۱۶	چه باقی	چه می بافی
۵۴	۱۲	قطع	قلع
۵۷	۶	شمشیم	شمشیر
"	۱۱	سرے	سوئے
"	۱۵	هو یك ـ ریرد	هر یك ـ ریزد
۵۸	۴	غرا	غزا
"	۱۶	دگر	وگر
۶۰	۱۲	بیداری	بیدرائے
۶۴	۱۵	گویا	گو با
۶۷	۶	درین	ور این
۷۳	۴	یابد	پا بر
۷۷	۴	کاری	کارے
"	"	بیداری	بیدار
"	۷	کفند	گفتند
۸۱	۶	احتر	اختر
۸۲	۱۱	مستن	بستن
۸۸	۱۸	سو	سر
۹۱	۱	قبلش	قلبش
۹۴	۱۲	تند و تند	تیز و تند
"	۱۹	ستاره	ستاده
۹۸	حاشیه	سپدن	سپردن
۹۷	۴	زردی زد	به زردی زد
۹۹	۷	دو	در
"	۱۲	"	"
۱۰۰	۱۳	زربی	زربن
۱۰۲	۱۳	بنائے	برائے
"	۱۷	درمند	زورمند
۱۰۶	۱۳	نجم	نرنجم
۱۰۷	۱	و	ز
۱۱۳	۵	بران	بر آن
"	۶	فشاندند	فشاندن
۱۱۵	۱۸	هر پیکش †	هر بیلکش
۱۱۸	۶	گاه	به گاه
۱۲۹	۵	زکوه	زگوهے
"	"	کروه	کروهے
۱۳۸	حاشیه	‡ ن	‡ ك
۱۴۷	۱۳	اجزائے	افزائے
۱۴۴	۱۴	دگر	وگر
"	۱۶	سں	پس

ملنے کا پتہ :—

دفتر مخطوطات فارسیہ

لال ٹیکری - حیدرآباد دکن

—— * ——

قیمت فی نسخہ (مجلد) .... چار روپیہ

" " " " بیرون ہندوستان .... چھہ شلنگ

(تاجروں کو معقول کمیشن دیا جائے گا)